احیائے خلافت

مئی ۲۰۱۳ جمادی الثانی ۱۴۳۴ھ

میرا انتخا قتال فی سبیل اللہ

میری منزل

نظام خلافت

اس راز کو ایک فرنگی نے کیا فاش
ہر چند کہ دانا اسے کھولا نہیں کرتے

جمہوریت ایک طرز حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں، تولا نہیں کرتے

پاکستان کا دستور۔۔۔ایک کفری دستور

’’وہ (لوگ جو) بالعموم دعویٰ کرتے ہیں کہ پاکستان ایک اسلامی ریاست بلکہ ’’اسلام کا قلعہ‘‘ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ارباب حکومت کچھ بھی کہیں، نہ تو پاکستان ایک اسلامی ملک ہے، نہ ہی یہ کسی طرح ’’دارالاسلام‘‘ کہلا سکتا ہے، کیونکہ اس کا دستور ایک ’’کفری دستور‘‘ ہے۔ محض، نماز، روزے، جمعہ وعیدین کی ادائیگی سے کوئی خطہ دارالاسلام نہیں بن جاتا، وگرنہ تو عین اسی دلیل کی بنا پر یورپ اور امریکہ کے بھی بہت سے علاقے دارالاسلام قرار پائیں گے۔ (ایسی دلیلیں دینے والوں کے بارے میں قرآنی حکم یہ ہے کہ) ’’یہ اس دن ایمان کی نسبت کفر سے زیادہ قریب تھے۔ منہ سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہیں اور جو کچھ یہ چھپاتے ہیں اللہ اس سے خوب واقف ہے‘‘۔

مولانا ولی اللہ کا بلگرامیؒ (اعلام الاعلام)

ابوہریرہؓ فرماتے ہیں ''نبی کریم ﷺ نے ہم سے غزوۂ ہند کا وعدہ فرمایا۔ (آگے ابوہریرہؓ فرماتے ہیں) '' اگر مجھے اس میں شرکت کا موقع مل گیا تو میں اپنی جان ومال اس میں خرچ کر دوں گا۔ اگر قتل ہوگیا تو میں افضل ترین شہداء میں شمار ہوگا اور اگر واپس لوٹ آیا تو ایک آزاد ابوہریرہؓ ہوگا۔''

(السنن المجتبیٰ اور السنن الکبریٰ، للنسائی)

تحریک طالبان پاکستان کا علمی، سیاسی اور عسکری ترجمان

احیائے خلافت

مئی ۲۰۱۳ جمادی الثانی ۱۴۳۴ھ

سرپرستِ اعلیٰ

امیر محترم حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ

نگرانِ اعلیٰ

کمانڈر عمر خالد خراسانی حفظہ اللہ

مدیر اعلیٰ

مولانا صالح قسام صاحب حفظہ اللہ

ہمارا ای میل ایڈریس ہے:

lhyaekhilafat@gmail.com

زیرِ انتظام

مرکزی شعبہ نشر و اشاعت

تحریک طالبان پاکستان

قال اللہ ُ تعالیٰ ''ان الحکمُ الا للہ ''و قالَ تعالیٰ''وان احکم بینھم بما انزل اللہ''

ترجمہ:''حکم صرف اللہ ہی کا ہو گا'' ''اور فیصلہ کر وان کے مابین اللہ تعالیٰ کے نازل کر دہ قانون سے''

تشریح: آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا ہے کہ انسانوں کے مابین تمام معاملات میں فیصل اور حکم خدائی قانون ہو گا، اور اس قانون کو ہمیشہ ایک بلند وبالا دستور کی حیثیت سے بر قرار رکھا جائیگا، اس لئے ضروری ہو گا کہ ریاست میں حاکم اور سب سے بلند درجہ اسی قانون کا ہو گا، حاکمان وقت اور حکومتِ وقت اسی نظام کے تحت ہو کر چلے گا، حکومت کے انتخاب سے لیکر انتظام ریاست تک تمام معاملات شریعت مطہرہ کی روشنی میں تکمیل پائینگے۔

اسلام میں حکومت کا نظام خلافت کہلاتا ہے، خلافت، امارت کبریٰ، اور امارت مومنین وغیرہ کے الفاظ مترادف ہیں، خلافت کا قیام ایک اہم مسئلہ ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین نے حضور نبی کریم ﷺ کی تدفین پر بھی اس کو مقدم رکھا، صحیح مسلم شریف میں ایک حدیث نقل کی گئی ہے '' من مات ولیس في عنقه بیعة مات میتة جاهلیة '' (رواہ مسلم من حدیث لابن عمر مرفوعا) یعنی جو شخص مر گیا اور اسکے گردن میں بیعت کا قلادہ نہیں تھا تو وہ جاہلیت کی موت مرا ۔خلافت کا قیام واجب ہے، امام سعد الدین رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مقاصد کے متن میں اس کے وجوب چہار وجوہات سے ثابت کیا ہے (۱) صحابہ کرام کا اجماع (۲) اسکے ذریعے واجب یعنی اقامتِ حدود اور اسلامی سرحدوں کی حفاظت جیسے واجبات کا قیام موقوف ہے اور جس پر واجب موقوف ہو وہ واجب ہو تا ہے۔ (۳) اس میں جلب منفعت اور دفع مضرت ہے اور یہ واجب ہے (۴) کتاب وسنت سے اس کی اطاعت کا وجوب۔ اسلام میں خلیفہ کا تقرر تین طریقوں سے ہو تا ہے، شرح مواقف میں ہے ''وانها تثبتُ بالنص من الرسول ومن الامامِ السابق بالاجماعِ و تثبتُ ببیعة اهل الحل والعقدعند اهل السنة والجماعة'' ترجمہ: یہ امامت رسول کی طرف سے نص یا سابقہ امام کی طرف سے نص کے ذریعے ثابت ہوتی ہے تمام مذاہب میں، اسی طرح اہل سنت والجماعت کے نزدیہ اہل حل وعقد کی بیعت سے بھی ثابت ہوتی ہے

حاکم کے تقرر کے اسلامی طریقے کے علاوہ اور بہت سارے طریقے زمانہ قدیم سے چلے آرہے ہیں، کسی زمانے میں مذہبی پیشوا سلطنت اور ملک کا بڑا ہو تا تھا ، بعض قوموں کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ وہاں کسی کے سر پر پرندہ آکر بیٹھ جاتا تو وہ بادشاہ ہو تا، ہمارے معاصر زمانے میں اسلام کے علاوہ جو مشہور طریقہ رائج ہے وہ جمہوریت ہے، جمہوریت میں زیادہ لوگوں کی بات بلا تنقید مانی جاتی ہے اور اکثریت جس کو صحیح کہے وہ صحیح ہو گا، اور وہ جس کو حاکم بنائے وہ حاکم ہو گا۔ اکثریت کے لئے علم، مذہب یا پیشے کے اعتبار سے کوئی قید نہیں ہے، بلکہ مطلق اکثریت کی بات چلتی ہے چاہے وہ کوئی بھی ہو۔ اسی کے بارے میں مرحوم اقبال نے فرمایا تھا کہ جمہوریت میں افراد گنے جاتے ہیں تولے نہیں جاتے۔

بعض لوگ اسلامی نظام کو بھی جمہوریت کہتے ہیں اور کچھ لوگ جمہوریت کیساتھ اسلامی نظام کو جمع کر رہے ہیں یعنی اسلامی جمہوریت، پہلے نظریے کے حامل افراد کے موقف کا غلط ہونا واضح اس لئے ہے کہ خلافت کے قیام کے طرق ہم نے پہلے ذکر کئے جو جمہوریت سے سو فیصد مختلف ہے کیونکہ خلافت میں ملک کے تمام افراد کی رائے نہیں لی جاتی؛ بلکہ چند مخصوص افراد ہوتے ہیں جو اپنے علم و عمل اور ورع وتقوٰی کے اعتبار سے معاشرے میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ان دونوں میں امتزاج ہو جائے تو یہ خیال بیکار اس وجہ سے کہ دو متباین چیزوں میں اتحاد واتفاق کی کوشش کرنا ایک سعی لاحاصل ہی ہے۔ خلافت میں تو تمام مسلمان ایک اسلامی جھنڈے کے تحت جمع ہونگے، جبکہ جمہوریت می ہر ملک کے مسلمان دوسرے ممالک کے مسلمانوں سے جدا ہونگے اور ملک کے اندر کفار یہود ونصاریٰ اور مشرکین مسلمانوں کے برابر ہونگے۔ لہٰذا نہ تو جمہوریت مشرف بہ اسلام ہو سکتی ہے اور نہ خلافت جمہوریت ہے۔

علامہ ماوردی رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام منتخب کرنے والے کی تین صفات ذکر فرمائی ہیں، وہ فرماتے ہیں: ''فَأَمَّا أَهْلُ الِاخْتِيَارِ فَالشُّرُوطُ الْمُعْتَبَرَةُ فِيهِمْ ثَلَاثَةٌ : أَحَدُهَا الْعَدَالَةُ الْجَامِعَةُ لِشُرُوطِهَاوَالثَّانِي : الْعِلْمُ الَّذِي يُتَوَصَّلُ بِهِ إلَى مَعْرِفَةِ مَنْ يَسْتَحِقُّ الْإِمَامَةَ عَلَى الشُّرُوطِ الْمُعْتَبَرَةِ فِيهَا وَالثَّالِثُ : الرَّأْيُ وَالْحِكْمَةُ الْمُؤَدِّيَانِ إلَى اخْتِيَارِ مَنْ هُوَ لِلْإِمَامَةِ أَصْلَحُ وَبِتَدْبِيرِ الْمَصَالِحِ أَقْوَمُ وَأَعْرَفُ'' (الاحکام السلطانیة صفحہ ۴) ترجمہ: جو امام منتخب کرنے والے ہیں ان میں تین باتوں کا پایا جانا ضروری ہے (۱) عدالت اپنے تمام شروط کیساتھ (علماء کرام نے عدالت کے مفہوم کو اس طرح بیان کیا ہے: العدالة في اللغة الاستقامة وفي الشريعة عبارة عن الاستقامة على طريق الحق بالاجتناب عما هو محظور دینا (التعریفات للجرجانی ِ صفحہ ۱۹۱) یعنی عدالت یہ ہے کہ دین میں ممنوعہ کاموں سے بچا جائے اور راہِ حق پر استقامت کے ساتھ چلتے رہے۔) (۲) علم جس سے انسان

یہ معلوم کرسکے کہ کون امامت کا مستحق ہے اور کس میں امامت کی شرائط پائی جاتی ہیں (۳) رائے اور حکمت جس سے اس شخص کو پہچان سکے کہ کون امامت کے لئے مناسب ہے اور مصلحت کو صحیح سمجھتا ہے۔

مذکورہ بالا شرائط اہل حل وعقد کے اوصاف ہوتے ہیں، اور یہ شرائط ایسی ہیں کہ جس پر ہر کس وناکس پورا نہیں اُتر سکتا، آیئے دیکھتے ہیں کہ جمہوریت اور ہمارے اسلامی جمہوریت میں اہل اختیار کے لئے کیا شرائط ہیں؟ اور شریعت کے ان شرائط کا کتنا لحاظ رکھا جاتا ہے؟ ہمارے آئین میں اس بارے میں کوئی شرط نہیں ہے بلکہ مرد، عورت، ہیجڑا، مسلمان، کافر ہندو عیسائی مشرک یہودی سکھ، سب کو امام منتخب کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ اگر مذکورہ بالا طبقات کوئی امام منتخب کرلے تو ظاہر ہے وہ پھر امیر المؤمنین تو نہیں ہوگا بلکہ امیر الیہود والنصاریٰ والہنود وغیر ذالک من الکفار الذین اختاروہ ہوگا۔

یہ تو انتخاب کرنے والوں کے لئے شرائط تھیں، امام ماوردی رحمہ اللہ نے امام کے لئے درج ذیل شرائط بیان فرمائی ہیں:۔

(۱) عدالت (۲) علم (۳) سلامۃ الحواس (۴) سلامۃ الاعضاء (۵) صاحب الرائے (۶) صاحب الشجاعہ (۷) قریشی ہونا

علماء کرام نے ان شرائط کے بارے میں یہ وضاحت کی ہے کہ اگر یہ تمام موجود نہ ہوں اور اکثر پائے جاتے ہوں تب بھی اس شخص کا امام بننا صحیح ہے، لیکن اگر جمہوریت میں دیکھے تو وہاں ان شرائط میں سے کوئی شرط بھی نہیں ہے، اگر کسی ملک نے مجبور ہوکر یہ قید لگائی بھی ہے تو وہ صرف کاغذ کی حد تک ہے کیونکہ خارج میں ان قیود کو نافذ کیا جاتا تو پھر جمہوریت، جمہوریت نہ رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ایوانوں میں کسی پاک دامن شخص کی رسائی مشکل سے ہوتی ہے، اور اکثر نامور زانی، چور اور ڈاکو ان سیٹو پر براجمان نظر آتے ہیں۔

اسی طرح جمہوریت اور خلافت میں ایک کھلا تضاد اس اصول سے بھی واضح ہوتا ہے کہ خلافت میں طلبِ عہدہ ایک مذموم عمل تصور کیا جاتا ہے، ارشاد نبوی ﷺ ہے" إننا لا نولي هذا من سأله ولا من حرص عليه "(رواه الشيخان،والفظ للبخاری) یعنی ہم یہ کام اس شخص کے حوالہ نہیں کرتے جو اس کو طلب کرے یا اس کی حرص رکھے۔ جبکہ جمہوریت کا آغاز اسی سے ہے کہ گھر گھر جاکر لوگوں سے منت وزاری کی جاتی ہے کہ ووٹ ہمیں دیدو۔

جمہوریت اور خلافت وامامت میں فرق وتباین واضح ہے، اس کے باوجود خلافت میں جمہوریت کا اندراج یا دونوں میں برابری اور ہم آہنگی پیدا کرنا عقل کو گالی دینے سے ہی تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ مسلمانانِ عالم کو خلافت کے جھنڈے تلے جمع فرمائے اور جمہوریت کے گندہ، اسلام دشمن اور بیہودہ نظام سے مسلمانوں کو چھٹکارا نصیب فرمائے۔ آمین

قال النبی ﷺ

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسو ل اللہ ﷺ "لما أ صیب اخوانکم باحد جعل اللہ ارواحھم فی جوف طیر ٍ خضر تردُ انھار الجنۃ تأکل ُ من ثمارھا وتأوی الیٰ قنادیل ِ من ذھبٍ معلقۃٍ فی ظل العرش فلما وجدو طیب مأکلھم ومشربھم ومقیلھم قالو من یبلغُ عنّا اخواننا اناّاحیاء فی الجنۃ نرزقُ لئلا یزھدو فی الجھاد ولا ینکلو عند الحرب ،فقال اللہ سبحانہ انا أ بلغھم عنکم قال فأنز ل اللہ " وَلَا تَحۡسَبَنَّ ٱلَّذِينَ قُتِلُواْ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ أَمۡوَٰتَۢاۚ بَلۡ أَحۡيَآءٌ عِندَ رَبِّهِمۡ يُرۡزَقُونَ " ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "جب تمہارے بھائی احد میں شہید ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ارواح سبز پرندوں کے سینوں میں ڈالا جو جنت کی نہروں کے پاس آتی ہیں اور جنت کے پھل کھاتی ہیں، اور سونے کے ایسے قندیلوں میں رہتی ہیں جو عرش کے نیچے آویزاں ہیں، جب ان (شہداء) نے یہ بہترین کھانا پینا اور رہائش دیکھی تو انہوں نے کہا کہ کون ہوگا جو ہمارے بھائیوں کو ہماری طرف سے یہ پیغام پہنچائے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں اور ہمیں یہاں کھلایا جاتا ہے، تاکہ وہ جہاد سے بے رغبتی اختیار نہ کریں اور جنگ کے وقت سستی کا مظاہرہ نہ کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں آپ کی طرف سے یہ پیغام پہنچادونگا، پھر فرمایا (نبی ﷺ نے) کہ اللہ تعالیٰ نے آیت ولا تحسبن ۔۔۔۔۔یعنی ان لوگوں کو مردہ مت خیال کرنا جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے، بلکہ وہ تو زندہ ہیں اور انہیں رزق دی جاتی ہے۔

خلافت اور جمہوریت میں جاری کشمکش

جمہوری نظام کے تحت ایک منتخب حکومت نے اپنی جمہوری مدت پوری کی اور دوسری حکومت کے انتخاب کے لئے الیکشن قریب آرہے ہیں،انتخابات میں جو جماعت اکثریت حاصل کرلے وہ آئندہ پانچ سال کے لئے ملک کی بسط وکشاد کی مالک ہوگی ،جمہوریت جس کی بدعت انقلاب فرانس کے بعد اقوام عالم میں پھیل چکی ہے جمہوریت کے ماننے والے اسے انسانی ذہنی ارتقا کی انتہا سمجھتے ہیں اور یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ انسان مسلسل اپنے لئے بہترین نظام کا انتخاب کرتا رہا یہاں تک کہ جمہوریت جیسے کامیاب نظام حکومت کا اس نے انتخاب کیا۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ جمہوریت مغربی فلسفیانہ ذہنیت کا اختراع ہے جو مغربی عیسائی دنیا میں کلیسا اور عیسائی تھیوکریسی سے تنگ آنے والوں نے کلیسا سے آزادی کی غرض سے ایجاد کیا،اور اپنے ماسبق کی طرح یہ نظام بھی آسمانی وحی کی ہدایت سے محروم ہے،انسان چاہے قابلیت کے جس حد تک بھی پہنچ جائے لیکن وہ بشری تقاضوں کے تحت غلطی سے مبرا نہیں ہوسکتا جب تک وہ آسمانی ہدایت سے فیض یاب نہ ہو۔لہٰذا جمہوریت اگر ظاہراً کچھ ایسی صفات رکھتی ہیں جس سے لوگوں کو سہولت ہے تو اس کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ یہ نظام اس قابل ہے کہ تمام انسانیت اس پر چل کر دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران ہوجائے ،بلکہ اس نظام نے تو انسانیت کو اخلاقی پستی،معاشرتی بگاڑ،جنسی بے راہ روی،عصمت فروشی اور جسم فروشی جیسے مکروہ اعمال میں ڈبو دیا۔

جمہوریت نام ہے آزادی کا یعنی اپنے آپ کو ہر قید و بند سے نکال کر زندگی گزارنا،جمہوریت والے یہی کہتے ہیں کہ السنطة للشعب وحدہ یعنی چلے عوام کی،جو دل میں آئے کرو،جبکہ خلافت کہتی ہے کہ قانون صرف خدا کا ان الحکم الا للہ ،جمہوریت نے اپنے مدمقابل خلافت کو آخری بار ۱۹۲۳ میں ترکی میں زیر کیا تھا،اس کے بعد پوری دنیا کو جمہوریت نے اپنی لپیٹ میں لیا تھا اور جس نے سرمو اس پر اعتراض کیا وہ ملامت ٹھہرتا،لیکن روس کے خلاف جہاد نے اہل اسلام کے دلوں کو محبتِ جہاد سے بھر دیا اور پوری دنیا میں جہاد اور مجاہدین کی تعداد بڑھنے لگی،لیکن روس جنگ کے اختتام تک عالمگیر خلافت کی سوچ کمزور تھی اور عام خیال یہی تھا کہ شریعت افغانستان تک ہی محدود رہے گی لیکن جب افغانستان پر صلیبی یلغار ہوئی تو اس شر میں پنہاں یہ خیر دنیا کے سامنے آئی کہ اسلام ایک مستقل ضابطہ حیات ہے اور اسلام میں اپنا ایک طرز حکومت ہے جسے خلافت کہتے ہیں اور یہ تمام اسلامی ممالک کی ایک ہی سرحد تسلیم کرتا ہے نہ کہ ہر ملک کی الگ الگ سرحد،یہ سوچ جہادی حلقوں میں اندر ہی اندر بڑھ رہی تھی اور رفتہ رفتہ مجاہدین نے اپنی صفوں کو وسعت دی اور خلافت کے لئے ایک عالمی جہاد کا اغاز ہوگیا،افغانستان سے نکل کر پاکستان ،یمن ،صومالیہ،عراق،مالی،مشرقی ترکستان،نائجیریا اور الجزائر تک ایک ہی سوچ کیساتھ پھیل گیا کہ جمہوریت نہیں خلافت!

یہ جمہوریت کے لئے ایک بڑے حریف کا مقابلہ ہے،جمہوریت کے داعیوں نے اپنی تجوریاں کھول دی ہیں اور ماہانہ اربوں ڈالر جمہوریت کی حمایت میں نچھاور کرتے ہیں جبکہ خلافت کے داعیوں نے بھی کمر کس لی ہے اور اپنے جانوں کو نچھاور کر رہے ہیں۔خلافت اپنی داعیوں کو نظریہ اور سوچ دیکر لڑا رہا ہے جبکہ جمہوریت سفلی خواہشات،مال و دولت اور دنیا کے ناپائیدار عیش و عشرت کے ذریعے میدان میں اُتار رہی ہے لیکن ظاہر ہے کہ نظریہ انسان کے جسم و جاں کو متاثر کرتا اور پھر کسی بھی قربانی کے لئے اپنے اپ کو پیش کرنا ایک آسان اور سہل کام بن جاتا ہے،یقین یہی ہے کہ نظریہ خلافت ہی اس جنگ میں سرخرو ہوکر نکلے گی جبکہ جمہوریت انشا اللہ اپنی موت آپ مرے گی۔ہم عوام الناس سے یہ اپیل کرتے ہیں کہ اس مغربی نظام سے دور رہ کر یہ ثابت کریں کہ ہمیں جمہوریت نہیں بلکہ خلافت کا عادلانہ نظام چاہئے،یہ سیاستدان ایک مرتبہ پھر آپ کے دروازے پر آکر آپ سے ووٹ کی منتیں کرینگے،لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ یہ وہی لوگ ہیں جو تمہارے ووٹ کے ذریعے پارلیمنٹ پہنچ جاتے ہیں اور پھر آپ ان کے منہ دیکھنے کے لئے ترستے ہوں،ان کی دلوں میں آپ کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے،انہیں اگر فکر ہے تو اپنی دولت،عزت اور شہرت کی۔

غیر سنجیدہ حکومتی رویہ اور مذاکرات کی ناکامی

تحریک طالبان پاکستان نے حکومت کے ساتھ مذاکرات کی پیش کش کی تھی، جسے ملک کے تمام سنجیدہ حلقوں نے سراہااور عوام وخواص میں یہ امید پیدا ہوئی کہ شاید اب حکمران ، خفیہ اور فوجی ادارے اپنی غلط پالیسیوں پر نظر ثانی کرے اورامریکی منحوس جنگ سے علیحدہ ہوجائینگے، کئی سیاسی جماعتوں نے بھی اس پیش کش کا خیر مقدم کیا اور حکومتی اداروں پر زور دیا کہ وہ طالبان کے ساتھ مذاکرات کا آغاز کریں، اس سلسلے میں جمیعت علماء اسلام نے ایک آل پارٹیز کانفرنس کا انعقاد بھی کیا جس میں ۲۸ جماعتوں نے فوج اور حکومتی اداروں پر زور دیا کہ وہ مذاکرت کی میز پر آئیں اور اس موقع سے فائدہ اُٹھائے، لیکن پہلے کی طرح اب بھی ملک کے زمامِ اقتدار پر قابض خفیہ ہاتھوں نے اس موقع کو بھی ضائع کیا۔اس موقف سے ایک طرف اگر سیاسی جماعتی کی بے وقعتی ظاہر ہورہی تو دوسری ان خفیہ اداروں کے عزائم کا بھی پتہ چلتاہے جو امریکی اشاروں کے بغیر کوئی کام انجام نہیں دے سکتے۔

تحریک طالبان پاکستان نے میڈیا پر اعلان کرکے اس پیش کش کو واپس لیا، بعض لوگوں اس پیش کش کو یوں پیش کررہے تھے گویا کہ یہ تحریک کی ایک کمزوری ہے حالانکہ یہ پاکستانی فوج اور خفیہ اداروں پر اتمامِ حجت تھا، تاکہ آئندہ کے لیے یہ لوگ پھر اپنازہریلہ زبان استعمال نہ کریں اور عوام الناس کو گمراہ کریں، لیکن اب الحمدللہ پاکستانی قوم یہ بات جان چکی ہے کہ یہ امن دشمن یہی خفیہ ادارے اور پاکستانی فوج ہی ہے، جو ہر بات میں امریکی اجازت کو لازمی سمجھتے ہیں۔تحریک نے اب نئے سرے سے کاروائیوں کا آغاز کیاہے اور الحمدللہ اس بار پہلے سے زیادہ منظم انداز میں کاروائیاں ہوگی۔

الیکشن کے موقع پر تحریک طالبان پاکستان کی طرف سے اعلان

الیکشن کے موقع پر تمام کارکنان کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ امریکی حمایتی تین سیکولر اسلام دشمن پارٹیوں ایم۔کیو۔ایم،اے۔این۔پی اور پاکستان پیپلز پارٹی کو نشانہ بنائے۔عوامی نیشنل پارٹی اپنے قیام سے تاحال اسلام اور پاکستان دشمنی میں ملوث ہے، افغانستان پر جب سوویت یونین نے جارحیت کی تو انہوں نے روسیوں کا ساتھ دیا اور ان سے پیسے لیکر پاکستان میں عوام الناس کو ٹارگٹ بناتے رہے، صرف اس وجہ سے کہ روس کے لیے افغانستان میں آسانی پیدا کرسکے، پھر جب امریکی حملہ آور ہوئے تو انہوں نے امریکیوں کاساتھ دیا،اور آج تک ان کے ساتھ اس جنگ میں اسلام کے خلاف کھڑے ہیں، پیپلز پارٹی کی حالت بھی ان سے مختلف نہیں، انہوں نے پہلے ملک میں کمیونزم کی تحریک چلائی، پھر ملک کو دو ٹکڑے کیااور اب امریکی جنگ میں فرنٹ لائن میں کھڑے ہیں۔ایم کیو ایم تو کھلم کھلا کہہ رہی ہے کہ ہمیں اسلام نامنظور ہے، اگر ایک طرف یہ لوگ اسلام کے مخالف ہیں تو دوسری جانب انہوں نے کراچی کے عوام کا جینا بھی دوبھر کردیاہے، ہزاروں علماء کے قاتل آج بھی ان کی سرپرستی میں آزادانہ گھوم رہے ہیں، آئے روز دینی مدارس کے لیے مشکلات پیدا کرنا اور اسلامی مدارس کے طلبہ کو ہراساں کرنا ان کی جماعت کے اولین مصروفیات ہیں، ہر روز سڑک کے کنارے کسی بیگناہ مسلمان کی بوری بند لاش پڑی ہوتی ہے۔انشاءاللہ اب اللہ کی پکڑ قریب ہے جو ہزاروں مظلومین کی صدا بن کر دربار خداوندی سے قبولیت حاصل کرچکی ہے اوراب انشاءاللہ ظالم کیفر کردار تک پہنچیں گے۔

جمہوریت اس دور کا صنمِ اکبر

مولانا یوسف لدھیانویؒ

بعض غلط نظریات قبولیتِ عامہ کی ایسی سند حاصل کر لیتے ہیں کہ بڑے بڑے عقلاء اس قبولیت عامہ کے آگے سر ڈال دیتے ہیں۔ وہ یا تو ان غلطیوں کا ادراک ہی نہیں کر پاتے یا اگر ان کو غلطی کا احساس ہو بھی جائے تو اس کے خلاف لب کشائی کی جرأت نہیں کر سکتے۔ دنیا میں جو بڑی بڑی غلطیاں رائج ہیں انکے بارے میں اہل عقل اسی المیہ کا شکار ہیں۔ مثلاً بت پرستی کو لیجئے خدائے وحدہ لاشریک کو چھوڑ کر خود تراشیدہ پتھروں اور مورتیوں کے آگے سر بسجود ہونا کس قدر غلط اور باطل ہے۔ انسانیت کی اس سے بڑھ کر توہین و تذلیل کیا ہو گی کہ انسان کو، جو اشرف المخلوقات ہے، بے جان مورتیوں کے سامنے سرنگوں کر دیا جائے اور اس سے بڑھ کر ظلم کیا ہو گا کہ حق تعالیٰ شانہ کے سامنے مخلوق کو شریک عبادت کیا جائے۔ لیکن مشرک برادری کے عقلاء کو دیکھو کہ وہ خود تراشیدہ پتھروں، درختوں، جانوروں وغیرہ کے آگے سجدہ کرتے ہیں۔ تمام تر عقل و دانش کے باوجود ان کا ضمیر اس کے خلاف احتجاج نہیں کرتا اور نہ وہ اس میں کوئی قباحت محسوس کرتے ہیں۔ اسی غلط قبولیتِ عامہ کا سکہ آج ''جمہوریت میں چل رہا ہے۔ جمہوریت دورِ جدید کا وہ صنمِ اکبر ہے جس کی پرستش اول اول دانیان مغرب نے شروع کی۔ چونکہ وہ آسمانی ہدایت سے محروم تھے اس لئے ان کی عقلِ نارسا نے دیگر نظام ہائے حکومت کے مقابلہ میں جمہوریت کا بت تراش لیا اور پھر اس کو مثالی طرزِ حکومت قرار دے کر اس کا صور اس بلند آہنگی سے پھونکا کہ پوری دنیا میں اس کا غلغلہ بلند ہوا یہاں تک کہ مسلمانوں نے بھی تقلیدِ مغرب میں جمہوریت کی مالا جپنی شروع کر دی۔ کبھی یہ نعرہ بلند کیا گیا کہ ''اسلام جمہوریت کا علمبردار ہے'' اور کبھی ''اسلامی جمہوریت'' کی اصطلاح وضع کی گئی، حالانکہ مغرب جمہوریت کے جس بت کا پجاری ہے اس کا نہ صرف یہ کہ اسلام سے کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ اسلام کے سیاسی نظریہ کی ضد ہے۔ اس لئے اسلام کے ساتھ جمہوریت کا پیوند لگانا اور جمہوریت کا مشرف بہ اسلام کرنا صریحاً غلط ہے۔ سب جانتے ہیں کہ اسلام نظریہ خلافت کا داعی ہے جس کی رو سے اسلامی مملکت کا سربراہ آنحضرت ﷺ کے خلیفہ اور نائب کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کی زمین پر احکام الٰہیہ کے نفاذ کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ مسند الہند حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ خلافت کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں: مسئلہ در خلافت هي الرياسة العامه في التصدى لاقامة الدين باحياء العلوم الدينيه واقامة اركان الاسلام والقيام بالجهاد وما يتعلق به من ترتيب الجيوش والفرض للمقاتلة واعطاءهم من الفيئ والقيام بالقضاء واقامة الحدود ورفع المظالم والامر بالمعروف والهى عن المنكر نيابة عن النبى ☐ (ازالة الخفاء ، ص ۲) ترجمہ: خلافت کے معنی ہیں، آنحضرت ﷺ کی نیابت میں دین کو قائم (اور نافذ) کرنے کے لئے مسلمانوں کا سربراہ بننا۔ (۱) دینی علوم کو زندہ رکھنا (۲) ارکانِ اسلام کو قائم کرنا (۳) جہاد کو قائم کرنا اور متعلقات جہاد کا انتظام کرنا، مثلاً لشکروں کا مرتب کرنا مجاہدین کو وظائف دینا اور مال غنیمت ان میں تقسیم کرنا (۴) قضا و عدل کو قائم کرنا، حدود شرعیہ کو نافذ کرنا اور مظالم کو رفع کرنا (۵) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا۔

اس کے برعکس جمہوریت میں عوام کی نمائندگی کا تصور کارفرما ہے۔ چنانچہ جمہوریت کی تعریف ان الفاظ میں کی جاتی ہے۔ ''جمہوریت وہ نظامِ حکومت ہے جس میں عوام کے چنے ہوئے نمائندوں کی اکثریت رکھنے والی سیاسی جماعت حکومت چلاتی ہے اور عوام کے سامنے جوابدہ ہوتی ہے''۔ گویا اسلام کے نظام خلافت اور مغرب کے تراشیدہ نظامِ جمہوریت کا راستہ پہلے ہی قدم پر الگ الگ ہو جاتا ہے چنانچہ، خلافت، رسول اللہ ﷺ کی نیابت کا تصور پیش کرتی ہے اور جمہوریت عوام کی نیابت کا نظریہ پیش کرتی ہے۔

خلافت مسلمانوں کے سربراہ پر اقامت دین کی ذمہ داری عائد کرتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی زمین پر اللہ کا دین قائم کیا جائے اور اللہ کے بندوں پر، اللہ تعالیٰ کی زمین پر اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ نظام عدل کو نافذ کیا جائے۔ جبکہ جمہوریت کا نہ خدا اور رسول سے کوئی واسطہ ہے نہ دین اور اقامتِ دین سے کوئی غرض ہے

۔اس کا کام عوام کی خواہشات کی تکمیل ہے اور وہ ان کے منشاء کے مطابق قانون سازی کی پابند ہے۔

اسلام منصب خلافت کے لئے خاص شرائط عائد کرتا ہے، مثلاً مسلمان ہو ،عاقل وبالغ، سلیم الخواص ہو، مرد ہو، عادل ہو، احکام شرعیہ کا عالم ہو، جبکہ جمہوریت ان شرائط کی قائل نہیں۔ جمہوریت یہ ہے کہ جو جماعت بھی عوام کو سبز باغ دکھا کر اسمبلی میں زیادہ نشستیں حاصل کرلے اسی کو عوام کی نمائندگی کا حق ہے۔ جمہوریت کو اس سے بحث نہیں کہ عوامی اکثریت حاصل کرنے والے ارکان مسلمان ہیں یا کافر، نیک ہیں یا بد، متقی وپرہیز گار ہیں یا فاجر وبدکار، احکام شرعیہ کے عالم ہیں یا جاہل مطلق اور لائق ہیں یا کندہ ناتراش ۔الغرض جمہوریت میں عوام کی پسند ناپسند ہی سب سے بڑا معیار اور اسلام نے جن اوصاف وشرائط کا کسی حکمران میں پایا جانا ضروری قرار دیا، وہ عوام کی حمایت کے بعد سب لغو اور فضول ہیں اور جو نظامِ سیاست اسلام نے مسلمانوں کے لئے وضع کیا ہے وہ جمہوریت کی نظر میں محض بیکار اور لایعنی ہے ۔(نعوذ باللہ)

خلافت میں حکمران کے لئے بالاتر قانون، کتاب وسنت ہے اور اگر مسلمانوں کا اپنے حکام کے ساتھ نزاع ہو جائے تو اس کو اللہ ورسول ﷺ کی طرف رد کیا جائے گا اور کتاب وسنت کی روشنی میں اس کا فیصلہ کیا جائے گا جس کی پابندی راعی اور رعایا دونوں پر لازم ہوگی۔ جبکہ جمہوریت کا فتوٰی یہ ہے کہ مملکت کا آئین سب سے مقدس دستاویز ہے اور تمام نزاعی امور میں آئین ودستور کی طرف رجوع لازم ہے۔ حتیٰ کہ عدالتیں بھی آئین کے خلاف فیصلہ صادر نہیں کرسکتیں۔

لیکن ملک کا دستور اپنے تمام تر تقدس کے باوجود عوام کے منتخب نمائندوں کے ہاتھ کا کھلونا ہے۔ وہ مطلوبہ اکثریت کے بل بوتے پر اس میں جو چاہیں ترمیم وتنسیخ کرتے پھریں، ان کو کوئی روکنے والا نہیں اور مملکت کے شہریوں کے لئے جو قانون چاہیں بنا ڈالیں، کوئی ان کو پوچھنے والا نہیں۔ یاد ہوگا کہ انگلینڈ کی پارلیمنٹ نے دو مردوں کی شادی کو قانوناً جائز قرار دیا تھا اور کلیسا نے انکے فیصلے پر صاد فرمایا تھا۔ چنانچہ عملاً دو مردوں کا کلیسا کے پادری نے

نعوذ باللہ حال ہی میں پاکستان کی ایک محترمہ کا بیاں اخبارات کی زینت بنا تھا کہ جس طرح اسلام نے ایک مرد کو بیک وقت چار عورتوں سے شادی کی اجازت دی ہے اسی طرح ایک عورت کو بھی اجازت ہونی چاہئے کہ وہ بیک وقت چار شوہر رکھ سکے۔ ہمارے یہاں جمہوریت کے نام پر مرد وزن کے مساوات کے جو نعرے لگ رہے ہیں، بعید نہیں کہ جمہوریت کا نشہ کچھ تیز ہو جائے اور پارلیمنٹ میں یہ قانون بھی زیر بحث آجائے۔ ابھی گزشتہ دنوں پاکستان ہی کے ایک بڑے مفکر کا مضمون اخبارات میں شائع ہوا تھا کہ شریعت کو پارلیمنٹ سے بالاتر قرار دینا قوم کے نمائندوں کی توہین ہے کیونکہ قوم نے اپنے منتخب نمائندوں کو قانون سازی کا مکمل اختیار دیا ہے۔ ان صاحب کا یہ عندیہ جمہوریت کی صحیح تفسیر ہے جس کی رو سے قوم کے منتخب نمائندے شریعت اسلامی سے بھی بالاتر قرار دیئے گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں ”شریعت بل“ کئی سالوں سے قوم کے منتخب نمائندوں کا منہ تک رہا ہے لیکن آج تک اسے شرفِ پذیرائی حاصل نہ ہو سکا۔ اس کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ اسلام مغربی جمہوریت کا قائل ہے؟

تمام دنیا کے عقلاء کا قاعدہ ہے کہ کسی اہم معاملے میں اس کے ماہرین سے مشورہ لیا جاتا ہے۔ اسی قاعدے کے مطابق اسلام نے انتخاب خلیفہ کی ذمہ داری اہل حل وعقد پر ڈالی ہے جو رموز مملکت کو سمجھتے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ اس کے لئے موزوں ترین شخصیت کون سی ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا تھا "انما الشوریٰ للمہاجرین والانصار" ”خلیفہ کے انتخاب کا حق صرف مہاجرین وانصار کو حاصل ہے“۔ لیکن بت کدہ جمہوریت کے برہمنوں کا فتوٰی یہ ہے کہ حکومت کے انتخاب کا حق ماہرین کو نہیں بلکہ عوام کو ہے۔ دنیا کا کوئی کام اور منصوبہ ایسا نہیں جس میں ماہرین کے بجائے عوام سے مشورہ لیا جاتا ہو۔ کسی معمولی سے معمولی ادارے کو چلانے کے لئے بھی اس کے ماہرین سے مشورہ طلب کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ کیسی ستم ظریفی ہے کہ حکومت کا ادارہ (جو تمام اداروں کی ماں ہے اور مملکت کے تمام مسائل جس کے قبضے میں ہیں، اس کو) چلانے کے لئے ماہرین سے نہیں بلکہ عوام سے رائے لی جاتی ہے۔ حالانکہ عوام کی ننانوے فیصد اکثریت یہی نہیں جانتی کہ حکومت

کیسے چلائی جاتی ہے، اس کی پالیسیاں کیسے مرتب کی جاتی ہیں اور حکمرانی کے اصول و آداب اور نشیب و فراز کیا کیا ہیں۔ ایک حکیم و دانا کی رائے کو ایک گھسیارے کی رائے کے ہم وزن شمار کرنا اور ایک کندہ ناتراش کی رائے کو ایک عالی دماغ مدبر کی رائے کے برابر قرار دینا، یہ وہ تماشا ہے جو دنیا کو پہلی بار جمہوریت کے نام سے دکھایا گیا ہے۔

درحقیقت "عوام کی حکومت' عوام کے لئے اور عوام کے مشورے سے" کے الفاظ محض عوام کو الو بنانے کے لئے وضع کئے گئے ہیں۔ ورنہ واقعہ یہ ہے کہ جمہوریت میں نہ تو عوام کی رائے کا احترام کیا جاتا ہے اور نہ عوام کی اکثریت کے نمائندے حکومت کرتے ہیں۔ کیونکہ جمہوریت میں اس پر کوئی پابندی عائد نہیں کی جاتی کہ عوام کی حمایت حاصل کرنے کے لئے کون کون سے نعرے لگائے جائیں گے اور کن کن ذرائع کو استعمال کیا جائے گا۔ عوام کی ترغیب و تحریص کے لئے جو ہتھکنڈے بھی استعمال کئے جائیں، ان کو گمراہ کرنے کے لئے سبز باغ بھی دکھائے جائیں اور انہیں فریفتہ کرنے کے لئے جو ذرائع بھی استعمال کئے جائیں وہ جمہوریت میں سب روا ہیں۔

اب ایک شخص خواہ کیسے ہی ذرائع اختیار کرے، اپنے حریفوں کے مقابلے میں زیادہ ووٹ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے، وہ "عوام کا نمائندہ" شمار کیا جاتا ہے حالانکہ عوام بھی جانتے ہیں کہ اس شخص نے عوام کی پسندیدگی کی بناء پر زیادہ ووٹ حاصل نہیں کئے، بلکہ روپے پیسے سے ووٹ خریدے ہیں، دھونس اور دھاندلی کے حربے استعمال کئے ہیں اور غلط وعدوں سے عوام کو دھوکہ دیا ہے۔ لیکن ان تمام چیزوں کے باوجود یہ شخص نہ پیسے روپے کا نمائندہ کہلاتا ہے، دھونس اور دھاندلی کا منتخب شدہ اور نہ جھوٹ، فریب اور دھوکہ دہی کا نمائندہ شمار کیا جاتا ہے، چشم بد دور! یہ قوم کا نمائندہ کہلاتا ہے۔ انصاف کیجئے کہ "قوم کا نمائندہ" اسی قماش کے آدمی کو کہا جاتا ہے اور کیا ایسے شخص کو ملک و قوم سے کوئی ہمدردی ہو سکتی ہے؟

عوامی نمائندگی کا مفہوم تو یہ ہونا چاہئے کہ عوام کسی شخص کو ملک و قوم کے لئے مفید ترین سمجھ کر اسے بالکل آزادانہ طور پر منتخب کریں، نہ اس امیدوار کی طرف سے کسی قسم کی تحریض و ترغیب ہو، نہ کوئی دباؤ ہو، نہ برادری اور قوم کا واسطہ ہو، نہ روپے پیسے کا کھیل ہو، الغرض اس شخصیت کی طرف سے اپنی نمائش کا کوئی سامان نہ ہو اور عوام کو بے وقوف بنانے کا اس کے پاس کوئی حربہ نہ ہو۔ قوم نے اس کو صرف اور صرف اس بنا پر منتخب کیا ہو کہ یہ اپنے علاقے کا لائق ترین آدمی ہے۔ اگر ایسا انتخاب ہوا کرتا تو بلا شبہ یہ عوامی انتخاب ہوتا اور اس شخص کو قوم کا منتخب نمائندہ کہنا صحیح ہوتا لیکن عملاً جو جمہوریت ہمارے ہاں رائج ہے، یہ عوام کے نام پر عوام کو دھوکہ دینے کا ایک کھیل ہے اور بس۔

کہا جاتا ہے کہ جمہوریت میں عوام کی اکثریت کو اپنے نمائندوں کے ذریعہ حکومت کرنے کا حق دیا جاتا ہے۔ یہ بھی محض ایک پر فریب نعرہ ہے ورنہ عملی طور پر یہ ہو رہا ہے کہ جمہوریت کے غلط فارمولے کے ذریعہ ایک محدود سی اقلیت، اکثریت کی گردنوں پر مسلط ہو جاتی ہے! مثلاً فرض کر لیجئے کہ ایک حلقہ انتخاب میں ووٹوں کی کل تعداد دو لاکھ ہے، پندرہ امیدوار ہیں، ان میں سے ایک شخص تیس ہزار ووٹ حاصل کر لیتا ہے جن کا تناسب دوسرے امیدواروں کو حاصل ہونے والے ووٹوں سے زیادہ ہے حالانکہ اس نے صرف سولہ فیصد حاصل کئے ہیں۔ اس طرح سولہ فیصد کے نمائندے کو ۸۴ فیصد پر حکومت کا حق حاصل ہوا۔ فرمایئے! یہ جمہوریت کے نام پر ایک محدود اقلیت کو غالب اکثریت کی گردنوں پر مسلط کرنے کی سازش نہیں تو اور کیا ہے؟ چنانچہ اس وقت مرکز میں جو حکومت قوس لمن الملک بجا رہی ہے، اس کو ملک کی مجموعی آبادی کے تناسب سے ۳۳ فیصد کی حمایت بھی حاصل نہیں لیکن جمہوریت کے تماشے سے نہ صرف وہ جمہوریت کی پاسبان کہلاتی ہے بلکہ نے ایک عورت کو ملک کے سیاہ و سفید کا مالک بنا رکھا ہے۔ اس

الغرض، جمہوریت کے عنوان سے "عوام کی حکومت، عوام کے لئے" کا دعویٰ محض ایک فریب ہے اور اسلام کے ساتھ اس کی پیوندکاری فریب در فریب ہے۔ اسلام کا جدید جمہوریت سے کوئی تعلق نہیں، نہ جمہوریت کو اسلام سے کوئی واسطہ ہے۔ ضدان لا یجتمعان (یہ دو متضاد جنسیں ہیں جو اکٹھی نہیں ہو سکتیں)۔

جاہلیت جہل سے ماخوذ ہے اور بے علمی کو کہا جاتا ہے ،ایک ایسا معاشرہ جو علم سے عاری ہو ،اس کو جاہلی معاشرہ کہا جاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے جاہلیت پوری دنیا پر چھائی ہوئی تھی اور انسان اللہ جل کے علاوہ انسانوں،پتھروں،ستاروں اور شیاطین کی پوجا کرتا تھا۔ آج بھی جب جاہلیت کا تذکرہ ہوتا ہے تو ذہن میں اسی زمانے کا تصور آتا ہے ،لیکن حقیقت یہ ہے کہ جاہلیت صرف وہ نہیں تھا،بلکہ جاہلیت ایک وصف ہے اور جس زمانے اور معاشرے میں بھی یہ وصف پائی جائے تو وہ دور جاہلیت کا دور ہوگا اور وہ معاشرہ جاہلی کہلائے گا۔ مفسرِ قرآن حضرتِ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جب آیت ''وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ الاولیٰ'' کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا کوئی دوسری جاہلیت بھی ہے ،تو آپ نے فرمایا''مارأیت الاولیٰ الا ولہٗ أخریٰ''یعنی ہر اول کا آخر ہوتا ہے،لہٰذا پہلی جاہلیت کے مقابلے میں ایک دوسری جاہلیت بھی ہوگی۔

تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے ،جاہلیت اولیٰ کی طرح آج پھر جاہلیت عصری لبادہ اوڑھ کر دوبارہ آیا ہے ، آج کی جاہلیت کل کی جاہلیت ہی کی طرح ہے ،عصر حاضر کی جاہلیت چاہے کتنا بھی علم کا دعویٰ کیوں نہ کریں بہر حال وہ جاہلیت ہی ہے کیونکہ وہ آسمانی ہدایت اور وحی سے محروم ہے ۔آسمانی وحی سے عاری معقولات اور کھوکھلے دلائل کو کبھی بھی شریعت اسلامی علم تسلیم نہیں کرتا،یہی وجہ ہے کہ شیطان لعین جب اللہ کے حکم ''اسجدو لادم'' کے مقابلے میں عقلی دلیل''خلقتنی من نار وخلقتہٗ من طین ''لے کر آیا تو اس کو کسی صورت علم قرار نہیں دیا بلکہ وہ ان جاہلانہ دلائل سے ملعون ومطرود ہوکر جاہلیت کا سردار ٹھہرا۔ آج کی جاہلیت کا دعویٰ ہے کہ وہ ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیتا ہے جو علم پر مبنی اور ایک لکھاپڑھامعاشرہ ہوتا ہے،لیکن یہ ایک فریب ہی ہے کہ جہل کو علم کی صورت میں پیش کیاجاتا ہے ،اس کی مثال ابلیس کے اس دھوکے کی طرح ہے، جس کے ذریعے اس نے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حواء علیہا السلام کو دھوکہ دیا اور دھوکہ دہی کرکے قسم کھایا کہ میں آپ کا خیر کواہ ہوں''وقاسمھما انی لکما من النصحین''اور اس شجر (درخت)کو جو،حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالنے والی اور بادشاہت جیسے زندگی لینے والی تھی،کو شجرۃ الخلد (جنت میں ہمیشہ رکھنے والی درخت)اور شجرۃ الملک (حکومت اور بادشاہت والی درخت)قراردیا''ہل ادلکما علی شجرۃ الخلد وملک لا یبلیٰ''۔

اس سے پتہ چلا کہ جاہلیت کا وطیرہ ہے کہ اشیاء کو اپنے اضداد سے موسوم کرتا ہے یعنی کسی شے کو اپنے ضد کا نام دیتا ہے اچھائی کو برائی ،دھوکے اور غدر کو نصیحت اور ذلت ورسوائی کو عزت کا نام دیتا ہے ،یہی وجہ ہے کہ ابوجہل بن ہشام جس کو اسلام اور پیغمبر اسلام نے ابوجہل یعنی جہل کے باپ اور سردار کا نام دیا،اہل جاہلیت (اہل مکہ) اس کو ابوالحکم (حکمت اور علم والے)کے نام سے پکارتے تھے۔ مطلب یہ کہ آج کی جاہلیت بالکل وہی جاہلیت ہے اور کسی صورت اپنے ذاتی صفت (جہل) سے جدا نہیں ہوسکتی جس طرح آگ سے حرارت جدا نہیں ہوسکتی ،ہر چند کہ وہ یہ دعوٰ کریں کہ وہ علم ہے جہل نہیں اور نصحیت ہے ذلت نہیں

جمہوریت اور سیکولرزم جو انسان کو یہ باور کرادیتا ہے کہ وہ انسان کو علم اور خیر دیتا ہے وہ سرتاپا شر ہے اور انسان کو بھلائی کے نام پر تباہی وبربادی کے کھڈے میں ڈال دیتا ہے کیونکہ جمہوریت نام ہے عوام کی حکومت کا یعنی ایک ایسا معاشرہ جس میں زندگی گزارنے کے لئے اصول وضوابط کی قانون سازی کا مکمل اختیار انسان کو ہوتا ہے اور انسانی زندگی کے تمام شعبوں کے لئے انسان ہی قانون سازی کرتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ انسان جاہل ہے وہ اپنے تمام مفادات کو نہیں جانتا،چہ جائیکہ وہ دوسرے

انسانوں کی ضروریات اور مفادات معلوم کرکے اس کے لئے قانون بناسکے ،پس انسان جو قانون بنائے گا وہ جاہلانہ قانون ہو گا اوراس سے اس کی دنیاو اخرت کی تباہی ہو گی،یہی وجہ ہے کہ کمیونزم جس پر لینن اور سٹالن جیسے نقباءبڑے ناز کرتے تھے اوراسے لوگوں کی بھلائی اور انہیں ظلم وستم کی چکی سے نکلنے کے لئے واحد راستہ اور نظام سمجھتے تھے ،چند دن بعد خود وہ کمیونزم ناکام ہوئی اور خود اس کے نقباءنے رد کیا اور روسی صدر گورباچوف نے یہ اعتراف کیا کہ کمیونزم ایک ناکام نظام ہے جو انسان کی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتا۔ کمیونزم کی وجہ سے خاندانی نظام کی بربادی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ آج میں بوڑھا ہوں اور میرے ہاتھ کانپ رہے ہیں لیکن مجھے پتہ نہیں ہے کہ میرا بیٹا کہاں ہے؟۔

یہ ہے انسانی نظر کی کوتاہ بینی کا واضح شاہد!انسانوں کا بنایا گیا قانون ببانگِ دہل اعلان کررہاہے کہ انسان اپنی ضروریات اور حوائج کا درست اندازہ نہیں لگاسکتا۔اور نہ وہ ایسے نظام کی تخلیق پر قادر ہے جو آسمانی ہدایت کے بغیر انسانیت کو فلاح وبہبود کی راہ پر گامزن کرسکے۔

جبکہ دوسری طرف خلاّقِ عالم قانون سازی کے اس حساس عمل کو اپنے لئے ثابت کررہاہے ارشادہے"ان الحکم ُ الا للہ "کیونکہ وہی ذات انسانی مشینری کا صانع اور بنانے والاہے اور یہ بات بدیہی الثبوت ہے کہ دنیامیں جس مشینری کو بھی چلانا ہو تو انہی اصول کا لحاظ رکھا جائے گا جو اس مشینری ساز کمپنی نے مرتب کئے ہوں۔لہٰذا جب انسان کو بنانے والی اللہ جلّ شانہ کی ذات ہے تو اس کی ضروریات ،امراض اور ادویات بھی وہی جانتاہے۔لہٰذاایک خدائی احکامات ہی انسان کی فلاح کا ضامن ہوسکتے ہے ۔ارشاد باری تعالیٰ ہے"ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل َ منہ وھو فی الاخرہ من الخاسرین "

جیساکہ ہم نے ذکر کیا قانون سازی کے لیے علمِ کلی ضروری ہے ،اللہ جلّ شانہُ انسان سے سوال کرتاہے "ءانتم اعلم ُ ام اللہ "اور پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں"واللہ ُ یعلم ُ وانتم لا تعلمون "لہٰذا قانون سازی کا حق خصوصیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو ہی حاصل ہے ،انسان اپنے ناقص علم کے بنیاد پر جو قانون وضع کرے گاوہ جاہلی قانون ہی ہو گا۔

آج کل ان جاہلی قوانین نے انسان کو انسانیت سے نکال کر اسے ایک جنگلی درندے کے حقوق دیے ،آزادی اور مساوات کے نام پر انہوں نے انسان کو ایک درندہ بنادیا،یہ جہل ہے یا علم جس نے انسان کو انسان کو مادر پدر آزاد کیا۔ماں باپ کا فرق ختم ہوگیا اور آزادی کے نام پر جنسی آزادی کو فروغ دے کر حیوانیت اور انسانیت کا فرق ختم کیا،اگر یہ حقوق ہیں اور یہ ترقی ہے تو اس کے لئے تو پھر کسی تعلیم کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جانوروں نے اپنے حقوق بغیر کسی تعلیم کے حاصل کیے ہیں۔

عصرِ حاضر کی جاہلیت اور جاہلیتِ اولیٰ کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے ،وہ خواندگی کیا جو ناخواندہ درندے کے ساتھ تمہارا فرق ختم نہ کرے ،وہ خواندگی کسی صورت علم نہیں ہے جو انسان کو انسان کی غلامی کی دعوت دیتاہے ،وہ خواندگی کسی صورت علم نہیں و اس کو اپنی بیوی پر غیرت کرنے سے روکتاہے،اور وہ خواندگی کیسا علم ہے جو ناقص العقل اور اہل صنف عورت کو مرد کا سربراہ بناتا ہے،کیا یہ واضح جہل اور جاہلیت نہیں ہے؟؟!!

جس طرح ابو الجاہلیت ابلیس نے بھلائی کے نام پر حضرت آدم اور حوا علیہاالسلام کو دھوکہ دیکر ان کو جنت سے نکالا اسی طرح آج بھی آزادی کے نام پر انسان کو انسانوں کی غلامی میں جھونکا ،جس طرح اس نے ان کو جنت سے نکالا ،آج کی جاہلیت ہمیں جنت میں جانے سے روکتی ہے۔اور جس طرح اس نے ان کو وہ درخت دکھاکر ان کے کپڑے اُتارے"فلما ذاقا الشجرۃ بدت لھما سوآتھما"اسی طرح آج کی جاہلیت نے بھی فیشن کے نام پر انکے کپڑے نکال دیے ہیں۔

جاہلیت کے چار ارکان اور جمہوریت

قرآنِ کریم نے جاہلیت کے چار ارکان بیان کیے ہیں، جن پر جاہلیت کی عمارت کا کل سہارا ہے۔

۱۔ حکم الجاہلیۃ

۲۔ تبرج الجاہلیۃ

۳۔ ظن الجاہلیۃ

۴۔ حمیۃ الجاہلیہ

جاہیت کا پہلا رکن اور جمہوریت

جاہلیت کا پہلا رکن حکم الجاہلیۃ ہے یعنی جاہلیت پر مبنی قانون، یہ وہ قانون ہے جو اللہ کے ماسوا نے بنایا ہو، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''افحکم الجاہلی یبغون ومن احسن ُ من اللہ حکماًلقوم یوقنون'' امام حسن بصری رحمہ اللہ جاہلی حکم کی تعریف یوں فرماتے ہیں ''من حکم بغیر ماانزل اللہ فحکمہُ الجاھلیۃ'' یعنی جس نے اللہ کے نازل کردہ قانون کے علاوہ کسی قانون پر فیصلہ کیا تو اس کا حکم اور فیصلہ جاہلی ہے اور جمہوریت میں یہ ایک اصل الاصول ہے کہ انسان کو فیصلہ سازی کا اختیار ہونا چاہیے تاکہ اسی قانون پر وہ پھر فیصلے کریں، جمہوریت کی تعریف بھی ان الفاظ میں کی جاتی ہے ''عوام کی حکومت عوام پر عوام کے لیے'' خلاصہ یہ کہ جمہوریت اس دور جدید کی جاہلیت ہے جس کی بنیاد حکم الجاہلیۃ پر ہے۔

جاہلیت کا دوسرا رکن اور جمہوریت

جاہلیت کا دوسرا رکن تبرج الجاہلیۃ ہے، تبرج کا مطلب یہ ہے کہ عورتوں کو گھروں سے ایسے طریقے سے نکالا جائے جو معاشرے میں فتنے اور فحاشی پھیلانے کا سبب بن جائے، مسلمانوں کو اپنی طرف مائل کرکے گناہ کے کاموں میں آسانی ہو۔

جمہوریت کی صورت میں آج کی جاہلیت کا زیادہ زور اسی پہلو پر ہے، جہاں جمہوریت زیادہ وہاں فحاشی اور عریانی اسی نسبت سے زیادہ زوروں پر ہے۔ جس کی واضح مثال مغربی ممالک میں مادر پدر آزادی ہے کہ نہ ماں کا پتہ نہ باپ معلوم!!

جاہلیت کا تیسرا رکن اور جمہوریت

جاہلیت کا تیسرا رکن ظن الجاہلیۃ ہے، ظن الجاہلیۃ یہ ہے کہ کفار اور منافقین مسلمانوں کے بارے میں ان کی دنیاوی مال و اسباب کی کمی کی وجہ سے انہیں مغلوب اور شکست خوردہ سمجھنا۔ جیسا کہ منافقین نے غزوہ احد کے موقع پر مسلمانوں کی عارضی شکست کے بارے میں کہا مشہور کیا تھا، جواب میں اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی ''یظنون باللہ ظن الجاہلیۃ'' آج کے مادی دور میں تو اس طرح کے افکار کو بہت زیادہ پھیلایا جاتا ہے۔ اور اکثریت کی رائے سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ اسلام اکثریت کا مطالبہ نہیں ہے، اور اکثریت شریعتِ اسلامیہ نہیں چاہتی۔

جاہلیت کا چوتھا رکن اور جمہوریت

جاہلیت کا چوتھا رکن حمیۃ الجاہلیۃ ہے، حمیۃ الجاہلیہ قومی اور علاقائی تعصب کو کہا جاتا ہے، خصوصاً جب یہ اسلام کے مد مقابل ہو، جمہوریت میں جغرافیائی اعتبار سے تقسیم کا اعتبار کیا جاتا ہے اس وجہ سے ایک مخصوص علاقے کے لوگوں کے بارے میں بھائی چارے اور رواداری کا درس دیا جاتا ہے، یعنی ایک مخصوص علاقے کے لوگ چاہے وہ کسی مذہب سے بھی تعلق رکھتے ہوں وہ آپ کی ہمدردی کے مستحق ہونگے، جبکہ اس علاقے سے باہر کے لوگ چاہے وہ مسلمان کیوں نہ وہ کسی طرح بھی آپ کے احسان اور ہمدردی کے مستحق نہیں ہونگے۔

جمہوریت میں یہ رکن بدرجہ ءاتم پایا جاتا ہے، پاکستان میں جاری جہاد کا بڑا سبب بھی یہ ہے کہ یہاں کے حکمران اور فوج کہتی ہے کہ وہ مجاہدین جو دوسرے ملکوں سے آئے ہیں، وہ اس لائق نہیں کہ یہاں رہائش

اختیار کر سکیں، کیونکہ وہ ہمارے ملک کے نہیں ، جبکہ اسی ملک میں ہندو، عیسائی اور یہودیوں کو رہنے کی اجازت ہے اورانہیں ہر قسم کی سہولت میسر ہے۔سب سے پہلے پاکستان کے نعرہ کے پیچھے بھی یہی جاہلی سوچ کار فرما تھی کہ پاکستان کو اسلام، قرآن اور جہاد سب کچھ پر مقدم کیا گیا۔اسی طرح پشتون کا نعرہ بھی لگایا گیا، کہ پشتون سب کچھ ، اگرچہ اسلام کے مخالف ہوں، اور دیگر اقوام اگرچہ اسلام کے خادم ہوں لیکن چونکہ پختون نہیں اسلیے ان کے ساتھ کسی قسم کی بھلائی روا نہیں۔

جب یہ بات ثابت ہوئی کہ جمہوریت میں جاہلیت کے تمام ارکان بطریقہ اتم موجود ہیں تو اب یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ جمہوریت ایک جاہلی نظام ہے اور یہ کسی صورت اسلام سے مطابقت نہیں رکھتی۔اسی طرح اس سے بڑی جہل کیا ہوگی کہ اس نظام سے یہ اُمیدیں وابستہ کی جائیں کہ اس سے اسلامی شریعت کا نفاذ ہو جائے گا، جہل کے اندھیروں میں اسلام کے نورانی احکامات ڈھونڈنا کسی طور پر قرینِ قیاس نہیں ہے اور جابرانہ وظالمانہ نظام میں اسلام کا عدل بے نظیر تلاش کرنا عاقل کا کام نہیں ہے۔

اے میرے مسلمان بھائی !میری آپ سے یہ دردمندانہ اپیل ہے کہ آج انتخابات کے ایام میں یہ بھیڑ کی شکل میں بھیڑیے کہیں آپ کو ناصحانہ تقریروں پر دھوکہ نہ دیں، ان کے دلوں میں آپ کے لیے کوئی بھلائی اور خیر نہیں ہے۔یہ صرف دولت کے پجاری ہیں جو ہمیشہ اسلامی نظامِ خلافت کی راہ میں رکاوٹ بنے ہیں، ان سے اپنے آپ کو بچاؤ، یہ آستین کے سانپ ہیں، چھیاسٹھ سال تک ہم نے انہیں آزمایا، اب پوری قوم یہ تجربہ بار بار کر چکی ہے کہ انہوں نے ہر بار ہمارے ساتھ وعدے کیے اور پھر اپنے وعدوں کو بھول گئے ، اگر یہ لوگ قومی دولت کو بھی عوامی فلاح وبہبود پر خرچ کر چکے ہوتے تو آج ہماری قوم کی یہ حالت نہ ہوتی۔

لہٰذا اے میرے مسلمان بھائی !ان سے دور رہو، ووٹ نامی لعنت سے اپنے آپ کو بچاؤ، اگر آج تم ان کے دھوکے میں پھنس گئے تو یاد رکھنا کہ یہ عذر کام نہیں دے گا، فرعون نے اپنے قوم کو بیوقوف بنایا تھا، لیکن اللہ جلّ نے انہیں معاف نہیں کیا ”فاستخف قومہ فاطاعوہ انھم کانو اقوماً فسقین “

وماعلینا الاالبلاغ

جہاد کرنا تم پر فرض کر دیا گیا ہے اور تم طبعاً ناپسند معلوم ہوتا ہے اور یہ بات ممکن ہے کہ تم کسی امر کو ناپسند کرو، وہ تمہارے حق میں خیر ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی امر کو بہتر سمجھو اور وہ تمھارے حق میں باعث خرابی ہو اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔(البقرہ)

احیائے خلافت کو انٹرنیٹ پر پڑھئے:

Ihyaekhilafat.blogspot.com

عمر میڈیا کی نشریات

تحریک طالبان پاکستان کی مرکزی ادارہ برائے نشر و شاعت نے ”فقاتلوا ائمۃ الکفر“ کے نام سے نئی سی ڈی جاری کی ہے

سرزمینِ شام کی بیٹیاں۔۔۔۔۔۔لٹی ہے چادرِ عصمت کوئی تو ہو

مولانا عاصم عمر صاحب

انبیاء کی سرزمین ، سرزمینِ شام، آج جس کا چپہ چپہ ، قریہ قریہ ، اہلِ سنت والجماعت کے خون سے رنگین ہے، ام المؤمنین ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روحانی بیٹیوں کی چیخوں نے اسکی خوبصورت وادیوں کے حسن پر خزاں کا موسم طاری کر دیا ہے، جوانوں کو گرفتار کر کے جیلوں میں ٹھونس دیا گیا ۔۔۔ بوڑھوں کو انکی بستیوں ہی میں گلیوں اور چوکوں پر لہو لہان کیا گیا، جبکہ ۔۔ جبکہ ۔۔۔ سنیوں کی بہنوں اور بیٹیوں کو ۔۔۔۔ وہ اپنے ساتھ اٹھا کر لے گئے ۔۔۔ جیلوں میں اجتماعی زیادتی ۔۔۔ ایک کے بعد ایک گروہ در گروہ ۔۔۔ کائنات کی ذلیل ترین مخلوق اہلِ سنت کی ازلی دشمن ۔۔۔۔ عمرو عثمان ، علی و حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کی قاتل قوم ۔۔۔ سنیوں کی ان پاکدامن بیٹیوں کو چھاپوں کے دوران اور ایک جیل سے دوسری جیل منتقلی کرتے ہوئے ۔۔۔ اپنے تاریخی بغض و حسد کا نشانہ بناتی ہے ۔۔۔ شاید سنیوں کی نفرت کا جو الاؤ انکے جد امجد ابن سبا نے انکے دلوں میں بھڑکایا تھا وہ کچھ ٹھنڈا ہو سکے ۔۔۔۔ اہلِ سنت کا خون پی کر پھلنا پھولنا جنکے ایمان کا حصہ ہے ۔۔۔۔ شام کے سنیوں کا خون پی کر شاید انکا ایمان اور مضبوط ہو جائے ۔۔۔

ڈیڑھ سال سے زائد ہو چلا انبیاء کی سرزمین ایک ارب سے زائد اس امت کے جوانوں کو رو رہی ہے ۔۔۔ اہلِ فن ، اہلِ علم ، اہلِ اقتدار ۔۔۔۔ ان سب کی غیرت کے مردار ہو جانے پر سرزمینِ شام نوحہ کناں ہے ۔۔۔ انبیاء کی سرزمین پر اٹھنے والے بے شمار جنازے شام کے اہلِ سنت کے نہیں ۔۔۔۔ جنازے تو ان لوگوں کی غیرت ، حمیت اور ایمان کے اٹھ رہے ہیں جو ایک کافر کے مرنے پر تڑپ اٹھتے ہیں لیکن امی عائشہ کے بیٹوں پر امی عائشہ کے دشمن جو ظلم ڈھا رہے ہیں اس پر سارا عالمِ اسلام خاموش ہے ۔۔۔۔ میں مطمئن ہوں کہ اگر ۔۔۔۔ شام کی مساجد کے مینار خاموش کر دئے گئے تو کیا ہوا ۔۔۔۔ میری مسجد کے مینار سے تکبیر کی اذان بلند ہو رہی ہے ۔۔۔۔ صحابہ کی عظمت بیان کرنے کے جرم میں دمشق و حمص کے خطیبوں کی زبان کاٹ کر انکو انکی منبروں پر ہی ذبح کر دیا گیا تو کیا ہوا ۔۔۔ میرا نفس پر سکون ہے کہ میرے منبر کی رونق تو بحال ہے (اگرچہ ظالم کی تعریف اور کفر پر خاموشی کے انعام میں ہے ۔۔۔

اے عالمِ اسلام کے سنیو! دیکھئے اور خوب شوق سے دیکھئے ۔۔۔ ارضِ مقدس ،شام کی طرف سے آنے والی خبریں ، تصویریں اور دل پھاڑ دینے والی ویڈیو دیکھئے ۔۔۔ لیکن اتنا جان لیجئے یہ صرف شام کی سنیوں کی نہیں ۔۔۔ بلکہ دنیا بھر کے اہلِ سنت کی تصویر ہے ۔۔۔ دینی غیرت اور حمیتِ ایمانی کے جنازے ۔۔۔ اپنا جنازہ بھی کسی نے جاگتی آنکھوں دیکھا ہو گا ۔۔۔

دمشق و حلب ، حمص و حماء ۔۔۔ کی بیٹیاں رو رہی ہیں ۔۔۔۔ اپنی چادرِ عصمت تار تار کئے جانے پر ۔۔۔ کیسی چادرِ عصمت اور کیا چادرِ عصمت ۔۔۔۔ اس دور میں یہ لفظ کتنا ارزاں ہوا ہے ۔۔۔ امی عائشہ کے بیٹوں نے اس لفظ کی کس قدر بے حرمتی کی ہے ۔۔۔ کہ اسکو سن کر پڑھ کر انکے رونگٹے کھڑے نہیں ہوتے ۔۔۔ انکے جسموں پر کپکپی طاری کیوں نہیں ہوتی ۔۔۔ انکا حلق خشک کیوں نہیں ہو جاتا ۔۔۔ یہ پاگل کیوں نہیں ہو جاتے ۔۔۔ انکی آنکھیں مارے جذبات کے سرخ کیوں نہیں ہوتیں ۔۔۔۔ اور قسمیں کھا کر کیوں نہیں اٹھتے کہ اب اپنی ذاتی زندگی ۔۔ ذاتی عیش و آرام ۔۔ خوشی و غم ۔۔ اب اپنا کچھ نہیں یہ اس امت کا ہے ۔۔۔ جئیں گے تو امت کے لئے اور اسی کے لئے موت کو گلے لگائیں گے ۔۔۔ اب اس وقت تک گھروں کو نہ لوٹیں گے جب تک روئے زمیں پر ایک ایک بہن ایک ایک ماں کے ہر ہر آنسو کا مداوا نہ کر لیں ۔۔۔ جب تک روئے زمین پر امی عائشہ کے پیارے آقا، محمد مصطفیٰ ﷺ کی شریعت نافذ نہ ہو جائے ۔۔۔ دنیا میں خلافت دوبارہ قائم نہ ہو جائے ۔۔۔۔ سو اے اہلِ قلم! اے اہلِ لغت ! اگر یہ لفظ (چادرِ عصمت)اس امت کے لئے بے معنیٰ ہو گیا تو خدارا اس کا استعمال ہی چھوڑ دیجئے اور کوئی ایسا لفظ لغت سے تلاش کیجئے جو میری پیاری امی عائشہ کے بیٹوں کو بہنوں کی حفاظت کے لئے جان قربان کر دینے والا بنا دے۔

بے حسی سی بے حسی ہے۔۔۔۔یقین جانئے شام کے حالات پر لکھنے کے لئے کب سے ارادہ کیا۔۔۔لیکن یہ سب الفاظ مجھے بے کار، بے معنیٰ اور لغو نظر آئے۔۔۔۔نہیں ہرگز نہیں بے غیرتی، بے حمیتی، بزدلی، بے حسی ۔۔۔شام کے سنیوں پر ڈھائے جانے والے مظالم پر امتِ مسلمہ کی خاموشی کو ان مذکورہ الفاظ میں ادا نہیں کیا جاسکتا۔۔۔لغت کا دامن تنگ پڑ گیا ہے۔۔مسلسل ڈیڑھ سال تک۔۔۔ایک طاقتور فوج۔۔۔جسکو ایران و روس نے پالا پوسا۔۔۔اہلِ سنت پر باقاعدہ جنگ مسلط کئے رہی۔۔۔دنیا کے کسی کونے سے صحابہ کے دشمنوں کے خلاف آواز نہیں اٹھی۔۔۔اگر کوئی تڑپا تو وہی جماعت جو اس امت کے درد میں گھلی جاتی ہے۔۔۔۔جس نے اس امت کی تسکین کے لئے جانوں کے سودے کئے ہیں۔۔۔۔دنیا کے ہر خطے میں ہر کونے میں جہاں بھی کسی مسلمان پر ظلم ہوتا ہے یہ وہاں پہنچ جاتے ہیں۔۔۔۔

سو جب جب شام کی حالت اور امتِ مسلمہ کا اطمینان آنکھوں کے سامنے آتا ہے تب تب ایک ہی لفظ ذہن میں کوندتا ہے۔۔شاید یہ لفظ اس امت کے جوان خطیبوں، قلمکاروں اور اہلِ دین کی رگوں میں بجلیاں دوڑادے۔۔۔۔یا کم از کم یہ لفظ سن کر انہیں مجھ پر ہی غصہ آئے۔۔۔لیکن پھر نظری کشمکش میں پڑ جاتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ کیا۔۔۔الفاظ جذبات بناتے ہیں یا جذبات خود ہی اپنا مفہوم ادا کرنے کے لئے الفاظ ایجاد کر لیا کرتے ہیں۔۔۔۔واقعی جذبات و احساسات الفاظ کے محتاج نہیں ہوتے؟

امتِ مسلمہ کے جسد میں ایک ناسور۔۔۔۔ایک دیمک۔۔۔۔روئے زمین کا بدترین طبقہ۔۔۔۔۔۔جس کا اصل چہرہ آپ شام کی زمین پر دیکھ سکتے ہیں ۔۔۔نادان اس کو فرقہ واریت کہتے ہیں۔۔۔۔اللہ انکو ہدایت دے۔۔۔لیکن یہ منظر اگر انکے اپنے گھروں میں دہرایا جائے تو پھر یہ سمجھ جائیں گے یہ فرقہ واریت نہیں یہ تو تاریخی کینہ و عداوت ہے جو صدیوں سے چلی آرہی ہے ۔۔۔۔

ان ظالموں نے بستیوں کی بستیاں یوں اجاڑ دیں گویا وہاں انسان نہیں بر ساتی کیڑے مکوڑے رہ رہے تھے۔۔۔۔کتنی ہی بستیاں تو ایسی ہیں جہاں تمام گھروں کا یہ عالم تھا کہ گھر والے گھروں کے اندر ہی ذبح کر دئے گئے۔۔۔۔انکے جنازوں کو کندھا دینے والا بھی کوئی نہ تھا۔۔۔دنوں بعد جب مجاہدین ان علاقوں میں پہنچے تو ان بے چاروں کو کفن و قبر نصیب ہوئی۔۔۔۔۔۔

شام میں ڈھائے جانے والے مظالم پر مسلمان خاموش ہیں تو اس میں حیرانی و پریشانی کی کونسی بات ہے۔۔۔۔ماؤں کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ بہتے آنسو۔۔۔۔۔۔۔امتِ محمدیہ ﷺ کی بیٹیوں کی پتھرائی آنکھیں۔۔۔۔۔جو اس آس و امید میں کھلی کی کھلی ہی رہیں کہ انکی عزت بچانے کے لئے شاید کوئی محمد بن قاسم یا معتصم آ جائے اور انکو شیعوں کی درندگی سے بچالے۔۔۔۔۔امت کے نوجوانوں کا وہ لہو جو ڈیڑھ سال سے سرزمینِ عرب کو رنگین کر رہا ہے۔۔۔۔ان سب کی ہمارے نزدیک کیا حیثیت ہے ۔۔۔۔کسی کو کیا ضرورت ہے جو شیعوں کی مذمت میں منبر و محراب یا کسی اسٹیج پر کھڑے ہو کر دو بول بھی بول دے۔۔۔۔کیوں؟ کیونکہ یہ سب کسی یہودی، عیسائی، قادیانی یا شیعہ کے ساتھ نہیں ہو رہا۔۔۔انسان تو بس یہی ہیں ۔۔۔دنیا کے کسی کونے میں کوئی شیعہ مار دیا جائے۔۔۔خاتمن النبیین ﷺ کے دشمن قادیانیوں کو کہیں پھانس بھی چبھ جائے۔۔۔کسی یہودیہ کا فرزند مر جائے یا ہندو کو کہیں تکلیف پہنچ جائے۔۔۔پھر دیکھئے اب تک ملک کے کونے کونے سے دھواں دھار تقریریں، شعلہ اگلتے بیانات۔۔۔سرکاری فتاویٰ ۔۔۔مظاہرے۔۔۔کالم نگار اور اینکر پرسن کے منہ سے جھاگ نکل رہے ہوتے۔۔۔۔سب کے سب انسانیت کا درس، انسانی حقوق کا رونا۔۔۔مرنے والوں سے ہمدردی۔۔۔۔بھائی چارگی کا راگ الاپتے نظر آتے۔

البتہ شام کا معاملہ دوسرا ہے، جو ظلم کر رہے ہیں وہ اللہ و رسول ﷺ کے دشمن شیعہ ہیں اور جن پر ظلم کیا جارہا ہے وہ سنی ہیں۔ فرق واضح ہے۔ جسکے دل میں جس کی محبت ہوتی ہے وہ اسی کے لئے تڑپتا ہے۔

شیعوں کے ہاتھوں سنیوں پر بدترین مظالم اس سے پہلے عراق میں ڈھائے گئے اور سفاکیت کی ایک ناپاک داستان تحریر کی گئی، اس میں بھی پورا کا پورا ہاتھ ایران کا تھا جو اس نے امریکہ کے ساتھ خاموش معاہدہ کر کے کیا، اور شام میں بھی ایران شامی شیعہ حکومت کا سرپرست ہے۔ امریکہ و یورپ کو فکر اس بات کی نہیں کہ وہاں مسلمانوں کا خون بہایا جارہا ہے، وہ اس بات پر پریشان ہیں

کہ القاعدہ کے مجاہدین وہاں روز بروز مضبوط ہوتے چلے جارہے ہیں۔ان کافروں نے بوسنیا میں بھی یہی معاملہ کیا تھا کہ جب تک مسلمانوں کی نسل کشی کی جاتی رہی سب خاموش تماشائی بنے رہے لیکن جب مجاہدین اپنی بہنوں کی حفاظت کے لئے وہاں پہنچنے شروع ہوئے تو کفر اور انکے نمک خوار متحد ہوگئے اور امن معاہدے کے لئے دن رات ایک کر کے ہزروں مسلمانوں کی بلی چڑھا کر امن کے جھنڈے گاڑھ دیے گئے۔

عراق کے بعد شام میں شیعوں کی ریاستی پیمانے پر سرپرستیت عالمِ اسلام کے خلاف کفر کی نئ صف بندی کا اشارہ کر رہی ہے۔کافر طاقتیں اہلِ سنت اور شیعوں کو مختلف انداز میں دیکھتی ہیں۔ہر دور میں مظالم سنیوں پر ڈھائے جاتے ہیں جبکہ شیعہ درپردہ کفریہ طاقتوں کے ساتھ ہوتے ہیں،ہر جگہ اہلِ سنت کو باطل ثابت کیا جاتا ہے جبکہ شیعہ طاقتوں کو اس انداز میں پیش کیا جاتا ہے کہ وہ عالمِ اسلام کے ہیرو بنادئے جائیں۔انکو ہمیشہ صرف دھمکیاں دی جاتی ہیں تاکہ امت انکو امریکہ کا دشمن سمجھ کر بے وقوف بنی رہے،جبکہ جنگ اور حملے افغانستان،عراق،صومالیہ اور مالی کے سنیوں پر ہوتے ہیں۔

ہم بچپن سے سنتے چلے آرہے ہیں کہ ایران امریکہ کا دشمن ہے،لیکن عجیب دشمنی ہے کہ آج تک اس پر حملہ ہی نہیں کیا گیا۔جبکہ سنی ریاستوں کی چند ہفتوں میں اینٹ سے اینٹ بجادی گئی۔ایران اسرائیل کا عجیب دشمن ہے جہاں (یعنی ایران میں)یہودیوں کی سب سے اعلیٰ نسل ملک بھر کے تمام شعبوں پر قابض ہے۔اسرائیل سے آنے والے یہودی ایران میں مزے کرتے ہیں،جبکہ سنیوں کے لئے ایرانیوں کی زمین اتنی تنگ ہے کہ انکو سجدے کرنے کی بھی اجازت نہیں۔۔۔۔۔یاد رکھنا چاہئے ایران دجال کا مرکز ہے۔۔۔۔دجال کے نکلنے کی جگہ ہے۔۔۔۔دجال کے ساتھ جو خاص فوج ہوگی وہ سب ایرانی ہونگے۔۔۔ صحیح احادیث مبارکہ اٹھاکر دیکھ لیجئے ۔۔۔۔یہ سب ڈرامہ ہے جو امریکہ اور ایران دکھاتے چلے آرہے ہیں۔۔۔۔ایران پر کبھی حملہ نہیں ہوگا۔۔۔اگر آپ ایران پر کسی کی فوج کشی دیکھیں تو جان لیں کہ یہ حملہ نہیں بلکہ انتقالِ اقتدار ہے۔۔۔۔دجال کے دوسرے درجے کے چیلوں سے اول درجے کے چیلوں کی طرف۔۔ ۔۔جیسا کہ پہلا اقتدار خمینی کے دور میں منتقل ہوا۔۔ ۔شاہِ ایران کے ہاتھوں سے خمینی کی طرف۔ ۔۔بشکلِ ڈرامہ جس کو ایرانی اسلامی انقلاب کہا جاتا ہے۔۔ ۔۔اگر قسم کھاکر کہا جائے تو حانث نہیں ہونگے کہ خمینی دجا ل من الدجاجلہ (دجالوں میں سے ایک دجال) تھا،جسکے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ دجال سے پہلے تیس جھوٹے دجال آئیں گے۔دلائل اتنے ہیں کہ اگر کسی کے نصیب میں ہدایت ہو تو ایک دلیل اسکے لئے کافی ہو،لیکن جنکے دل اندھے ہوگئے اور ام المؤمنین امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے خاص دشمنوں (شیعوں) کی محبت جنکے دلوں میں گھر کر گئی رب کعبہ کی قسم انکو محمد ﷺ کا رب کیسے ہدایت دے گا جو دن رات اسکے حبیب ﷺ کو اذیتیں دیتے ہیں۔

ہر اس شخص کی آنکھیں اب کھل جانی چاہئیں جو اب تک اس فکری گمراہی کا شکار ہے کہ شیعہ مسلمانوں کے ہیں یا وہ عالمِ اسلام کا حصہ ہیں۔ہرگز نہیں۔یہ طبقہ اس امت کے جسم پر ایک پھوڑا ہے۔

لیکن پریشان کن سوال یہ ہے کہ کیا کفریہ طاقتیں بشمول بھارت کے،پاکستان میں عراق و شام والی پالیسی اختیار کرنے کا فیصلہ کرچکی ہیں؟کیا اداروں کے اندر اسی بنیاد پر تقسیم اور خرید و فروخت شروع کی جاچکی ہے؟کیا حساس اور پالیسی ساز اداروں میں شیعہ اس قدر طاقت ور ہوچکے ہیں جو فوج کو اس دہشت گردی کی جنگ سے پیچھے نہیں ہٹنے دے رہے حالانکہ فوج میں اب بہت بے چینی پائی جارہی ہے،اسکا فائدہ صرف یہ ہے کہ ریاستی طاقت کے ذریعے سنیوں کی اسی طرح نسل کشی کی جارہی ہے جیسے عراق و شام میں کی گئی۔جید علماء حق کا قتل،ایم کیو ایم کا شیعہ دہشت گرد تنظیم،سپاہِ محمد کو اسلحہ اور جائے پناہ فراہم کرنا،ملک بھر کی شیعہ آبادی میں بلیک واٹر کا اسلحہ تقسیم کرنا ،کیا یہ سب داخلی وجوہات کی بنا پر ہے یا اسکے ڈانڈے دنیا کے بدلتے عالمی حالات سے ملتے ہیں۔دنیا بھر کے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ عراق و شام میں سنیوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کو کھول کر بیان کریں،اہلِ سنت والجماعت کے ایک ایک بچے اور گھروں میں بیٹھی خواتین تک کو علم ہوجانا چاہئے کہ شام میں اسلام کے دشمنوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے۔

اسکے ساتھ ساتھ اہلِ سنت کی تمام جماعتوں کو اس بات کا فرق بھی ذہن میں رکھنا ہو گا کہ ابن سبا کی ذریت کی شریعت جدا ہے اور امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے محبوب کی شریعت جدا۔ ہمارے ہاں دوستی کے اصول ہیں تو دشمنی کے بھی اخلاقی تقاضے ہمیں ہمارے صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے سکھائے ہیں، ہم امن کیسے قائم کرینگے اور جنگ کس طرح بنا کر، اسکو کس طرح لڑیں گے اور کیسے اسکو انجام تک لے کر جائیں گے یہ سلیقہ بھی ہمیں ہمارے حبیب ﷺ نے سکھایا ہے، یعنی ہم امن کی حالت میں کیسے ہونگے اور میدانِ جنگ میں ہمارا اخلاق و کردار کیسا ہو گا۔

امی عائشہ کے بیٹوں کو اس فرق کو ضرور ملحوظ رکھنا ہو گا، اگر کوئی امی سے محبت کا دعویٰ بھی کرے اور انکی تعلیمات کو بھی نہ مانے یہ تو اچھی بات نہیں ہوئی، یہ محبت تو نہیں۔

چنانچہ جس دشمن سے بھی جنگ ہو رسول اللہ ﷺ کی سیرت کی روشنی میں ہو، اخلاقیات کا پورا خیال رکھا جائے، دورانِ جنگ اپنے کردار سے یہ ثابت کیا جائے کہ ہم میں اور امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے دشمنوں میں بڑا فرق ہے۔ جنگ کو بے ہنگم پھیلانے کے بجائے، دشمن کے جوڑ جوڑ پر مارا جائے۔ یہی قرآن کی تعلیم ہے یہی نبی کریم ﷺ کی سیرت ہے۔

چند روایات مصر و شام کے بارے میں:

عن حذيفة بن اليمان رضي الله عنه أنه قال لقوم من أهل مصر إذا أتاكم كتاب من قبل المشرق يقرأ عليكم من عبد الله أمير المؤمنين فانتظروا كتابا آخر يأتيكم من المغرب يقرأ عليكم من عبد الله عبد الرحمن أمير المؤمنين والذي نفسي حذيفة بيده لتقتتلن أنتم وهم عند القنطرة وليخرجنكم من أرض مصر وأرض الشام كفرا كفرا ولتباعن المرأة العربية على درج دمشق بخمسة وعشرين درهما الفتن - (نعيم بن حماد 1/ 260)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے اہلِ مصر سے فرمایا: جب تمہارے پاس مشرق سے۔ امیر المؤمنین عبد اللہ کی جانب سے خط آئے تو تم ایک دوسرے خط کا انتظار کرنا، جو مغرب سے آئے گا، یہ خط امیر المؤمنین عبد الرحمٰن کی جانب سے ہو گا، قسم اس ذات کی جسکے قبضے میں حذیفہ کی جان ہے تم اور وہ پل کے نزدیک ضرور قتال کروگے (باقی الفاظ مذکورہ روایت ہی کے ہیں)

عن تبيع قال صاحب المغرب عبد الرحمن بن هند ------------- على مقدمته رجل اسمه اسم شيطان الويل لمن يقتل تحت لوائه مصيره إلى النار (الفتن - نعيم بن حماد 1/ 264)

ترجمہ: حضرت تبیع (تابعی) نے فرمایا: مغرب والے حاکم کا نام عبد الرحمٰن بن ہند ہو گا۔-------اسکے ہر اول دستے پر ایک شخص ہو گا جسکا نام ایک شیطان کا نام ہو گا، خرابی ہے اسکے لئے جو اسکے جھنڈے کے نیچے لڑے اسکا ٹھکانا جہنم ہے۔

عن الزهري قال إذا اختلفت الرايات السود فيما بينهم أتاهم الرايات الصفر فيجتمعون في قنطرة أهل مصر فيقتتل أهل المشرق وأهل المغرب سبعا ثم تكون الدبرة على أهل المشرق حتى ينزلوا الرملة فيقع بين أهل الشام وأهل المغرب شيء فيغضب أهل المغرب فيقولون إنا جئنا لننصركم ثم تفعلون ما يفعلون والله لنخلن بينكم وبين أهل المشرق فينهبونكم لقلة أهل الشام يومئذ في أعينهم ثم يخرج السفياني ويتبعه أهل الشام فيقاتل أهل المشرق الفتن - (نعيم بن حماد - ج / 1 ص270)

ترجمہ: امام زہریؒ نے فرمایا: جب کالے جھنڈوں والوں میں آپس میں اختلاف ہو جائے گا تو پیلے جھنڈے آئیں گے، وہ اہلِ مصر کے پل یا ڈیم پر جمع ہونگے، اہلِ مشرق اور اہلِ مغرب قتال کرینگے (سات سال یا سات ماہ یا سات دن کیونکہ روایت میں صرف سبعا کا لفظ آیا ہے)، پھر اہلِ مشرق کو شکست ہو گی، یہاں تک کہ وہ "رملہ" میں اتریں گے، پھر اہلِ مغرب اور اہلِ شام کے مابین کچھ اختلاف ہو جائے گا جسکی وجہ سے اہلِ مغرب غصہ ہونگے، اور کہیں گے کہ ہم تو تمہاری مدد کرنے آئے تھے لیکن تم بھی انہی (دشمنوں) کی طرح کر رہے ہو، اللہ کی قسم! ہم تمہیں اور انھیں (لڑنے کے لئے چھوڑ دیتے ہیں) سو وہ تمہیں لوٹینگے، (ایسا وہ اہلِ شام کی اس وقت تھوڑا ہونے کی وجہ سے کہیں گے) پھر سفیانی نکلے گا اور اہلِ شام اسکی اتباع کریں گے وہ سفیانی اہلِ مشرق سے قتال کرے گا

عن كعب قال إذا ظهر المغرب على مصر فبطن الأرض يومئذ خير من ظهرها لأهل الشام ويل للجندين جند فلسطين والأردن وبلد حمص من بربر يضربون بسيوفهم إلى باب للعطر وصاحب المغرب رجل من كنده أعرج.-(الفتن - نعيم بن حما د - ج / 1 ص271)

ترجمہ: حضرت کعبؒ نے فرمایا: جب مغرب (مغرب اسلامی) مصر پر غالب آجائیں تو شام والوں کے لئے زمین کا اندرونی حصہ زمین کے بیرونی حصہ سے بہتر ہوگا۔ اور دو فوجوں کے لئے بربر سے خرابی ہے، ایک فلسطین واردن کی فوج، دوسری شہر حمص کی فوج۔ وہ اپنی تلواروں سے ماریں گے ۔۔۔۔۔۔ اور مغرب والا قبیلہ کندہ کا ایک لنگڑا شخص ہوگا۔

نوٹ: اس روایت میں کندا سے مراد ملک کینیڈا نہیں بلکہ کندہ عرب کا مشہور قبیلہ ہے۔ جو پہلے جبال یمن میں حضرموت کے قریب آباد تھا، اور مغرب سے مراد مغرب اسلامی ہے۔

عن حذيفة قال إذا دخل أهل المغرب أرض مصر فأقاموا فيها كذا وكذا تقتل وتسبي أهلها يومئذ تقوم النائحات فباكية تبكي على استحلال فروجها وباكية تبكي على ذلها بعد عزها وباكية تبكي على قتل رجالها وباكية تبكي شوقا إلى قبورها۔(الفتن - نعيم بن حماد 1/ 268)

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا: جب مغرب والے سرزمینِ مصر میں داخل ہوجائیں اور اتنا عرصہ وہاں رہینگے، اہلِ مصر کو قتل کیا جائے گا اور قیدی بنایا جائے گا، اس دن نوحہ کرنے والیاں نوحہ کریں گی کوئی رونے والی عزتوں کے پامال ہونے پر روئے گی، کوئی رونے والی عزت کے بعد اس ذلت پر روئے گی، کوئی رونے والی اپنے مردوں کی قتل پر روئے گی، اور کوئی رونے والے اپنی قبر کی تمنا کرکے روئے گی۔

عن تبيع عن كعب قال إذا خرج البربر فنزلوا مصر كان بينهم وقعتان وقعة بمصر ووقعة بفلسطين وفيما بين ذلك حتى ينزلوا حمص فويل لها منهم فيصيبهم فيها ثلج شديد أربعين ليلة فيكاد يفنيهم ثم يفتحونها ويدخلونها۔ (الفتن - نعيم بن حماد 1/ 269)

ترجمہ: حضرت کعب احبارؒ نے فرمایا: جب بربر نکلیں گے تو مصر میں اتریں گے، انکے (اہلِ مصر اور بربر) کے مابین دو لڑائیاں ہونگی، ایک مصر میں، دوسری فلسطین میں، اس طرح یہ حمص (شام کا شہر) میں اترینگے، حمص کی خرابی ہے انکی طرف سے، حمص میں انکو چالیس راتوں تک شدید برفباری کا سامنا ہوگا، ایسا لگے گا کہ یہ برفباری انکو فنا کردے گی، پھر یہ (بربر) حمص فتح کرکے اس میں داخل ہوجائیں گے،

عن عقبة بن عامر الجهني قال إذا خرج أهل المغرب خلفت الروم على المغرب فتخرب عند ذلك الأسكندرية ومصر وساحل الشام۔(الفتن - نعيم بن حماد 1/ 273)

ترجمہ: حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا: جب اہلِ مغرب نکلیں گے، انکے مقابلے میں رومی (اہلِ یورپ) نکلیں گے، تو اس وقت، اسکندریہ، مصر اور شام کے ساحل خراب ہونگے۔

عن تبيع عن كعب قال إذا رأيت الرايات الصفر نزلت الأسكندرية ثم نزلوا سرة الشام فعند ذلك يخسف بقرية من قرى دمشق يقال لها حرستا۔(الفتن - نعيم بن حماد - ج / 1 ص 272)

ترجمہ: حضرت کعب احبارؒ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب تم دیکھو کہ پیلے جھنڈے اسکندریہ (مصر کا ساحلی شہر) اتر چکے ہیں پھر وسطی شام میں آگئے ہیں تو اس وقت دمشق کی "حرستا" نامی بستی زمین میں دھنس جائے گی۔

عن عمرو بن شعيب عن أبيه قال دخلت على عبد الله بن عمر حين نزل الحجاج بالكعبة فسمعته يقول إذا أقبلت الرايات السود من المشرق والرايات الصفر من المغرب حتى يلتقوا في سره الشام يعني دمشق فهنالك البلاء هنالك البلاء(الفتن نعيم بن حماد - ج / 1 ص 272)

ترجمہ: عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے روایت کیا ہے انکے والد نے فرمایا: میں اس وقت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا جب حجاج کعبہ میں آیا ہوا تھا، میں نے انکو یہ فرماتے ہوئے سنا: کہ جب کالے جھنڈے مشرق سے اور پیلے جھنڈے مغرب سے آئیں گے انکے درمیان وسطی شام یعنی دمشق میں مقابلہ ہوگا، تو مصیبت وہیں ہے مصیبت وہیں ہے۔

عن بكر بن سوادة قال قال عمر بن الخطاب رضى الله عنه لرجل من أهل مصر ليأتينكم أهل الأندلس حتى يقاتلونكم بوسيم .(الفتن - نعيم بن حماد - ج / 1 ص 273

(بقیہ صفحہ ۲۰ پر)

الیکشن کے موقع پر حضرت مولانا ولی الرحمن صاحب حفظہ اللہ کا خطاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔قال اللہ تعالیٰ ''افحکم الجاہلیۃ یبغون ومن احسن من اللہ حکما لقوم یوقنون''

جاہلیت اوراسلام کے درمیان جاری جنگ کی تاریخ کائنات کی پیدائش کے دن سے شروع ہے اور آج تک یہ جنگ جاری ہے، چاہے جاہلیت ہر وقت اور ہر زمانے میں کتنے ہی مزین اور مزخرف شکلوں میں سامنے آئی لیکن کانے دجال کی طرح اس کی پیشانی پر ثبت شدہ کفر کی مہر یہ بتاتی رہی ہے کہ یہ کوئی دوسری چیز نہیں ہے بلکہ پرانا طاغوت لباس تبدیل کرکے اب دوبارہ انسانیت کو دھوکہ دینے آیا ہے۔

روز اول سے ابلیس لعین نے اپنے لئے نقل سے خالی ناپختہ عقلی دلائل پر تمسک اور عقل سے نقل کو رد کرنے کا طریقہ اختیار کیا اور آج تک وہی ہے ،خلقتنی من نار وخلقتہ من طین اورء أ سجد لمن خلقت طینا کا باطل قیاس اور عقل بمقابلہ نقل کے استعمال نے اس کو آسمانوں سے اتار کر زمین میں کائنات کا ملعون ترین اور بدترین مخلوق بنایا۔

اور پھر ابلیس کے اس پختہ عزم لاغوینہم اجمعین کے لئے پالیسی ہمیشہ کے لئے یہی رہی اور کھوکھلے خوشنما نعروں سے انسان کو دھوکہ دینے لگا اس کا پہلا خوشنما نعرہ یہ تھا ہل ادلکماعلی شجرۃ الخلد وملک لایبلیٰ اور آدم علیہ السلام کو اس خوشنما نعرے سے دھوکہ دے کر جنت سے نکالا اور پھر انسانیت کی اکثریت کو اسی پالیسی پر گمراہ کرتا رہا، لیکن باطل دلائل کی تزئین سے کبھی بھی جاہلیت جاہلیت سے نہیں نکلی بلکہ جاہلیت جاہلیت ہی رہی۔

آج بھی جاہلیت وہی جاہلیت ہے جو کل تھی اگر چہ کل جاہلیت کا سردار ابن ہشام تھا اور آج اس کا سردار اقوام متحدہ کے نام پر ایک ملحد گروہ یا امریکہ بدمعاش اور پاکستان کا باطل جمہوری ٹولہ ہے۔کل کے ابوجہل کا کردار آج کے ابوجہل سے مختلف نہیں ہے،اور کل کا دارالندوہ جس میں اسلام اور مسلمانوں کے استیصال کے بل پاس کئے جاتے تھے آج کے پارلیمنٹ سے مختلف نہیں ہے تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جب اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے متعلق پوچھا گیا وقرن فی بیوتکن ولاتبرجن تبرج الجاہلیۃ الاولیٰ کہ کیا کوئی دوسری جاہلیت بھی ہے تو آپ نے فرمایامارأیت الأولیٰ الا ولہ اخرٰ ی یعنی میں نے پہلا نہیں دیکھا مگر اس کا دوسرا ہوتا ہے یعنی یہ نہیں کہ جاہلیت ختم ہوگئی بلکہ جاہلیت ہر زمانے میں ہوتی ہے۔

جاہلیت کبھی اپنی لازمی صفت جہل سے جدا نہیں ہوتی کیونکہ جاہلیت ہمیشہ آسمانی ہدایت اور وحی سے الگ تھلگ رہتی ہے اور دنیا میں صرف وحی ہی ہے جو تمام مخلوق کی ضروریات،ان کے پوشیدہ امراض کو سمجھتی ہے اور پھرا س کے مطابق انسان کو دوا دیتی ہے،فقط آسمانی وحی انسان کو انسان بناتی ہے اور اس کو حیوانیت اور درندگی سے نکال کر اصولی خطوط پر چلاتی ہے جس میں انسان کو دوسرے انسان کے حقوق اور اس کے ساتھ اس کے رشتے سب کے لئے سامان مہیا ہے۔

جاہلیت اولیٰ کی طرح آج کی جاہلیت نے انسان کو انسانیت سے نکال کر درندوں کے صف میں کھڑا کردیا اور اس کو اللہ کی غلامی سے نکال کر انسانوں کی غلامی میں ٹھونسا ،انسان کے بندر سے پیدا ہونے کے نظریات کے حامل لوگوں نے اس میں کوئی کسر نہیں چھوڑی کہ وہ انسان کو ایک بندر یا کوئی دوسرا جانور شمار کرکے اس اشرف المخلوقات کو ارذل طریقے سے زندگی گزارنے پر مجبور کرے۔

آج کا خطرناک جاہلی جمہوری نظام بالکل انہی بنیادوں پر چل رہا ہے جن بنیادوں پر جاہلیت کی تعمیر ابلیس نے پہلے دن کی تھی ،وہی آزادی اور مساوات کے کھوکھلے خوشنما نعرے آج بھی لگائے جارہے ہیں ،آزادی کے نام پر آج بھی انسان کو درندوں کے صف میں کھڑا کیا گیا اسی اشرف المخلوق کو جنسی آزادی کے نام پر آج جس استحصال

کا سامنا ہے تاریخ انسانی میں اس کی نظیر نہیں ہے ہم جنس پر ستی کے بازار میں اولاد آدم ایسے نظر آرہے ہیں جیسے یہ اولاد خنزیر ہو یا اولاد بندر ہو اور اسی کو ترقی کہا جاتاہے ، ہل ادلکماعلی شجرۃالخلد کی طرح آج اس بے راہ روی کو ثقافت اور تہذیب کانام دیا جارہا ہے یقیناً یہ وہی جاہلیت ہے جو اسلام سے پہلے قائم تھی بلکہ اس سے بدرجہا بدتر ہے۔

اور بالکل اسی طرح عقل کے ذریعے وحی اور نقل کو رد کیا جاتا ہے اور عقل کو انسان کی ہدایت کا واحد سرچشمہ سمجھا جاتا ہے جس طرح کل ابلیس نے باطل قیاس کے ذریعے اللہ کے اس امر کو رد کیا کہ وہ آدم کو سجدہ کرے اور اس کو انصاف کے تقاضوں کےمنافی سمجھ لیا کیونکہ اس کی نوع ،آدم کی نوع سے افضل ہے بالکل اسی طرح آج بھی اللہ کے احکامات اور حدود کو عقل سے رد کیا جاتا ہے او ر اس کونعوذباللہ ظلم کہا جاتاہے ،انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کی اطاعت کی یہ اصطلاح جمہوریت انسانوں کی آزادی کی قاتل ہے اور اسلام کی مکمل طور پر منافی ہے اور وہی جاہلی نظام ہے فرق صرف یہ ہے کہ کل کی جاہلیت ایک فرد کی جاہلیت تھی اور آج کی جاہلیت کی بنیاد اکثریت کی جاہلیت پر جبکہ اکثریت کی جاہلیت اور بے وقوفی پر قرآن گواہ ہے ولکن اکثرالناس لایعلمون، ولکن اکثرھم لایعقلون آسمانی وحی کا اعلان ہے اور جاہلیت کا سردار ابوالفضل اور ابوالعلم نہیں ہو سکتا بلکہ وہ ابوجہل ہی کہلائے گا کیونکہ گدھوں کا بڑا بھی بڑا گدھا ہوتا ہے نہ کہ اشرف المخلوقات انسان!

آج ہمارے ملک پاکستان میں یہی بدترین نظام ہمارے اوپرچھیاسٹھ سال سے مسلط ہے ،آزادی اور مساوات کے نام پر ہمیں دھوکہ دیا جارہا ہے آزادی کی بجائے ہمیں کفر کی غلامی میں ٹھونسا گیا اور مساوات کا تو یہی حال ہے کہ عورتیں ہمارے اوپر حکومت کرنے لگیں ،شریعت کے مقابلے اور اللہ کی دشمنی میں مگن ان لوگوں نے باقاعدہ اللہ کے قانون کے متبادل اپنا قانون بنایا اور اس میں باقاعدہ اللہ کی رٹ کو چیلنج کیا ہے اور ان تمام بغاوتوں کی سند ان کو اِسی جاہلی نظام کی آزادی نے مہیا کی ہے ،تین دفعہ اللہ کا قانون بطور بل ان کے پارلیمنٹ میں پیش کیا گیا اس پر ووٹنگ کی گئی تاکہ معلوم ہوجائے کہ کیا اراکین پارلیمنٹ کو یہ قانون منظور ہے یا نہیں نعوذ باللہ ان کا اللہ کے قانون پر اعتماد ہے یا نہیں اور کیا یہ قانون ان کی نظر میں اس قابل ہے یانہیں کہ یہ اس ملک میں رائج ہوسکے اور اس کو اس ملک میں قانون کا درجہ دیا جا سکےاور پھر اس کفر سے بڑھ کر تینوں مرتبہ نتیجہ یہ نکلا کہ بل پارلیمنٹ کے اراکین نے پاس کرنے کے بجائے فیل کیا اور منظورکرنے کے بجائے نامنظور کیا اور قبول کرنے کے بجائے رد کیا اور خلاصہ یہ نکلا کہ پارلیمنٹ کے اراکین کے نزدیک شریعت کو قانون کا درجہ نہیں ملا اور اراکین پارلیمنٹ کو اللہ کے قانون پر یہ اعتماد ہی نہیں تھا کہ وہ وطن عزیز پاکستان کا قانون بن جائے شریعت کے مقابلے میں یہ قیاس آرائیاں پارلیمنٹ میں تین مہینوں تک جاری تھیں اور عقل کو نقل کے مقابلے میں ابلیس کی طرح ترجیح دی گئی ، کیا شریعت کو فیل اور نامنظور کرنے کے بعد بھی کوئی مسلمان رہ سکتا ہے اور کیا یہ نظام اب بھی اسلامی نظام رہ سکتا ہے جس نے انسانوں کو یہ جواز فراہم کیا ہے کہ وہ اللہ کے قانون کے منظوریانامنظور کرنے میں مختارہے ؟؟

لہٰذا اے اللہ کے بندو اور مسلمان بھائیو! اس نظام سےمکمل برأت کا اعلان کردو ،آج کل پاکستان میں انتخابات کی مہم چلائی جارہی ہے اس نظام کے علمبردار وں سے مکمل بیزاری کا اعلان کرو چاہے وہ کسی بھی شکل میں کیوں نہ ہو کیونکہ اس نظام سے اسلامی نظام کا قیام خارج از امکان ہے ۔یہ فقط ایک دھوکہ اور فریب ہے اور وہ کونسا اسلام ہوگا جو اللہ کے دین اور قانون ہونے کی حیثیت سے اس ملک کا قانون نہ بن جائے بلکہ پارلیمنٹ کے اراکین کی منظور ی کا محتاج ہو اسلام ایک کامل دین ہے اور وہ چودہ سوسالہ پہلے سے منظور شدہ دین ہے اس کو کسی کی منظوریا نا منظور ی کی کوئی پرواہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ

نے اس دین کی تکمیل اور اس کی منظور کا اعلان ایک ہی جگہ ایک ایسے د ن میں کیا ہے جو تین تہواروں والا دن تھا اور نبی الملاحم ﷺ عرفات کے مقام پر کھڑے تھے کہ جبریل علیہ السلام اللہ کی طرف سے یہ وحی لے کر آئے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا یہی ہے وہ دین اسلام کی تکمیل اور اسی کی منظوری کا اعلان جو اسی دن ہوگیا اور جب اللہ فرماتے ہیں ورضیت لکم الاسلام دینا تو ہمیں اراکین پارلیمنٹ کی رضا کا کیا پرواہ۔

اے میرے مسلمان بھائیو! اس نظام سے بغاوت کرکے خلافت علیٰ منہاج النبوہ کے قیام کے لئے ایک جھنڈے تلے جمع ہوجایئے آج آپ کے بھائی اسلامی نظام کے قیام کے لئے پہاڑوں میں ان اللہ کے باغیوں اور جمہوریت کے علمبرداروں کے خلاف جہاد کررہے ہیں آپ بھی ہر طرح سے ان کے ساتھ مل کر اسلامی نظام کے قیام کے لئے ایک جسم کی مانند ہوجایئے ان کے دردکا احساس کرکے دینی بھائی چارے کے خاطر اپنے ان بھائیوں کی مدد کیجئے اور جمہوریت اوراس کے علمبرداروں سے الگ رہئے کیونکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں ولاترکنواالی الذین ظلموافتمسکم النار۔

اقول قولی ہذااستغفراللہ لی ولکم ولسائرالمسلمین

بقیہ صفحہ ۱۷ سے

۔ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مصری سے فرمایا: تمہارے پاس اندلس والے ضرور آئیں گے یہاں تک کہ وہ تم سے "وسیم" نامی مقام پر قتال کریں گے۔

حدثنا الحكم بن نافع عن جراح عن أرطاة قال في زمان السفياني الثاني تكون الهدة حتى يظن كل قوم أنه قد خرب ما يليهم.(الفتن - نعيم بن حماد 284 /1) .

ترجمہ: حضرت ارطاۃؒ نے فرمایا: سفیانی ثانی کے زمانے میں کسی چیز کے گرنے کی ایسی آواز ہوگی کہ ہر قوم یہ سمجھے گی کہ انکے پڑوس والے تباہ ہوگئے۔

عن تبيع عن كعب قال إذا ملك رجل الشام وآخر مصر فاقتتل الشامي والمصري وسبى أهل الشام قبائل من مصر وأقبل رجل من المشرق برايات سود صغار قبل صاحب الشام فهو الذي يؤدي الطاعة إلى المهدي

قال أبو قبيل يكون بأفريقية أميرا إثنا عشر سنة ثم تكون بعده فتنة ثم يملك رجل أسمر يملؤها عدلا ثم يسير إلى المهدي فيؤدي إليه الطاعة ويقاتل عنه. (الفتن - نعيم بن حماد 1/ 312)

ترجمہ: حضرت کعب احبارؒ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا: جب ایک شخص شام پر اور دوسرا مصر پر بادشاہ ہوگا تو شام اور مصر (کے بادشاہ) جنگ کریں گے، اور اہلِ شام مصر کے قبائل کو قیدی بنالینگے، اور شام والے سے پہلے مشرق سے ایک شخص آئے گا جسکے ساتھ چھوٹے کالے جھنڈے ہونگے، یہ (کالے جھنڈوں والے) ہی وہ شخص ہیں جو اپنی اطاعت (یعنی امارت) حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے سپرد کردینگے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

امام جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

من اتخذ الكفار اعوانا وانصاراوظهوراً يواليهم علىٰ دينهم ويظاهرهم على المسلمين فليس من الله فى شيئٍ اى قد بريئ من الله وبرئ اللهُ منهُ بارتداده عن دينه ودخوله فى الكفر (تفسير الطبرى :۸۲۲/۳)

ترجمہ: جس نے کفار سے دوستی کی اور انہیں اپنا دوست اور مددگار بنائے، مسلمانوں کے خلاف ان کا ساتھ دیا تو یہ شخص کسی بھی دین پر نہیں (یعنی) کافر ہے یہ اللہ سے بیزار ہے اور اللہ اس سے بیزار ہے، اس وجہ سے کہ وہ مرتد ہوکر اور کفر میں داخل ہوگیا۔

کیسی جمہوریت کیسی آمریت؟

جناب اوریا مقبول جان

مملکتِ خداداد کے دانشوروں ، تجزیہ نگاروں اور میڈیا کے سرخیلوں کی منطقیں نرالی ہیں۔ اگر تاریخ کے کسی دوراہے پر یا موجودہ دور کی کسی منزل میں کوئی مسلمان حکمران جو صرف کلمہ پڑھنے کی حد تک ہی مسلمان ہو یا اپنے خاندانی اقتدار کو مستحکم کر رہا ہو تو ان لکھاریوں کے تبصروں کا رخ اس شخص کی جانب نہیں ہوتا ، بلکہ غصہ میں اُبلتے اور آستینیں چڑھائے یہ کوشش کرتے ہیں اسلام ، اس کے عادلانہ نظام یا اس کی عظیم دعوت کو ناکام اور ناقابلِ عمل ثابت کریں۔ ایسا کرتے ہوئے وہ اپنی مرضی کی تاریخ بھی مرتب کر ڈالتے ہیں اور طنزیہ طور پر مسکراتے ہوئے کہتے پھرتے ہیں کہ اسلام تو چند سال بھی نہ چل سکا۔ لیکن ان سے سوال ہے کیا خلافتِ عثمانیہ کے اختتام یعنی ۱۹۲۴ء تک ، مسلمانوں کے عدل کا نظام ، ان کا معاشی نظام ، ان کی خارجہ پالیسی ، ان کی تعزیرات ان کے اصل محاصل حتیٰ کہ ان کا تعلیمی نظام تک سب کے سب اپنے پورے جاہ وجلال کے ساتھ قائم ودائم نہ رہا؟ صرف ایک خلیفہ یا حکمران بدلنے کے طریقہ کار میں تبدیلی آئی تھی جو موروثیت میں بدل گئی۔ یہ اسلام کی روح کے خلاف تھی ، لیکن تمام اموی ، عباسی ، سلجوقی ، ترک حتیٰ کہ برصغیر کے حکمرانوں کو بھی یہ جرأت نہ ہوئی کہ اسلام کے نظامِ عدل یا نظامِ معیشت کو بدل دیں یا پھر اسلام کے مروجہ تعلیمی نظام کی جگہ کسی اور نظام کو قائم کر دیں۔ سب ویسے کا ویسا ہی رہا۔ اللہ کے نازل کردہ احکامات میں ایسا عدل پنہاں ہے کہ چودہ سو سالوں میں ان حکمرانوں کے خلاف وسیع پیمانے پر کوئی عوامی تحریک نہ چلی ، حالانکہ دنیا بھر کے دیگر ظالم اور موروثی بادشاہوں کے خلاف لوگوں کے اُٹھ کھڑے ہونے کی مثالیں ملتی ہیں۔ جبکہ خلافتِ عثمانیہ اور برصغیر میں امن وامان اور خوشحالی تھی۔ اس دور میں فرانس میں انقلاب ظالم حکمرانوں کی گردنیں کاٹ رہا تھا۔ یہ حقائق سننے کے بعد ان کا تیر سیدھا مسلمانوں کی جانب چلنا شروع ہو جاتا ہے۔ وہ کہتے ہیں دیکھوں سب کے سب مسلمان حکمران آمر ، ڈکٹیٹر اور ظالم ہیں۔ یہ سارے کے سارے مسلمان بحیثیتِ قوم ایسے ہی ہیں۔ اس فہرست میں جمال ناصر جیسے سوشلسٹ ، حسنی مبارک ، انور سادات ، زین العابدین علی جیسے سیکولر ، حافظ الاسد اور دیگر ملحدین کو بھی شامل کر لیتے ہیں ، جن کی پوری زندگی انہی دانشوروں کی طرح اسلام کا مذاق اُڑاتے گزری ہے۔

اسلام کو غلط ثابت نہ کر سکیں تو مسلمانوں کو بحیثیت مجموعی غلط کہنا ان کا معمول ہوتا ہے ، لیکن شاید انہیں تاریخ کے صفحات پر عوام کی بھاری اکثریت سے جیتنے والا جمہوری نظام کی پیداوار عیسائی عقیدے اور ممذہب کا پیروکار ہٹلر نظر نہیں آتا ، جس کے نسلی تعصب اور بالاتری کی خواہش نے کروڑوں لوگوں کو موت تحفے میں بخشی۔ دو عالمی جنگوں میں جتنے لوگ قتل ہوئے ، پوری انسانی تاریخ میں اتنے نہ ہوئے ہونگے۔ چرچل سے لے کر مسولینی اور امریکی صدر ٹرومین تک سب کے سب عیسائی مذہب کے پیروکار تھے ، لیکن کوئی دانشور یہ نہیں کہتا جنگِ عظیم اول اور دوم جمہوری طور پر منتخب حکمرانوں اور عیسائی مذہب کے پیروکاروں کے درمیان لڑی گئی۔ یہ سب انتہائی دبدیانتی سے اس پس منظر کو گول کر جاتے ہیں۔

ملک میں شور بپا ہے ، ہر کوئی خوشخبری اور نویدِ مسرت کے ساتھ اس تاریخی واقعے پر گفتگو کر رہا ہے کہ جمہوری حکومت نے پانچ سال مکمل کر لیے۔ آپ تمام چینلوں کو گھما کر دیکھ لیں ، تمام تبصرے اور کالم کھنگال لیں۔ آپ کو یہاں تک تو بات ملے گی کہ حکمرانوں نے مایوس کیا ہے لیکن کوئی اس نظام کے بارے میں ایک لفظ نہیں بولتا جس کی کوکھ سے ایسے لوگ پیدا ہوتے ہیں جو اقتدار کے نشے میں سرمست ، عوام کی دولت لوٹنے کے دیوانے اور اپنے سیاسی مخالفین کی کردار کشی سے لے کر موت کی وادیوں تک پہنچانے کے آرزومند ہوتے ہیں۔ آئین وہ مقدس صحیفہ ہے جس سے انحراف کی سزا موت ہے ۔ پارلیمانی جمہوری نظام وہ جادو کی چھڑی ہے جس کو کئی سال تک گھماتے جائیں ، بار بار گھمائیں حتیٰ کہ آپ کے ہاتھ شل ہو جائیں۔ لیکن پھر بھی امید یہ رکھیں کہ تبدیلی ضرور آئے گی ، اور اسی جمہوریت سے آئے گی۔ اس جمہوریت اور اس جمہوری نظام کے خلاف کوئی کیوں نہیں بولتا؟ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ جمہوری نظام تخلیق ہی اس لیے کیا گیا کہ ایک فرعون کے اختیار پر چار سو

فرعونوں کی مہر تصدیق ثبت کروائی جائے۔ یہ سب کے سب اپنے حلقہ انتخاب کے فرعون ہوتے ہیں، جو دھن، دھونس اور طاقت وہیبت کے بل بوتے پر پورے کے پورے قبیلے، برادری اور گاؤں کے ووٹوں کی نکیل پکڑ کر جدھر چاہیں اُدھر موڑ دیتے ہیں۔

سب یہ کہتے ہیں فوج کو نہیں آنا چاہیے، ہم تین دفعہ آزما چکے ہیں، لیکن کوئی یہ سوال نہیں کرتا کہ اسی ۱۹۷۳ء کے مقدس آئین کے تحت سات الیکشن ہو چکے ہیں اور پہلے الیکشن کی کوکھ سے یہ آئین برآمد ہوا تھا۔ کوئی یہ سوال نہیں اُٹھاتا کہ ان اٹھ الیکشنوں میں دو حکومتوں نے اپنی مدت پوری کی ۔ذوالفقار علی بھٹونے نجومیوں کی پیشن گوئیوں سے گھبرا کر جلد الیکشن کروالیے تھے اور یہ تصور کرلیا تھا کہ تقدیر کی لکھی ناکامی کو ٹالا جاسکتا ہے ۔۱۹۷۷ء کے الیکشن بھی ہوگئے۔ اقتدار بھی نئی اسمبلی کو منتقل ہوگیا تھا۔ یہ سب کچھ جو اب ہونے والا ہے، کوئی نیا نہیں، مگر کوئی یہ سوال نہین کرتا کہ اس پورے جمہوری نظام میں ہی کوئی خرابی ہے، اس لیے کہ دنیا بھر کے کارپوریٹ مافیا اور سودی بینکاری نے اس نظام کو تخلیق کیا ہے جسے وہ اپنے غلام میڈیا کے ذریعے خوشنما بناکر پیش کرتا ہے۔ کاغذ کے نوٹوں اور سود کے چنگل میں پھنسی یہ پوری دنیا باربار جمہوری حکمرانوں سے قتل ہو، اسکے گھر اُجڑیں، اس آئین کی مقدس کتاب پر کوئی اعتراض کرے تو اس کی سزا موت ہے۔ اگر موت عدالت کے ذریعے نہ دی جاسکے تو آپریشن کے ذریعے علاقے تباہ کرو۔ مسخ شدہ لاشیں پھینکو۔ ہزاروں لوگوں کو صفحہ ءہستی سے مٹادو۔ بس آئین کی بالادستی قائم رہنی چاہئے۔ غلام لوگوں کو اس کے خلاف بات کرنے کی بھی اجازت نہیں کہ اٹھارہ کروڑ شودر ہیں اور ایک ہزار ممبران اسمبلی برہمن جن کے ہاتھ میں آئین کی ''وید'' ہے۔ جس میں وہ خود جیسی چاہے تبدیلی کرکے اس کا حلیہ بگاڑ سکتے ہیں، لیکن عام آدمی جو شودر ہے، وہ اگر اس کی جانب انگلی اُٹھائے تو وہ انگلی کاٹ دی جائے۔

جس جمہوری نظام کو قائم رکھنے کے لیے کارپوریٹ مافیا اوباما کو الیکشن کے چھ ارب ڈالر، سرکوزی کو تین ارب یورو اور گورڈن براؤن کو ۱۴ ارب پونڈ مہیا کرتا ہو وہ اسے کیسے گرنے دیگا۔؟ اس کے خلاف اپنے ٹکڑوں پر پلنے والے میڈیا کو زبان کھولنے کی اجازت کیسے دیگا؟ حیرت ہے اپنی فیکٹری کے بورڈ آف ڈائریکٹر بنانے ہوں، منیجر لگانے ہوں، فیکٹری میں تبدیلیاں کرنی ہوں تو کہا جاتا ہے وہی کرے گا جو اس کام کو جانتا ہو۔ کیا کبھی کسی نے ایسا کیا کہ میری مل میں دس ہزار مزدور جس کا انتخاب کریں وہی فیکٹری کا نظام چلائے۔ جس دن وہ ایسا کرنے لگ گئے دنیا کی ہر فیکٹری زمین بوس ہو جائے گی، لیکن ملک کے تمام اداروں کی باگ ڈور ایسے لوگوں کے ہاتھ میں دیتے ہیں جو فنِ حکمرانی تودور کی بات بنیادی انسانی صفات ۔۔۔ سچائی اور دیانت کا بھی مذاق اُڑارہے ہوتے ہیں۔ کیا کسی نے اپنے گھر میں ایک ملازمہ بھی ایسی رکھی ہو جو جھوٹ بولتی اور بددیانت ہو؟ کیا کسی نے اپنی بیٹی جان بوجھ کر ایسے شخص کے سپرد کی جو جھوٹا اور بددیانت مشہور ہو؟ کیا کسی نے اپنی فیکٹری یا ذاتی ادارہ ایسے ملازم کے حوالے کیا جو گزشتہ عمر میں آٹھ فیکٹریوں میں ملازم ہوا مگر غبن اور بددیانتی کرنے پر نکالا گیا۔ جس سیاست کی بنیاد اس بات پر رکھی جائے کہ انتخاب لڑنے کے لیے سچا اور جھوٹا، دیانت دار اور بددیانت، ظالم ومظلوم برابر ہیں، وہاں سو سال بھی جمہوریت کی چکی چلتی رہے گی، یہی کچھ برآمد ہوگا۔ گدلے پانی کو چھلنی سے گذارا جائے تو نیچے گدلا پانی ہی نکلے گا۔ (بشکریہ ہفت روزہ ضرب مومن)

بقیہ صفحہ 24 سے

میرانشاہ کا سفر اگر ایک طرح سے معلومات افزا تھا تو دوسری طرف بہت سارے سوالات میرے ذہن میں ایسے وارد ہوئے جو زندگی بھر مجھے جنجھوڑتے رہینگے۔ بارہ دن ان باغیرت مسلمانوں کے ساتھ گزار کر میں خالی ہاتھ اپنی منزل کی طرف رواں نہیں ہوا۔ بلکہ اپنے ساتھ اہل ایمان وجہاد کی ہزاروں یادیں لیکر واپس ہوا، پاکستان مسلمانوں کا ملک ہے لیکن میرانشاہ میں رہ کر مجھے جو ایمانی نشاط اور روحانی تازگی نصیب ہوئی وہ میں نے زندگی میں بہت کم محسوس کی ہے کیونکہ واضح طور پر یہاں گناہوں کی شرح باقی ملک کی نسبت کم ہے جس پر مستزاد یہاں پر مقیم جہادی شخصیات کا وجود مسعود ہے جو کہ مستقل ایک منبع خیر وبرکت ہے۔

شمالی وزیرستان ایجنسی پاک افغان بارڈر پر سات قبائلی ایجنسیوں میں سے ایک ہے، زمانہ طالب علمی کے ایک دوست کے بار بار اصرار کے سامنے ہماری نا قابل تسخیر انکار کام نہ آئی اور ہم نے سر ہتھیلی پر رکھ کر شمالی وزیرستان کے سفر کا معرکہ سر کیا۔ بنوں سے جوں ہماری کوچ نکلی تو موبائل کی سہولت بر وزنِ مصیبت سے تو جان ہی چھوٹ گئی، مگر چیک پوسٹ در چیک پوسٹ ہماری چیکنگ نے سفر سے چور چور بدن کا براحال کر دیا۔ ایک چیک پوسٹ پر تو ایک مغرور فوجی نے آکر این۔ آئی۔ سی لیکر سونگھا اور گاڑی کو گن کی نوک سے اشارہ کیا، گاڑی روانہ ہو گئی، ابھی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ ایک اور چیک پوسٹ نے ہمارا استقبال کیا، لیکن یہاں اسلام اور مسلمانوں کے محافظوں کا رویہ کچھ زیادہ ہی بدتمیزانہ تھا، گاڑی رُکی، فوجی آگے بڑھا اور تمام سواریوں کو امر ہوا کہ گاڑی سے اُتریں اور شناختی کارڈ جمع کروائیں، تعمیلِ حکم میں ہم بھی خم ہو گئے اور اُتر کر آگے کو چل دیے۔ قریب جانے والے مسافرنے پوچھا کہ پیدل ورزش کرانے سے پتہ نہیں فوجیوں کو کیا فائدہ ہوتا ہوگا؟ اگر گاڑی رکے اور تمام لوگ نیچے اُتر جائیں تو اس طرح تو باسانی تلاشی ہو سکتی ہے، لیکن پتہ نہیں پھر کیوں ہمیں تنگ کرنے کے لئے پیدل جانے کا کہا جا رہا ہے۔ میں ابھی جواب دینے کا سوچ ہی رہا تھا کہ میرے دوسری طرف والے مسافرنے جواب دے مارا "فوج تو ان راستوں پر اسی لئے کھڑی ہے کہ ہمیں تنگ کریں ، یہی ان کا کام ہے کہ مسلمانوں کو تنگ کریں" میں نے اپنا حقِ جواب استعمال کرتے ہوئے مداخلت کی، اور کہا! بھیا اس کا ضرور کوئی نہ کوئی فائدہ ہو گا، خواہ مخواہ تو لوگوں کو تنگ نہیں کرتے ہونگے، لیکن میرا یہ جواب اس وقت غیر مفید ٹھرا جب مجھے کہا گیا کہ صحیح ہے چلتے رہو یہی فائدہ ہے، سو آگے میں نے بھی خاموشی میں عافیت سمجھی۔

اللہ اللہ کرتے ہم کسی طریقے سے میرانشاہ پہنچ ہی گئے، مقامی لوگ اسے میرامشاہ کہتے ہیں، میں چونکہ زندگی کا زیادہ عرصہ شہروں میں گزار چکا ہوں اس وجہ سے میرے ذہن پر بازاروں اور مارکیٹوں کا وہی نقشہ تھا کہ ہر طرف میوزک، اور فلمی کیسٹوں بے پردہ اشتہارات کی لعنت یہاں بھی ہو گی، لیکن یہ جان کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ یہاں نہ تو کوئی میوزک سنٹر تھا نہ کوئی بے پردہ عورت اور نہ ہی کوئی تصویر دکھائی دی، اس ایمانی ماحول کو دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کیا کہ یا اللہ اب بھی تیرے دین کی مکمل نہ سہی ایک ادھوری سی شبیہ تو دیکھ لی۔

میرانشاہ میں ضروریات زندگی میں سے اکثر اشیاء کی قیمتیں کافی زیادہ تھیں جس پر میں نے اپنے میزبانوں اور کئی دیگر ساتھیوں سے بات چیت کی، بعض نے تو کہا کہ چونکہ یہاں اشیاء لانے پر کرایہ زیادہ ہوتا ہے اسوجہ سے قیمتیں اونچی ہیں۔ مگر میں نے جو حساب لگایا اس کی رو سے پھر بھی قیمتیں اتنی بلند نہیں ہونی چاہئے تھیں، لیکن آخرکار یہ معاملہ سلجھ گیا، ایک صاحب نے بتایا کہ چونکہ یہاں ضلعی علاقوں سے جتنی چیزیں درآمد کیجاتی ہیں اس پر حکومت کی طرف سے اضافی ٹیکس لگتا ہے جس کی وجہ سے قیمتیں زیادہ ہیں۔ ہر تاجر کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ وہ پہلے پرمٹ حاصل کرلے اور پھر کوئی چیز میرانشاہ منگوا لے، جیسا کہ آپ کسی دوسرے ملک سے کوئی چیز برآمد کرتے ہو۔

سفر سے چور چور بدن نے رات کو جلدی سونے پر مجبور کر دیا، صبح اُٹھے ، ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہوئے اور میزبان کے گھر سے بازار کے لئے روانہ ہوئے، دن کو مختلف ساتھیوں سے ملاقات کا سلسلہ چلتا رہا، مقامی علماء کرام بھی سے مختلف حوالوں سے بات چیت ہوئی، اہل وزیرستان میں موجود جذبہ جہاد اور ان کی بیش بہا قربانیوں پر بھی کئی سارے حضرات سے گفتگو ہوئی، ایک بات جو مجھے سمجھ میں آئی وہ یہ تھی کہ یہاں کے عوام و خواص اب بھی جہاد اور مجاہدین کے ساتھ وہی والہانہ محبت اور اعتقاد رکھتے ہیں جو روس کے خلاف جہاد کے آغاز سے ہوا تھا۔ مقامی ساتھیوں کی وساطت سے معلوم ہوا کہ یہاں کے مقامی لوگ مجاہدین کو اپنے گھروں میں ٹھہراتے ہیں، جو کہ ایک بہت بڑے امتحان میں اپنے آپ کو ڈالنے کے مترادف ہوتا ہے۔ بہت سارے لوگوں کے گھر ڈرون حملوں کا نشانہ بنے، لیکن عجیب بات یہ ہے کہ جس کا گھر کسی حملے میں نشانہ بن جاتا ہے وہ پھر مستقل جہاد اور مجاہدین کا ساتھی بن جاتا ہے۔ اتنے

نقصانات کے باوجود ایسا نہیں ہے کہ کسی مجاہد کو گھر کی ضرورت ہو اور کسی مقامی کے پاس فارغ گھر ہو اور وہ مجاہدین کو نہ دیتا ہو۔

دن کے وقت میں اکثر "بھنگ، بھنگ" کی آواز سن رہا تھا لیکن مصروفیات کی وجہ سے مجھے یہ خیال نہیں آیا کہ یہ کس چیز کی آواز ہے۔ مغرب کو جب ہم اپنی قیام گاہ پر واپس آئے اور مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد بیٹھ کر باتوں میں مشغول ہوگئے تو پھر وہی "بھنگ، بھنگ" کی آواز۔ اب کی بار مجھ سے نہ رہا گیا ،اور میزبانوں سے دریافت کیا کہ یہ کس چیز کی آواز ہے ؟انہوں نے اولاً تو بتانے میں جھجک محسوس کیا کہ ایسا نہ ہو کہ ایک نو وارد مہمان کے لئے یہ انکشاف باعث تشویش بنے، لیکن آخر کار انہوں نے کہا کہ یہ وہی مشہور ڈرون طیارے کی آواز ہے جو دن رات مسلمانوں کو ٹارگٹ کرتا ہے۔

میں یہ سن کر انتہائی حیرت میں پڑھ گیا کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پاکستانی حدود میں امریکی طیارے گھس کر یوں آزادانہ پھریں، میں پہلے ڈرون طیاروں کے بارے میں یہ سوچتا تھا کہ یہ طیارے افغانستان سے اُڑ کر اپنے ہدف کو نشانہ بناکر واپس بھاگتے ہونگے اور اس پوری کاروائی کے لئے صرف پانچ سے دس منٹ درکار ہوتے ہونگے ۔کیونکہ اگر یہ طیارے زیادہ دیر کے لئے پاکستانی حدود میں ٹھہر جاتے ہیں تو پھر انہیں پاکستانی فضائیہ کا خوف ہو گا کہ کہیں وہ ان کا پیچھا نہ کریں ،کیونکہ پاکستان کے پاس بھی تو طیارے ،میزائل ،اینٹی ایئر کرافٹ گنیں سب کچھ موجود ہیں۔ لیکن میری حیرانگی کی انتہا نہ رہی جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ یہ امریکی طیارے ایک ہدف کو نشانہ بنانے کے لئے کئی کئی گھنٹے ،بلکہ بعض اوقات تو دن رات مسلسل ،ایک دو نہیں، تین تین چار چار ڈرون مسلسل پرواز کرتے ہیں۔ یہاں آپ اپنے آپ کو پاکستان میں نہیں، بلکہ ایک امریکی اسٹیٹ میں محسوس کرینگے۔

جوں جوں میرے دن گزرتے گئے میرے لئے دریافت اور انکشافات کے نئے دروازے کھلتے گئے ،ایک روز مجلس میں اس موضوع پر ساتھیوں نے گفتگو شروع کی کہ امریکیوں کے لئے یہ کس طرح ممکن ہوا کہ پاکستانی سرزمین پر اپنے لئے جاسوس پیدا کریں۔ اس سوال کا جواب اگر ایک طرف چونکا دینے والا تھا تو دوسری طرف وہ ہماری غیرت اور حمیت پر ایک سوالیہ نشان بھی تھا ۔جی ہاں! امریکیوں کو جاسوسی کے لئے ایجنٹ مہیا کرنا پاکستانی افواج کے زیر نگرانی ہی ہوتا ہے ،میر انشاہ میں واقع سینکڑوں میل پر محیط اس فوجی کیمپ میں ہی جاسوس بھرتی کئے جاتے ہیں ،یہیں سے ڈرون طیاروں کے چپ تقسیم ہوتے ہیں ،انہیں پیسے پاکستانی فوجیوں کے ہاتھوں پاکستانی کرنسی میں ملتے ہیں۔ یہاں سے ہی ڈرون حملوں کے بارے میں تصدیق کی جاتی ہے۔

اگر آپ نے کبھی پاکستانی سیاستدانوں، بیوریٹ یا فوجی اہلکاروں کو روایتی مذمت کرتے دیکھا ہو تو اس پر قطعاً یقین نہ کرنا یہ صرف مگرمچھ کے آنسو ہیں جو عوام کو گمراہ کرنے کی خاطر بہائے جاتے ہیں۔ یہاں آپ کسی قبائلی سے اس کی حقیقت پوچھیے وہ آپ کو یہی بتائے گا کہ اس تمام کاروائی میں اول تا آخر پاکستانی فوج شریک رہتی ہے ۔کچھ عرصہ پہلے یہاں چند جاسوس پکڑے گئے انہوں نے بھی یہی حقیقت بتائی تھی کہ ہمیں سارا منصوبہ اسی کیمپ سے ملتا ہے

اگر ہم اسی طرح اپنے دشمنوں کو مسلمانوں کے خلاف تعاون فراہم کرتے رہے تو سوچنا چاہئے کہ مستقبل کا مؤرخ ہمیں کس نام سے یاد کرے گا۔ کیا وہ یہ نہیں لکھے گا؟" کہ پاکستان کے چند ضمیر فروش یہود و نصارٰی کے ساتھ مل کر صلیبی اتحاد کے خلاف لڑنے والے مجاہدین کو شہید کرتے رہے"۔

حکومت کے ہاتھ اگر ایک طرف مسلمانوں کے خون سے رنگین ہیں تو دوسری طرف وہ انہیں زندگی کی بنیادی ضروریات بھی آسانی سے حاصل ہونے نہیں دیتی ۔میں رمضان کے ابتدائی ایام میں بھی میر انشاہ میں ہی تھا ،رمضان چونکہ اس دفعہ شدید گرمیوں کے موسم میں تھا،اس وجہ سے یہاں ٹھنڈے پانی کا مسئلہ بحران کی صورت اختیار کر گیا تھا، بجلی تو پورے ملک کی طرح یہاں بھی عنقا تھی ،اس وجہ سے پوری آبادی کو بازار سے برف خریدنا پڑتی تھی اور بازار میں صورت حال یہ تھی کہ مقامی سطح پر برف تیار کرنے والے صرف دو ہی کارخانے ہیں ،جبکہ حکومت نے بنوں کی طرف سے آنے والے برف پر پابندی لگا رکھی تھی،اسکی کیا وجوہات تھیں، کافی جستجو کے بعد بھی اس کا پتہ نہیں چلا، لیکن اتنی بات ہم ضرور کہہ سکتے ہیں کہ برف نہ تو بم تیار کرنے میں استعمال ہوتی ہے اور نہ ہی اس کا استعمال فدائی جیکٹس بنانے میں ہوتا ہے۔

بقیہ صفحہ ۲۲ پر

آزادی ہند کا محرک مسلح قتال تھا۔۔۔

مولانا قاضی محمد ثاقب صاحب، مہمند ایجنسی

یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ باطل روز اول سے حق کے ساتھ بر سرپیکار ہے ،اور یہ معرکہ تا روز قیامت جاری رہے گا، یہ جہاد ہی تھا جس کی وجہ سے آج ہم اپنے گردوپیش اسلامی شعائر و اقدار کو صحیح و سالم پا رہے ہیں، اگر ہم مسلمانوں کو یہ دھرتی ملی ہے تو اس کی آزادی بھی جہاد ہی کی مرہون منت ہے۔ انگریزوں نے جب اس ملک پر حملہ کیا اور یہاں اپنا راج قائم کیا اور ملک کی سیاہ وسفید کے مالک ہوگئے تو اس وقت کے علماء نے ان کے خلاف تحریک جہاد چلائی ،عوام الناس کو جہاد کی حقیقت سمجھائی اور یہ بھولا ہوا فریضہ انکے اذھان میں پھر سے بیدار کیا۔

انگریز ایسٹ انڈیا کمپنی کی صورت میں یہاں نمودار ہوئے تھے ،اور یہ کمپنی آہستہ آہستہ حکمران بنتی چلی گئی اور آخر کار اتنی مضبوط ہوئی کہ پھر کسی کے لئے یہ ممکن نہ رہا کہ ان کے خلاف بات کرسکے، لیکن ایک مرد حر نے اس وقت بھی نعرہ مستانہ بلند کیا اور انگریز کے خلاف جہاد کا فتوٰی صادر کیا! جی ہاں یہ شاہ ولی اللہ کا فرزند ارجمند شاہ عبد العزیزؒ ہی تھا جس نے انگریز سامراج کے خلاف مسلمانان ہند کو اُبھارا۔ اسی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے ایک مرد جری سید احمد شہید رحمہ اللہ نے تحریک جہاد کا آغاز کیا۔ ولی اللہی خاندان کا ایک نامور ستارہ شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ اس تحریک کے اُفق پر چمک رہا تھا۔

اس دوران سکھ یہ سوچ رہے تھے کہ انگریزوں کے ساتھ ہندوستان کے مستقبل کا سودا کریں اور پنجاب میں سکھ انگریز معاہدہ ہو، جو تحریک جہاد کے لئے ضرر رساں ثابت ہو سکتا تھا، لیکن تحریک جہاد کی دور اندیش قیادت اس نکتے کو سمجھی، اس وجہ سے انہوں پہلے سکھوں کے خلاف جنگ کا آغاز کیا، سید احمد شہید نے شروع میں نواب امیر خان والیٔ ٹونک کو مدد پہنچائی، لیکن اس نے انگریزوں سے صلح کیا، سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید رحمہما اللہ نے اپنی تحریک جاری رکھی اور آخر کار ۱۸۳۱ء کو بالاکوٹ کے مقام پر شہید ہوگئے۔ انکے بعد مولانا نصیر الدین رحمہ اللہ نے جہادی تحریک کو آگے بڑھایا۔ اسی طرح وقتاً فوقتاً مختلف حضرات نے انگریز اور انکے درپردہ سکھوں کے خلاف جہادی علم بلند کرتے رہے ۔اسی کاز کی خاطر مولانا احمد اللہ اور مولانا یحیٰ رحمہ اللہ کی جزیرہ انڈمان میں پس زنداں شہادت ہوئی۔

یہاں تک کہ ۱۸۵۷ء میں شاملی کے میدان میں علماء کرام نے ایک نئے محاذ کو گرمادیا، جس کی قیادت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، مولانا قاسم نانوتوی ،مولانا رشید احمد گنگوہی اور حافظ ضامن شہید رحمہم اللہ جیسے حضرات کررہے تھے۔ اس جنگ کی شروعات میں مجاہدین کو کئی فتوحات نصیب ہوئیں حتیٰ کہ ایک دستے نے انگریزوں پر اندھادھند فائرنگ کرکے ان سے توپخانہ بھی چھین لیا۔ اسی جنگ میں حافظ ضامنؒ شہید ہوئے جبکہ مولانا گنگوہی کو جیل میں ڈال دیا گیا اور حضرت حاجی صاحبؒ نے مکہ معظمہ ہجرت کی۔

معرکہ شاملی کو ابھی دس سال نہیں گزرے تھے کہ مولانا نانوتوی نے دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی ،اس کے بعد انقلابیوں کا ایک اور تسلسل شروع ہوگیا۔ ۱۹۰۵ سے ۱۹۱۵ تک حضرت شیخ الہند نے تحریک ریشمی رومال چلائی ،اس تحریک میں مولانا عبید اللہ سندھیؒ اور انکے رفقاء تیس سال تک افغانستان ،روس ،آذربائیجان اور داغستان کے پہاڑوں میں پھرتے رہے ،مولانا محمد میاں منصور صاحب کا کابل میں انتقال اسی تحریک کے لئے ملک بدری کی صورت میں ہوگیا۔ شیخ الہند اپنے ساتھیوں سمیت حجاز سے گرفتار کرلئے گئے۔ ان تمام حضرات کو مالٹا بھیج دیا گیا۔

خلاصہ یہ کہ علماء کی ایک جماعت ہر دور میں انگریزوں کے خلاف مسلح جہاد میں مصروف رہی۔ ان علماء ہی کی کوششیں تھی کہ انگریز اس ملک کو چھوڑنے پر مجبور ہوا، لیکن انگریز نے بظاہر یہاں سے تو اپنا بوریا بستر گول

کیا لیکن پیچھے ملک ان لوگوں کے حوالے کیا جو ملک کو اسی نہج پر چلانا چاہتے تھے جس پر انگریز اسے چھوڑ کر گئے تھے، لہٰذا ان لوگوں نے یہاں کے نوجوانوں کو یہ سمجھنا شروع کیا کہ انگریز جہاد کی وجہ سے نہیں بلکہ یہاں کے سیاسی لوگوں نے انگریز کے خلاف قرار دادیں پیش کیں جس کی وجہ سے انگریز یہاں سے نکلنے پر مجبور ہو گیا، اور پاکستان کی آزادی کے لئے کوششیں ۱۹۴۰ء سے شروع ہوئی تھی۔ حالانکہ اس کے پیچھے ان علماء کی عظیم قربانیاں ہیں جنہوں نے اپنے گھر بار سب کچھ قربان کئے تھے ۔ دنیا کی دیگر حریت پسند اقوام کی طرح ہماری آزادی کی تاریخ بھی خاک وخون کے وسیع خلیجوں کو پاٹ کر کامیابی سے ہمکنار ہوئی ۔ وطن عزیز پاکستان میں انگریز کے پیروکاروں نے ہم سے ہمارے محسنین کو چھپا رکھا ہے۔ جبکہ غداران وطن کو محسنین شمار کیا جاتا ہے۔ بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے ملک میں ہند کے اس خونیں انقلاب کو تو چھپایا جاتا ہے اور اسکی جگہ آئینی انقلاب کو پیش کیا جاتا ہے۔

کیا یہ انصاف کا جنازہ نہیں کہ علماء کرام کے خون کو بھلا دیا جائے، کیا شیخ الہند اور اسکے شاگردوں کے ان ایام کو بھلا دینا جائز ہے جو انہوں نے مالٹا کے جزیرہ میں گزارے تھے ؟ کیا ہمیں اپنی تاریخ میں حکیم نصرت مرحوم کا جنازہ دکھائی نہیں دیتا جو جزیرہ انڈمان سے اُٹھا؟ ہماری تاریخ میں تو حضرت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا یہ جملہ بھی محفوظ ہے کہ جب انگریز نے پوچھا کہ ہمارے لائق کوئی خدمت تو آپ نے فرمایا کہ میرے ملک سے نکل جاؤ۔ (جاری ہے)

جمہوریت میں نعوذ باللہ انسانوں کو خدائی کا اختیار دیا گیا ہے۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (حکیم الامت کے سیاسی افکار، مصنفہ مولانا تقی عثمانی صاحب)

معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: والذی نفسی بیده ما شحب وجہ ولا اغبرت قدم فی عملٍ یبتغی بہ درجات الجنۃ بعد الصلوۃ المفروضۃ کجهادٍ فی سبیل اللہ ولا ثقل میزان عبدٍ کدابۃ تنفقُ فی سبیل اللہ او یحملُ علیها فی سبیل اللہ (کتاب الجهاد لابن مبارک ۱/۷۷)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، فرض نماز کے بعد جنت کے بلند مرتبے حاصل کرنے کے لیے جہاد فی سبیل اللہ کے علاوہ کوئی اور ایسا عمل نہیں جس میں بندے کا چہرہ روشن ہو جائے۔ یا اس کے پاؤں گرد آلود ہو جائیں یا جہاد میں کسی کا گھوڑا ہلاک ہو جائے یا اس پر کسی کو سوار کیا جائے تو اعمال کے میزان میں اس سے زیادہ کسی اور کا میزان بھاری نہ ہو گا۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ امام قرطبی کا قول نقل فرماتے ہیں: ہر وہ شخص جو مسلمانوں کی کمزوری سے مطلع ہو گیا کہ کفار کے مقابلے میں وہ کمزور واقع ہوئے ہیں اور اس بات سے بھی واقف ہوا کہ عنقریب کفار مسلمانوں پر غلبہ حاصل کریں گے۔ یہ شخص مسلمانوں کے ساتھ تعاون کرنے پر قادر بھی ہے تو اس پر واجب ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ تعاون کرے اور جہاد کے لیے اپنے گھر سے نکلے (فتح الباری جلد ۶/۳۰)

وادی تیراہ کے علاقے میدان میں میدان کارزار

تیراہ خیبر ایجنسی کا دور افتادہ علاقہ ہے، یہاں کافی عرصہ ہے ایک مقامی کمانڈر ''محبوب'' نے پورے علاقے پر اپنا تسلط جمایا تھا، محبوب وہ شخص تھا جو کہ ایک فاسد العقیدہ شخص پیر سیف الرحمن کیساتھ کھڑا ہوا تھا اور وہاں موجود ''لشکر اسلام'' کے خلاف جنگ میں پیر سیف کا ساتھ دیا تھا۔ یہ لڑائی ان دو فریقوں کے درمیان تھی یعنی لشکر اسلام اور پیر سیف الرحمن، لیکن محبوب نے علاقے میں اپنی ریاست اور سیادت کی خاطر لشکر اسلام کے خلاف جنگ شروع کی، اس جنگ میں پھر سینکڑوں بے گناہ مسلمان دونوں طرف سے لقمہ اجل بن گئے، ایک غیر مصدقہ اطلاع کے مطابق فریقین کے تقریباً آٹھ سو بندے اس جنگ میں کام آئے۔ البتہ محبوب کے نائب ''عزت'' کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ پیر سیف الرحمن کی طرح بدعقیدہ شخص تھا اور باقاعدہ اس کے حلقہ ارادت میں شامل تھا۔

جنگ کے اسباب و محرکات

آج سے تقریباً دو سال پہلے اورکزئی ایجنسی کے علاقے سمہ بازار میں انصار اسلام تنظیم کے دو اہلکار آئے، دونوں مکمل نشہ کی حالت میں تھے اور زمین و آسمان کا تمیز نہیں کر سکتے تھے، مجاہدین نے ان سے تعارف پوچھا، جس پر وہ ادھر اُدھر کی باتیں کرنے لگے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر شعبہ کے امیر بھائی شیخ ابو گل صاحبؒ نے ان سے کہا کہ آپ لوگ کون ہوں؟ اس پر انہوں نے فائر کھول دیا اور وہ ساتھی موقع پر شہید ہو گیا، وہاں موجود ساتھیوں نے بھی ان پر فائر کھول دیا اور دونوں موقع پر ہلاک ہو گئے۔

یہ قصہ تو آیا اور گیا، کچھ عرصہ بعد خیبر ایجنسی کے دو ساتھی جو اورکزئی ایجنسی کے مجاہدین کے ایک مسئول مولانا گل زمان حفظہ اللہ کے ساتھ کام کر تے تھے، انہیں انصارِ اسلام والوں نے کہا کہ آپ اپنے گھروں پر ہماری تنظیم کے جھنڈے لگاؤ، انہوں نے صلح کی خاطر یہ زبردستی قبول کی، اور بادل ناخواستہ یہ حکم تسلیم کیا، لیکن وہ اس پر بھی باز نہ آئے اور چند دن بعد دونوں ساتھیوں کو شہید کیا، تحریک کے ساتھیوں نے جب ان سے وجوہات پوچھیں، تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا، اور کہا کہ ہمیں کوئی پتہ نہیں کہ یہ کیوں اور کس نے مارے ہیں۔ اس کے بعد ایک معاہدہ ہوا کہ انصار اسلام کے لوگ اور کزئی ایجنسی اور اور کزئی ایجنسی کے ساتھی محبوب کے علاقے میں جائیں گے، لیکن گروپ کی شکل میں نہیں، لیکن محبوب نے اس معاہدے کی بھی خلاف ورزی کی، اور ذخہ خیل قوم سے تعلق رکھنے والے تحریک کے دو ساتھیوں کو شہید کیا، جواب پرسی پر پھر وہی لیت و لعل کیا اور لاعلمی کا اظہار کیا۔ دو تین ماہ بعد ایک اور ساتھی (ابتدائی معلومات میں اس کا نام معلوم نہیں ہو سکا، البتہ اتنا معلوم ہے کہ ساجد نامی ایک ساتھی کا چچازاد تھا) کو انصار اسلام والوں نے شہید کیا، اسی عرصہ میں مہمند ایجنسی کے ساتھی کمانڈر عمر خالد خراسانی حفظہ اللہ کی قیادت میں اورکزئی آئے ہوئے تھے، انہوں نے کہا کہ ہم محبوب کے ساتھ آپ کا صلح کراتے ہیں، اورکزئی کے ساتھیوں نے انہیں مکمل اختیار دیا کہ آپ لوگ ہماری طرف سے بااختیار ہیں اور جو فیصلہ کرینگے وہ ہمیں منظور ہو گا، اس سلسلے میں مہمند ایجنسی سے تعلق رکھنے والے قاضی محمد ثاقب صاحب کو یہ ذمہ داری سپرد کی گئی، انہوں نے جاکر محبوب سے بات چیت کا آغاز کیا، اور اورکزئی کے مجاہدین کے بیانات بھی سنے، لیکن ابھی مذاکرات ابتدائی مراحل میں تھے کہ اورکزئی ایجنسی کے تین مجاہدین بلال، سید جانان اور بھائی توکل گھوڑوں پر سوار ہو کر کہیں جارہے تھے کہ ان پر انصار اسلام والوں نے حملہ کیا، جو ساتھی آگے تھا وہ شہید ہو گیا اور بقیہ دو ساتھی جان بچا کر نکل گئے۔

اس عہد شکنی پر تحریک نے مذاکرات معطل کیے، کیونکہ انہوں نے تمام اصول کی خلاف ورزی کی، ابھی دو تین مہینے نہیں گزرے تھے کہ ملا طوفان حفظہ اللہ کے بھائی اور ایک اور ساتھی کو شہید کیا، اسی واقعے کے کچھ

عرصہ بعد مقاتل نامی ایک مجاہد اپنے ایک دوسرے ساتھی کے ساتھ کہیں جارہا تھا کہ راستے میں بیٹھے محبوب کے اہلکاروں نے دونوں کو شہید کیا۔ اسی طرح "گُلی" نام کے ایک مجاہد ساتھی کو انہوں نے پکڑ کر کلہاڑی سے ٹکڑے ٹکڑے کیااور اس کے کمر بند پر لکھا کہ جو شخص اپنے ساتھ قیمتی کلاشنکوف رکھے گا، اس کا یہ انجام ہوگا۔ اسی طرح کاشف نام کا ایک فدائی ساتھی جو محبوب کے علاقے سے گزررہا تھا، اسے پکڑ کر جیل میں ڈالا اور پھر مار مار کر اسے شہید کیا۔ تقریباً محبوب نے اور کرئی ایجنسی کے کل ۱۷ ساتھی مختلف حیلوں بہانوں سے شہید کیا، لیکن تحریک اس جنگ کو اپنے سے ہٹانے والی ایک رکاوٹ سمجھ رہی تھی اور حتی الامکان یہ کوشش کر رہی تھی کہ کسی طرح اس جنگ میں نہ اُلجھیں، یہی وجہ تھی کہ انصار اسلام والوں کی بے پر کی اُڑانے پر بھی تحریک کی قیادت چشم پوشی کر کے اسے تسلیم کر دیتے تھے۔

یہاں ایک دوسرے معاہدے کا تذکرہ بھی ضروری سمجھتا ہوں، ڈبوری کے علاقے میں "بدر سنگر" اور "زمری سر" نامی دو محاذ تھے، جس کے بارے میں ملنگ سواتی اور اماراتی نام ایک مجاہد کے واسطے یہ بات طے ہوئی کہ محبوب کے ساتھی یہ مورچے فوج کو حوالہ نہیں کرینگے، لیکن انہوں نے اس معاہدے کی بھی خلاف ورزی کی اور وہ علاقہ فوج کے حوالہ کیا۔

آخر کار تحریک طالبان پاکستان نے اس فتنے کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے کا ارادہ کیا، کافی صلاح مشورے کے بعد مجاہدین کی قیادت اس بات پر متفق ہوگئی کہ ان کے خلاف مشترکہ محاذ کھولی جائے، اس مقصد کی خاطر تحریک کے تقریباً تمام حلقوں سے مجاہدین کو طلب کیا گیا، باجوڑ، مہمند ایجنسی، ملاکنڈ ڈویژن، خیبر ایجنسی اور اورکزئی ایجنسی کے مجاہدین نے اس جنگ میں حصہ لیا۔ ادھر مرکزی امیر محترم مسلسل جنگ کے حالات معلوم کرتے رہے اور وقتاً فوقتاً ساتھیوں کو جنگ کے بارے میں ہدایات بھیجتے رہے۔

وقت کا غلط انتخاب؟

اس علاقے میں چونکہ سخت سردی ہوتی ہے اور ہر سال جنوری اور فروری کے مہینے میں یہاں برف باری ہوتی ہے؛ جبکہ مجاہدین نے انہی دنوں میں جنگ کرنے کا فیصلہ کیا تھا، اس پر تماش بین قسم کے لوگوں نے خوب شور مچایا کہ یہ ایک غلط فیصلہ ہے اور اس سے جنگ میں مزید مشکلات پیدا ہوجائینگی، لیکن پھر وقت نے ثابت کیا کہ یہ ایک درست اور صواب فیصلہ تھا کیونکہ اگر برف باری کے بعد یہ جنگ شروع ہو جاتی تو پھر یہ ممکن تھا کہ فوج بھی اس جنگ میں حصہ لیتی اور پھر بیک وقت دو دشمنوں کا مقابلہ کرنا پڑتا، اب بھی فوج نے ممکنہ طریقے سے اس جنگ میں حصہ لیا، توپخانے، جیٹ طیاروں اور گن شپ ہیلی کاپٹروں سے بمباری کرتے رہے لیکن بہر حال وہ پیش قدمی نہ کرسکے کیونکہ ان برفانی چوٹیوں میں چلنا ان کے بس کی بات نہیں تھی۔ لہٰذا یہ ایک مفید عسکری فیصلہ تھا جو وقت آنے پر درست ثابت ہوا۔

آغاز

مجاہدین نے جنگ کا آغاز کیا اور محبوب کے مورچوں پر چڑھ دوڑے، مخالفین نے اس سیلاب کو دیکھ کر فیصلہ کیا کہ یہاں سے جان بچانے میں ہی عافیت ہے، لہٰذا مجاہدین نے پہلے مرحلے میں پہاڑی چوٹیوں پر موجود تمام مورچے قبضہ کئے، مجاہدین نے ابھی یہاں اپنے پوزیشنیں مستحکم نہیں کئے تھے کہ اگلے ہی دن دشمن نے حملہ کیا مجاہدین نے زبردست مقابلہ کیا، لیکن ایمونیشن اور خوراکی ذخیرہ اتنا کم تھا کہ جس سے ایک طویل وقت تک مقابلہ کرنا ممکن نہ تھا، لہٰذا عسکری حکمتِ عملی کے تحت فیصلہ یہ ہوا کہ ان مورچوں کو خالی کیا جائے۔ لہٰذا تمام مورچوں سے پسپائی اختیار کی گئی اور دشمن نے دوبارہ اپنے سابقہ مورچوں پر قبضہ کیا۔

لن نغلب الیوم(آج کے دن ہم مغلوب نہیں ہونگے)

اس پسپائی کا ایک غیبی سبب بھی بیان کیا جاتا ہے، جب پہلے مرحلے میں مجاہدین نے دشمن کو پسپا کیا تو کچھ ساتھی ایسے تھے جن کے زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ یہ ہمارے سامنے اب کچھ بھی نہیں ہے، کسی نے کہا کہ باقی جنگ مجھے ہی چھوڑ دو، یہ وہ کلمات ہیں جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زبانوں سے بھی اللہ کو پسند نہیں آئیں تھے۔ لہٰذا نتیجہ وہی ہوا جو کہ حنین میں ہوا تھا اور یہ فتح مند لشکر اب شکست خوردہ بن گئی اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو دکھایا کہ

اگر میری ذات سے زرہ برابر بھی ادھر اُدھر التفات کرنگے تو اس کا یہی نتیجہ نکلے گا۔اور حقیقت بھی یہ ہے کہ مجاہدین کا کل سرمایہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ اور یقین ہی ہوتا ہے ورنہ اسباب کی دنیا کا اگر جائزہ لیا جائے تو ایک اور ہزار کی نسبت بھی نہیں ہے۔

مشکل مرحلہ

اس کے بعد جنگ میں ایک مشکل مرحلہ آیا، منصوبہ بندی اس طرح کی گئی تھی کہ ڈھائی تین سو مجاہدین کو اور کزئی کی طرف بھیج دیا تھا تاکہ وہ اور کزئی کی طرف سے دشمن پر حملہ آور ہوں اور بقیہ مجاہدین کوکی خیل کی طرف سے حملہ کرینگے۔اور کزئی میں جو مجاہدین پہنچے تھے وہ ایک قلیل مدت کی نیت سے وہاں بھیجے گئے، لیکن درمیان میں جب لڑائی نے طول پکڑ لیا اور ان کے ساتھ بچا کچا سامان ختم ہونے لگا، اسی طرح باقی مجاہدین کا ان سے رابطہ بھی ٹوٹ گیا تھا کیونکہ اس راستے پر دشمن نے مکمل قبضہ کرلیا۔اب اور کزئی میں موجود ساتھی ایک طرف فوج کے سامنے تھے اور دوسری طرف محبوب کے ساتھی تھے۔فوج نے پیش قدمی شروع کی اور آہستہ آہستہ آگے بڑھتے رہے، مجاہدین اپنے ہتھیاروں سے انکا راستہ روک رہے تھے، لیکن چونکہ اسلحے کی مقدار بالکل پریشان کن تھی، اس بناء پر مجاہدین انتہائی کفایت شعاری سے کام لے رہے تھے، تاکہ اپنی دفاع بھی کرتے رہے اور دشمن کو بھی آگے بڑھنے نہ دیں۔

اس صورتحال نے تمام ساتھیوں کو سخت پریشانی میں ڈالدیا اور یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ یہ تین سو ساتھی اس جگہ میں محصور ہو کر شہید نہ ہو جائیں جو کہ تحریک طالبان پاکستانی کی تاریخ میں ایک عظیم سانحہ ہوتا۔اس موقع پر تمام ساتھی انتہائی پریشانی کی عالم میں تھے اور ہر وقت یہی فکر سوار تھی کہ یا اللہ ان ساتھیوں کا کیا ہو گا؟۔

شریعت یا شہادت

آخر کار مجاہدین کے مایہ ناز کمانڈر اور باہمت امیر کمانڈر عمر خالد خراسانی نے فیصلہ کہ وہ خود میدان جنگ میں کھودنا چاہتا ہے، کیونکہ اگر یہ تین سو ساتھی شہید ہو گئے تو پھر ہمیں جینے کا کوئی حق نہیں بلکہ پھر ہمارے لیے زمین کا داخل زمین کے باہر سے بہتر ہو گا۔اس مرد بحران نے میدان میں اُترنے سے پہلے تمام مجاہدین کے گھرانوں میں اطلاع بھیجدی کہ مجاہدین پر ایک مشکل مرحلہ آیا ہے، آپ سب حضرات مجاہدین کے لئے خصوصی دعائیں کرو اور ساتھ ساتھ ایک نفلی روزہ بھی رکھو۔ جرأت وہمت سے لیس یہ سپاہ سالار جب آہِ سحر گاہی اور دربار خداوندی میں التجا ومناجات سے لیس ہوا تو پھر دشمن پر کاری ضرب لگانے کے لئے آگے بڑھا۔اسی طرح اس کے شانہ بشانہ اور کزئی ایجنسی کے امیر جناب حافظ سعید صاحب بھی تھے، جو اپنی شجاعت اور بہادری کے جوہر دکھاتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا، جبکہ اور کزئی کی طرف سے ایک اور عظیم جنگجو کمانڈر ''جہادیار'' مجاہدین کی قیادت کر رہے تھے۔

جنگوں اور لڑائیوں میں اگر لڑنے والے جنگجوؤں کو یہ علم ہو جائے کہ ہماری قیادت بھی اس جنگ میں شریک ہے تو پھر ان کے اندر ایک ناقابلِ تسخیر جذبہ ظاہر ہو جاتا ہے، اگرچہ تاریخ میں ایسے قائدین بھی گزرے ہیں جو میدانِ جنگ سے دور رہ کر بھی اپنے لشکر کو دشمن پر برتری دلاتے رہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ اور بعض دیگر مسلمان قائدین تھے، لیکن جنگوں میں عمومی مشاہدہ ہے کہ قیادت کی موجودگی میں لشکر کو یہ یقین ہوتی ہے کہ ہمیں جس مقصد کی خاطر لڑایا جارہا ہے وہ ایک حقیقت ہے اور ہماری قیادت اس مقصد کے حصول میں مخلص ہے۔اب شریعت یا شہادت کا نعرہ تھا، اور جو کچھ بھی ہو بہر حال ان ساتھیوں کو نکالنا تھا۔

مجاہدین نے اپنے ساتھیوں کو نکالنے کے لئے ایک اچانک اور زوردار حملے کا پروگرام ترتیب دیا اور اس راستے کو ہر حال میں کھولنے کا عزم کیا جس سے مجاہدین نکل سکے۔لہٰذا محبوب کے علاقے میں اس سیدھی پٹی پر مجاہدین نے حملہ کیا جو اور کزئی ایجنسی تک نکلتا تھا، یہ حملہ اتنا شدید تھا کہ دشمن کو مجبور ہو کر راستہ سے ہٹنا پڑا اور مجاہدین ایک سیل رواں کی طرح آگے بڑھتے رہے یہاں تک کہ درمیان میں تمام مزاحمتوں کو کاٹ کر اپنے بچھڑے ہوئے ساتھیوں سے ملے، اور اسی طرح وہ تین سو ساتھی اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت سے محفوظ ہو گئے۔

فیصلہ کن معرکہ

اس حملے کے بعد دشمن کے حوصلے پست ہوگئے اور پوری جماعت میں بد دلی اور بزدلی پھیل گئی، مجاہدین نے جب اگلا حملہ کیا تو اس کے مقابلے میں یہ نیم شکست خوردہ فوج بہت جلد ڈھیر ہوگئی، علاقے میں محبوب کے ہاتھوں محصور عوام پر جیسے ہی اس کی گرفت ڈھیلی پڑگئی تو انہوں نے نکلنا شروع کیا ۔جس سے اس کے سپاہیوں میں اور بھی مایوسی پھیل گئی اور مجاہدین آسانی سے پورے علاقے پر قابض ہوگئے۔ محبوب کے بارے میں بعض لوگوں نے کہا کہ اسے ایک فوجی ہیلی کاپٹر اُٹھاکر لے گئی ۔ مجاہدین پورے علاقے پر قابض ہوگئے اور کروڑوں بلکہ اربوں روپے کی مالِ غنیمت مجاہدین کے ہاتھ لگی ۔دشمن نے حکومت کی حمایت سے اسلحے اور دیگر ضروریات کا اتنا ذخیرہ جمع کیا تھا جو کئی ماہ لڑائی کے لئے کافی تھا، ہر مورچے کے قریب ایک سٹور بنایا تھا جس میں اسلحے سمیت خوراکی اشیاء کی ایک بڑی مقدار ذخیرہ کی گئی تھی ۔لیکن محبوب کے پاس ایسا کوئی نظریہ نہیں تھا جس سے وہ اپنے ساتھیوں کو استقامت پر آمادہ کرسکتا تھا لہٰذا اسلحہ اور مادیات کا جب نظریات اور یقین کیساتھ ٹھکر ہوئی تو مادیّت ایک مرتبہ پھر ڈھیر ہوگئی۔

انصارِ اسلام کی اخلاقی ابتری

دشمن کی شکست کے اگر اور کئی سارے اسباب ہوسکتے ہیں تو ایک سبب اس کا یہ بھی ہے کہ وہ انتہائی گھٹیا اور غلیظ زبان استعمال کرتے تھے۔ مخابرہ سیٹ پر جب بھی مجاہدین نے انکے ساتھ گفتگو کی تو انہوں نے ہمیشہ گالم گلوچ کیا اور بیہودہ زبان استعمال کی، کیونکہ حق کے سامنے انکے پاس بیان کرنے کے لئے دلائل نہیں تھے۔

ایک اور واقعہ جو انتہائی باخبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے اور علاقے کے عوام الناس بھی اس سے باخبر ہیں، ہوا یوں کہ کچھ خواتین علاج کی غرض سے محبوب کے علاقے سے گزر رہی تھیں، وہ محبوب کے ایک چیک پوسٹ سے گزر رہی تھیں کہ انصار اسلام والوں نے ان سے پیسوں کا مطالبہ کیا، اور ساتھ ہی ان پر فائر بھی کیا، ان بیچاری خواتین نے کچھ پیسے دیے، لیکن انہوں نے کہا کہ یہ کم ہیں اور پھر فائر کیا، خواتین نے مجبور ہوکر بقیہ پیسے بھی پھینک دیے۔

محبوب کے جو ساتھی بھاگ کر پناہ گزین کیمپوں میں پناہ لینے گئے، میڈیا والوں نے جب ان سے رابطہ کیا تو ان میں سے ایک کے تاثرات یوں تھے "طالبان اس طرح جنگ کر رہے تھے جیسا کہ بڑی حکومتیں جنگ لڑتی ہیں، پہلے میزائل فائر کرتے تھے اور پھر پیادہ فوج آگے بڑھتی تھی"۔ یہ ہے وہ قدرتی رعب جو ہمیشہ مسلمانوں اور اہل جہاد کی شامل حال رہی ہے، ورنہ ظاہر ہے کہ دشمن کے پاس جتنے وسائل ہیں، وہ مجاہدین کے پاس کہاں ہیں۔

تحریک طالبان پاکستان نے میڈیا پر اعلان کیا کہ جن لوگوں نے جنگ میں حصہ نہیں لیا ہے وہ اپنے گھروں کو واپس آسکتے ہیں البتہ جو لوگ جنگ کا حصہ رہے ہیں ان کے لیے کوئی خلاصی نہیں ہے۔

تحریکِ طالبانِ پاکستان نے علاقے میں ایک عوامی فلاح کے لئے ایک سینٹر بھی قائم کیا تاکہ وہ لوگ جنہوں نے جنگ میں حصہ نہیں لیا اور بے گھر ہوگئے تھے انہیں فوری طور پر کھانے پینے اور دیگر ضروریات مہیا کی جاتی ہیں۔

حررہ ورتبہُ العبد الضعیف صالح قسام (حفظہ اللہ)

پرویز کی آمد

سابقہ بھگوڑا پاکستانی کمانڈو پھر آگیا ہے، موت کی ڈر سے ساڑھے چار سالہ خود ساختہ جلاوطنی ختم کرکے وہ پھر پاکستانی سرزمین پر اُترا ہے، ہزاروں پاکستانیوں کے قاتل، لال مسجد کی معصوم طالبات کا قاتل، سینکڑوں عرب مجاہدین کو امریکہ پر بیچنے والا اور بیسیوں بے گناہ پاکستانیوں کو لاپتہ کرنے والا یہ ظالم پھر قسمت آزمائی کرنا چاہتا ہے۔

نو سال تک ملک کے سیاہ و سفید کے مالک رہنے والا یہ ڈکٹیٹر لگتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہوسِ اقتدار میں مبتلاء کرکے رسوا ہونے کے لئے پاکستان پہنچایا ہے ۔اس نے اپنے سفر کا آغاز ہی رسوائی سے کیا۔ پانچ گھنٹے تک ایئرپورٹ سے باہر نہیں آرہا تھا، مزارِ قائد پر ہونے والے جلسے کو بھی ڈر کے مارے ملتوی کردیا، یہ

وہی ہے جو کہتا تھا کہ میں کسی سے ڈرتا ورتا نہیں ہوں۔پاکستان میں ہزاروں لوگ اس کے قتل کے لئے کوشاں ہیں، تحریک طالبان پاکستان نے بھائی عدنان رشید کی قیادت میں ایک فدائی دستہ تشکیل دیا ہے۔بلوچستان کے اکبر بگٹی کے بیٹے نے اسکو مارنے والے کے لئے ایک ارب روپے اور سو ایکڑ زمین انعام میں دینے کا اعلان کیا ہے۔یوں لگتا ہے کہ اس کی زندگی کے چند گنے چنے ایام رہ گئے ہیں ،جس میں وہ عدالتوں اور کچہریوں میں رسوا ہوتا رہے گا اور پھر کسی مجاہد کا شکار ہو جائیگا۔(انشاء اللہ)

وزیر اعلیٰ چرچ میں۔۔۔۔۔

خبر ہے کہ خیبر پختونخوا کے وزیر اعلیٰ نے فروری کے دوسرے ہفتے میں عیسائیوں کے چرچ کا دورہ کیا اور وہاں ایک سوئمنگ پول کا افتتاح کیا،جواب میں چرچ کے ذمہ داروں نے احسان کا حق ادا کرتے ہوئے دعادی کہ خدا تجھے آئندہ کے لئے وزیر اعظم بنائے۔

اس خبر پر ہمیں سخت تشویش ہے،بلکہ عوامی نیشنل پارٹی کے ہر رکن کو تشویش ہو گا کیونکہ بڑوں کی طرف سے جو روش چلی آرہی ہے وہ اس کے سراسر خلاف ہے یعنی ہندوؤں سے راہ ورسم رکھنا ،جبکہ وزیر اعلیٰ صاحب بجائے مندر کے غلطی سے چرچ میں چلے گئے ،لیکن اس کے کئی وجوہات ہو سکتے ہیں مثلاً :آجکل پارٹی زیادہ خدمت عیسائیوں کی کررہی ہے ،یہ امریکی ،برطانوی وغیرہ ،لہٰذا اسے سابقہ پالیسی میں ایک ترمیم یا اصلاح جو لفظ آپ چاہے کہہ سکتے ہیں ،سمجھنا چاہئے۔کیونکہ زمانے کیساتھ تبدیل ہونا پارٹی پالیسی ہے نہ کہ قدامت پسند بن کر ایک ہی راہ پر چلتے رہے ،کیونکہ پارٹی کے منشور میں یہ شامل ہے کہ قدامت پسندی سے بچنا ہے بلکہ اس کے خلاف تو ساری جنگ چھیڑی ہے ہم نے۔

جن لوگوں کو وزیر اعلیٰ کے مسلمان ہونے کا شک ہے ،یہ شکی لوگ ایک اور شکوہ کرتے ہیں کہ موصوف کے لئے مسلمان ہونے کے ناطے مناسب یہ تھا کہ سوئمنگ پول پر آنے والا خرچہ کسی مدرسہ مسجد یا کسی دوسرے اسلامی مد میں خرچ کرتے ،کیونکہ ملک کے طول وعرض میں ہزاروں مدارس ایسے ہیں جہاں طلباء کھلے آسمان تلے بیٹھ کر قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرتے ہیں نہ انکے کتابوں کا کوئی مناسب بندوبست ہے نہ کھانے پینے کا،لہٰذا بہتر یہ تھا کہ یہ پیسہ ان مدارس میں خرچ کیا جاتا۔(واللہُ اعلمُ بادیانِ عبادہ)

شہ خرچیاں و قرضیاں۔۔۔۔۔

قومی اسمبلی کو ایوانِ زیریں اور سینیٹ کو ایوانِ بالا کہا جاتا ہے جب ان دونوں کا مشترکہ اجلاس ہوتا ہے تو اسے ایوان کا مشترکہ اجلاس کہا جاتا ہے،یہ قوم کے منتخب نمائندے ہوتے ہیں جو ووٹ لیکر وہاں تک پہنچے ہیں،یہ لوگ ظاہر ہے کہ جب وہاں بیٹھتے ہیں تو کچھ کھاتے پیتے بھی ہونگے ،راستے میں بھی انکا خرچہ ہوتا ہو گا اور یہ سب کچھ چونکہ قوم کی فلاح و بہبود کے لئے ہوتا ہے اس لئے سارا خرچہ قوم ہی برداشت کرتی ہے۔ایک اجلاس کا دورانیہ چار پانچ گھنٹے ہو گا یا کم وبیش،اس پر کتنا خرچہ آتا ہو گا۔آیئے آپ کو بتاتے ہیں۔

ایک مشترکہ اجلاس پر پاکستانی روپے کے حساب سے صرف چہار کروڑ روپے خرچ آتا ہے۔بالفرض اگر یہ کل ایک ہزار افراد بھی ہوں تو ہر فرد کے حساب سے چالیس ہزار روپے پاکستانی اس چہار پانچ گھنٹے پر مشتمل اجلاس کا خرچہ ہوتا ہے۔یہ چونکہ قوم کے اخص الخواص لوگ ہوتے ہیں،اسلئے ضروری ہے کہ انہیں دنیاومافیہا کے ہر غم سے آزاد کیا جائے تاکہ یہ اجلاس میں بوجھل نہ ہوں اور قوم کے حق میں مفید مشورے کرسکے۔اجلاس میں کیا ہوتا ہے ؟وہ بھی آپ سب کو معلوم ہے کہ اولاً تو کوشش یہ ہوتی ہے کہ رات بھر کی تھکاوٹ دوچہار منٹ کی نیند سے دور کی جائے ،کیونکہ اکثر ممبران رات کو”قومی مفادات“ کی خاطر جاگتے رہتے ہیں۔اور جو جاگے رہتے ہیں ان میں سے ایک بولتا ہے اور باقی ایک دوسرے کیساتھ گپے مارتے رہتے ہیں۔ضروری نہیں کہ اس گفتگو میں کوئی ممبر جنس وصنف کا لحاظ رکھے ،بلکہ اس بات کی بھی اجازت ہے کہ ایک صنف آہن کسی صنف نازک کیساتھ دل لگی کرے۔

اب اگلا سوال یہ ہے کہ ان اخراجات کا ملکی خزانے پر کچھ اثر بھی ہے یا نہیں؟حالاً جو رپورٹ شائع ہوئی ہے اس میں پاکستان کے قرضوں کا حجم ۱۲۹

کھرب روپے بتایا گیا اور ہر پاکستانی پر بلا لحاظ عمر و دولت کے پچاسی ہزار روپے قرض ہے۔

اس رپورٹ کی اشاعت میں ایک غلطی ہوئی ہے کہ قرضوں کا حجم پاکستانی روپے میں ظاہر کیا گیا ہے، اگر روپے کے بجائے ڈالر میں یہ حساب پیش کیا جاتا تو یہ نفسیاتی طور پر قوم کے لئے سود مند ہوتا، مثلاً یوں کہا جاتا کہ پاکستان کا کل قرضہ ایک اعشاریہ دو نو کھرب ڈالر ہے تو اس سے فائدہ یہ ہوتا کہ ہم پر اس کا نفسیاتی دباؤ کم ہوتا اور چونکہ ڈالر کی مانگ، طلب اور چاہت بھی زیادہ ہے ،اس لئے بھی مناسب تھا کہ قرضہ پاکستانی روپے کے بجائے ڈالر میں ظاہر کیا جاتا۔

لیکن بہر حال قوم کے خادموں نے یہ سب کچھ پھر بھی قومی مفاد میں کیا ہے اور جمہوریت کے دائرے میں رہتے ہوئے کیا ہے لہٰذا اس میں ارکان پارلیمنٹ کا کوئی قصور نہیں۔

پانچ سالہ رپورٹ۔۔۔۔

حکومت نے اپنی جمہوری مدت پوری کی ،اور آئندہ الیکشن کے بعد پھر پانچ سال کے لئے نئی حکومت آئیگی، موجودہ حکومت کی کارکردگی کے بارے میں جو رپورٹیں شائع ہوئی ہیں، اس کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔

پانچ سالہ پہلے ایک پاکستانی روپیہ ۶۲ ڈالر کے برابر تھا؛ جبکہ اب اگر آپ کے پاس سو روپے ہو تو آپ ایک ڈالر کے حق دار ہیں، اسی طرح پٹرول کی قیمت پانچ سال پہلے ۵۶ روپے فی لیٹر تھا جبکہ آج یہ ۱۰۳ روپے میں دستیاب ہے ،اسی طرح ڈیزل کی قیمتیں بھی ہیں کہ پہلے ۳۹ روپے لیٹر تھا اور اب ۱۱۶ روپے۔ ایمنسٹی انٹر نیشنل نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ یہ پاکستان کی پینسٹھ سال میں بدترین کرپٹ حکومت رہی۔

غریب آدمی اور پاکستان دونوں کی ایک حالت ہے ،صاحب اقتدار ٹولے افسران ،ایم۔پی۔اے، ایم۔این۔اے وغیرہ پانچ سال پہلے جس حالت میں تھے ،اب اس سے کئی گنا بڑھ کر دولت کے مالک ہوگئے ، کئی وزراء ایسے بھی نکلے جو یکسر ،تن تنہا، خالی ہاتھ قومی اسمبلی میں آئے تھے لیکن جب حکومت ختم پیسہ ہوئی تو انہیں اپنا مال ومتاع لیجانے کے لئے کئی کئی ٹرک منگوانے پڑے۔

آخری وزیر اعظم راجہ پرویز جسے صحافی برادری راجہ رینٹل سے پکارتے ہیں، تقریباً نو (۹) ماہ پاکستانی کے وزیر اعظم رہے ،اس دورانیے میں موصوف نے اخباری رپورٹوں کے مطابق اپنے صوابدیدی فنڈ سے سینتیس (۳۷) ارب روپے خرچ کئے یعنی ہر مہینے کے حساب سے تقریباً چار ارب سے کچھ اوپر کا خرچہ کیا ہے۔ یومیہ خرچہ تقریباً ۱۳ کروڑ بنتا ہے ،بلوچستان کے مکران کے رہائشی خدا بخش ۱۳ کروڑ روپے پوری زندگی میں بھی نہیں سونگھ سکتا ہے۔ جبکہ مجموعی طور پر ۹۶ وزراء پر مشتمل اس فوج ظفر موج نے (۱۸۰) کھرب روپے ہڑپ کر لئے۔ ملکی معیشت تاریخ میں اس طرح دیوالیہ نہیں ہوئی تھے۔

ان کے قرضوں میں اضافہ نہیں ہوا بلکہ انکے بینک بیلنس پہلے سے کئی گنا زیادہ ہوئے ،انکی کاریں ،کوٹھیاں اور بنگلے پہلے سے زیادہ ہوگئیں۔ کیونکہ پارلیمنٹ تو اپنے دامن گیر ہونے والوں کے لئے ایک بہشتِ دنیوی سے کم نہیں ہوتا بلکہ ہر کہ ناقص آمد ایں جاشد تمام والا معاملہ ہے۔

پاکستان میں تعینات برطانوی ہائی کمشنر نے بھی پاکستانی حکمرانوں کی لوٹ کھسوٹ سے تنگ آکر اپنی سفارتی ذمہ داریوں سے تجاوز کرتے ہوئے حکمرانوں کو نصیحت ،ہدایت یا وارننگ دی ہے کہ وہ اپنا قبلہ درست کر لیں، اس انگریز نے کہا کہ پاکستانی حکمران خود تو ٹیکس دیتے نہیں اور ہمارے ٹیکس لے لیکر اس پر عیاشیاں کرتے ہیں، چونکہ پاکستان میں ایسا مائی کا لعل نہیں جو کرپشن میں ملوث نہ ہو اس وجہ سے کسی نے اس اصلاح احوال کے لئے استعمال ہونے والی جارحانہ زبان پر کچھ بھی نہیں کہا۔

احتجاج ان کا بھی حق تھا۔۔۔۔۔

خیبر ایجنسی میں پاکستانی فوج نے بے گناہ معصوم پاکستانی شہریوں پر اندھا دھند بمباری کی، بمباری کی نتیجے میں بیس، بائیس کے قریب مسلمان شہید ہوگئے ،علاقے کے عوام نے لاشوں کو اُٹھا کر گورنر ہاؤس کے سامنے رکھا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ خیبر ایجنسی میں تین سال سے جاری آپریشن کو بند کیا

جائے اور ان فوجیوں کو گرفتار کیا جائے جنھوں نے ہمارے لاڈلوں کو شہید کیا ہے۔

یہ احتجاج جاری تھا کہ پاکستانی عوام کی خادم پولیس اور ایف۔سی والے پہنچ گئے اور جنوری کے سخت سردی میں ان پر بکتر بند گاڑیوں سے واٹر گن کے ذریعے پانی پھینکا، اور لاشوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے بیچارے ورثاء پر فائرنگ کی ،وہ تھکے ماندہ مصیبت زدہ جان بچانے کی غرض سے اپنے لاشوں کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور سرکاری اہلکاروں نے ان لاشوں کو اُٹھا کر اپنے قبضہ میں لیا۔

اس واقعہ سے چند دن پہلے کچھ شیعہ کفار کوئٹہ شہر میں ہلاک ہوئے تھے اور انہوں نے اپنے مردے اُٹھا کر احتجاج شروع کیا، حکومت اس احتجاج پر فوراً حرکت میں آئی اور صدر نے مذمتی بیان جاری کرکے وزیر اعظم کو کوئٹہ روانہ کیا اور نتیجتاً شیعوں کو منوانے کے لئے بلوچستان حکومت کا تختہ اُلٹ کر صوبے میں گورنر راج نافذ کیا۔

سوال یہ ہے کہ وہ پاکستانی تھے اور خیبر ایجنسی کے شہید پاکستانی نہ تھے ؟یا وہ مسلمان تھے اور یہ ہندو؟ کیا انکے مردے مسلمانوں کے شہداء سے زیادہ محترم اور معزز تھے ؟آپ ہی بتایئے یہ ملک کس کا ہے ؟ یہاں مسلمان کی عزت ہے یا زندیق شیعوں کی؟ آیئے اس نظام سے ملکر بغاوت کریں اور ایسے خلافت کا بنیاد رکھے جہاں حکمران اذلة على المومنين اعزة على الكفرين کا مصداق ہوں۔

این الأسد الأحرار؟؟؟(کہاں ہیں شیر دل جواں)۔۔۔۔

امریکہ افغانستان سے اپنا بوریا بستر لپیٹ کر واشنگٹن جانے کی تیاری کر رہا ہے، یہ خبر تو سب نے سنی ہوگی کہ فوجی سازو سامان سے لدھے پچیس ٹرک افغانستان سے براستہ طورخم کراچی پہنچ گئے۔امریکہ کا سب سے بڑا فوجی مرکز بگرام میں ہے اور اکثر فوجی اوزار وہاں جمع کی جارہی ہیں، پھر وہاں سے پاکستان روانہ کئے جاتے ہیں۔بگرام سے طورخم تک تقریباً دو سو کلومیٹر کا راستہ ہے، اور طورخم سے کراچی تک اٹھارہ سو کلومیٹر کی مسافت ہے۔اب آتے ہیں اصل مدعا کی طرف کہ بگرام سے امریکی اشیاء روانہ ہو جاتی ہیں اور کراچی تک محفوظ طریقے سے پہنچ جاتی ہیں، کیا اس پورے راستے میں کوئی بھی ایسا صاحب ایمان وغیرت شخص نہیں جو اس بچے کھچے امریکی غرور کے سامان کو شکار کرلے، ہم ان سطور کے ذریعے تحریک کی مرکزی قیادت، مسئولین اور تمام اہل ایمان کو اس کارِ خیر کی طرف متوجہ کرتے ہیں کہ ہر کوئی اپنا اپنا حصہ اس میں ضرور ڈالے۔ماضی میں ماشاء اللہ مجاہدین نے اس طرح کی کئی کاروائیاں کی ہیں، بعض عملیات میں تو کئی کئی سو کنٹیز خل کر خاکستر ہو گئیں، آج پھر اسی جذبے کیساتھ عمل کرنے کی ضرورت ہے۔کچھ اطلاعات ایسی پہنچی ہیں کہ بلوچستان میں چند اسلام پسندوں نے شرپسندوں کے واپس جاتے ہوئے کنٹیزوں کو آگ لگادی، اللہ تعالیٰ تمام اہل ایمان کو ان کی راہ پر چل کر نیٹو کنٹیز جلانے کی توفیق دیں۔آمین

اوپن سوسائٹی کی رپورٹ

اوپن سوسائٹی نامی تنظیم نے امریکی خفیہ ادارے سی آئی اے کے بارے میں رپورٹ دی ہے کہ اس ادارے کے پوری دنیا میں ایجنٹ پائے جاتے ہیں، پاکستان میں سرگرمیوں کے متعلق لکھاہے کہ سی آئی اے پاکستان میں خفیہ جیلوں میں پاکستانی اسلام پسندوں پر تشدد کرتی اور ان گورے آقاوؤں کے کالے غلام مسلمانوں کو پکڑ پکڑ انکے حوالہ کرتے۔رپورٹ کے الفاظ ہیں:

"Pakistan captured, detained, interrogated, tortured, and abused individuals subjected to CIA secret detention and extraordinary rendition operations. It also permitted its airspace and airports to be used for flights associated with these operations,"

"یعنی جو لوگ سی آئی اے کو مطلوب تھے، پاکستان نے ان کو گرفتار کیا انہیں قید میں ڈالا، ان سے تفتیش کی، ان پر تشدد کیا اور ان کی بے عزتی کی۔پاکستان نے یہ اجازت بھی دی تھی کہ امریکہ اسکے ایئر پورٹ اور فضائی حدود کو استعمال کرے"۔

رپورٹ آگے مزید لکھتا ہے:

Detention facilities in which detainees were held at the behest of the CIA include the Inter-Services Intelligence (ISI)'s detention facility in Karachi, which was allegedly used as an initial detention and interrogation point before detainees were transferred .to other prisons

"سی آئی اے کے حکم پر قیدیوں کو جن قید خانوں میں رکھا جاتا تھا اس میں کراچی میں واقع آئی ایس آئی کا قید خانہ بھی شامل ہے، جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہاں قیدیوں سے بنیادی تفتیش کی جاتی تھی، اور پھر وہاں سے دوسرے جیلوں میں منتقل کیا جاتا تھا۔

رپورٹ میں ایک قیدی بنیامین محمد نامی ایک قیدی کے حوالے سے کہا گیا ہے (جسے ایک ہفتہ کے لئے وہاں الٹالٹکایا گیا تھا) کہ اس عقوبت خانے میں امریکی اور برطانوی دونوں ملکوں کی خفیہ ایجنسیاں ان سے تفتیش کرتی تھی۔

وہ ممالک جنہیں سی آئی اے نے اپنے مقاصد کے لئے استعمال کیا ہے ان میں شیعہ ایران کا نام بھی شامل ہے، جو بظاہر امریکہ اور اسرائیل کا سب سے بڑا دشمن نظر آتا ہے لیکن حقیقت اس کی یہی ہے جو اوپن سا سائٹی کی رپورٹ میں بیان ہوئی ہے۔

پاکستان اور فحاشی

یہ ایک حقیقت ہے کہ پاکستان میں لادین قوتوں کو اتنی فتوحات نہیں ملی ہیں جتنا کہ وہ سوچ رہے ہیں، عالم کفر سے قطع نظر کرتے ہوئے عالمِ اسلام پر اگر سرسری نظر دوڑائی جائے تو ہر ملک فحاشی وعریانی کے ایک تلاطم خیز سیلاب میں ڈوبا ہوا ہے، پاکستان میں علماء، دینی مدارس اور اہل جہاد کی وجہ سے حالات کسی حد تک قابو میں ہیں، آج بھی پاکستانی خواتین میں حیاء اور پاکدامنی کا جذبہ زندہ ہے، یہاں پردہ کسی نہ کسی صورت میں اب بھی زندہ ہے، عورت اب بھی اسلامی لباس پہننے پر فخر کرتی ہے، لیکن یہاں موجود مغرب نوازوں کو اسلامی اقدار ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ وہ ہر وقت اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح اس ملک کو مغربی ممالک کی صف میں کھڑا کیا جائے، تاکہ اپنی گندہ سفلی خواہشات کی تکمیل کرسکے، تیس، چالیس سال پہلے جو حالات پاکستان میں تھیں، ان میں اب ایک واضح تبدیلی آچکی ہے، اس میں سب سے زیادہ آزادی اس وقت آئی جب پرویز ملعون نے ملک میں پرائیویٹ چینلوں کو داخل کیا۔ دوعشرے پہلے جو چیز اسلام مخالف اور پاکستانی معاشرے کے خلاف سمجھی جاتی تھی وہ اب کسی کو بری نظر نہیں آتی، سعادت حسن منٹو جو ایک فحش اور غلیظ انسان تھا جس کی تحریریں واہیات پر مشتمل ہیں، اپنی زندگی میں اسے کئی دفعہ مقدمات کا سامنہ کرنا پڑا لیکن آج ملک اسی بے حیا انسان کی صدی منائی جارہی ہے، پوری ایک صدی اس منحوس انسان کے نام کی جارہی ہے۔

الیکٹرانک میڈیا اور فحاشی کا تو بہر حال چولی دامن کا ساتھ ہے لیکن پرنٹ میڈیا اخبارات اور جرائد جہاں نسبتاً بے حیائی کم ہے وہاں بھی یہ کوشش زور وشور کیساتھ جاری ہے کہ کس طرح زیادہ سے زیادہ فحش باتیں تحریر میں لکھی جائیں، ایک بوڑھا شیطان مجاہد بریلوی کے نام سے منٹو کا تذکرہ کرتا ہے اور پھر اسلامی سزاوؤں کا مزاق اُڑاتا ہے، نقل کفر کفر نہ باشد، وہ لکھتا ہے کہ "پاکستان میں ایک طبقہ اسکے افسانوں پر کوڑوں جیسی بدترین سزا تجویز کرتا ہے "(نعوذُ باللہ) کوڑوں کو جس کا تذکرہ قرآن وحدیث کے بے شمار آیات واحادیث مبارکہ میں موجود ہے اسکو یہ بددماغ انسان بدترین سزا ٹھراتا ہے۔ اسکے کالم میں آگے وہ خرافات ہیں کہ قلم کو اس کے لکھنے پر راضی نہ کرسکا۔ اسی طرح ایک اور بوڑھا شیطان اسرار بخاری اپنے ایک کالم میں لکھتا ہے کہ ایک پاکستانی اداکارہ ---کو ہندوستان میں پزیرائی ملی جو ہمارے لئے فخر کا باعث ہے۔ آگے لکھتا ہے کہ چونکہ رقص اسکا فن ہے لہٰذا وہ مسجد میں بانگیں دینے سے تو اپنے فن کا مظاہرہ نہیں کرسکتی۔ بلکہ اسی رقص سے وہ ہمارا نام روشن کریگی۔ دیکھئے اس بے حیا انسان کو جو کتنی ڈھٹائی کیساتھ فحاشی کو سندِ جواز فراہم کررہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ ملکی ادب کا ستارہ شمار کیا جاتا ہے، اور بڑا قابل قدر جانا جاتا ہے۔

کچھ عرصہ پہلے کسی نے فحاشی کے خلاف پاکستانی سپریم کورٹ میں رٹ دائر کی کہ فحاشی کو روکنا چاہئے، اس کے بعد ایک کمیٹی بنائی گئی جو اس بارے میں رپورٹ دیگی،

(بقیہ صفحہ 39 پر)

نوید ہو ان سر فروش مجاہدین کو جن کے دم سے اسلام کی عظمت اور رفعت کو اللہ جل شانہ بلند کئے ہوئے ہیں اور بے شک یوم الحشر تک اسلام کی عظمت کو ثبات ہی ہے۔ صبح نو کے یہ ستارے۔۔۔اور کفار کی بوکھلاہٹیں۔۔۔یہ کفار کبھی نہیں جان سکتے کہ یہ عظیم ابطالِ امت، بظاہر سادگی کا پیکر مگر نورِ ایمان سے منور سینوں میں رب عظیم کی خوشنودی اور فلاحِ عظیم کی عظیم تر خواہش لئے، چٹان جیسے حوصلوں کے حامل، اللہ کے حواری اور اللہ کی جماعت کے یہ لوگ کتنے محترم و معتبر ہیں۔۔۔اللہ کے اذن سے یہ مجاہدین ان کفار کے لئے تباہی و بربادی ان کا مقدر کر دینے والے ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو کفار و منافقین سے دوستی نہیں بلکہ دشمنی محبوب ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ ٱتَّقِ ٱللَّهَ وَلَا تُطِعِ ٱلْكَـٰفِرِينَ وَٱلْمُنَـٰفِقِينَ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا (الاحزاب ،ایت ۱) ”اے نبی ﷺ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور کافروں اور منافقین کا کہنا نہ ماننا، بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا اور حکمت والا ہے “ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِن تَنصُرُوا۟ ٱللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ﴿٧﴾ وَٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ فَتَعْسًا لَّهُمْ وَأَضَلَّ أَعْمَـٰلَهُمْ ﴿٨﴾ (محمد ،۷،۸)”اے لوگوں جو ایمان لائے ہو، اگر تم اللہ کی مدد کرو تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم مضبوط جمادے گا ، رہے وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا ان کے لئے ہلاکت ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کو بھٹکا دیا ہے۔“

باطل کی ریشہ دوانیاں اللہ تعالیٰ کی حکمتوں نصرتوں کے سامنے ہیچ ہیں۔ پھر چاہے وہ مالی پر صلیبی حملہ کی قیادت کرنے والا لوئس چہار دہم کو پوتا ہو یا یہود ونصاریٰ کا دوسرا اہرکارہ۔۔۔شکست وذلت ان کا مقدر ہے۔فرانس کا اسلام دشمنی میں مالی پر چڑھ دوڑنا کچھ انوکھا نہیں ہے بلکہ فرانس اس سے پہلے الجزائر اور مراکش سمیت کئی اسلامی ملکوں پر قابض ہو کر مسلمانوں کے خلاف صلیبی جنگیں لڑچکا ہے ۔فرانس کے بارے میں ایک عربی مقولہ ہے :فرانس انگریزوں کی نسبت اسلام سے زیادہ دشمنی رکھنے والا اور مسلمانوں کے خلاف زیادہ بغض رکھنے والا ہے“۔

مالی کا تاریخی پس منظر

سولہویں صدی عیسوی میں یہ افریقی خطہ اسلامی تمدن کا بیش قیمت گہوارا تھا ۔جس کی جڑیں سپین سے لے کر شمال اور مشرق میں وسط ایشیا تک پھیلی ہوئی تھیں۔مگر یہ خطہ صلیبی آندھی کی زد میں آگیا، مسلم اکثریت کا یہ علاقہ کسی مضبوط اور صالح قیادت کے فقدان کی وجہ سے استحکام سے خالی رہا اور فرانس کی نو آبادیات کا حصہ بن گیا۔۱۹۶۰ء میں فرانس کے قبضے سے آزادی حاصل ہوئی مگر یہ آزادی بھی برائے نام تھی۔

افریقہ کے ۹۰ فی صد مسلم آبادی والے ملک مالی میں فرانسیسی استعمار برابر مداخلت کرتا رہا۔مالی قدرتی طور پر قیمتی معدنی وسائل سے مالا مال ہے لیکن کمزور اور نااہل سیکولر حکومت کی بدولت ان وسائل سے اپنے عوام کو مستفید نہیں کرسکا۔مالی کے دارالحکومت باماکو میں اس وقت چھ ہزار فرانسیسی مقیم ہیں اور مالی کے بیشتر سونے اور فاسفیٹ کے ذخائر پر قابض ہیں، جب کہ خود مالی کے عوام انتہائی غربت کا شکار ہیں۔مالی میں حکمران طبقہ کے بیش تر افراد امریکہ کے تعلیم یافتہ اور امریکی وفاداری کے حامل ہیں جیسا کہ بیش تر اسلامی ممالک کی حکومتوں میں صورت حال ہے۔یہ ذہنی غلام اپنے ملکوں میں امریکی ویورپی غلامی کا حق پورا کرتے ہیں۔

مالی میں اسلامی امارت

مالی میں ''تورِیگ'' قومیت جو مالی، الجزائر، لیبیا اور صحارا تک پھیلی ہوئی ہے وہ شمالی مالی سمیت ان علاقوں پر مشتمل ایک علیحدہ ریاست بنانا چاہتی ہے اور اس کی تنظیم ''قومی تحریک برائے آزادی'' نے اوزاد کی آزادی کا اعلان کیا مگر یہ تنظیم سیکولر اور قوم پرست نظریات کی حامل ہے۔اسلام پسندوں اور جہادی نظریات کی حامل جماعت ''انصارالدین'' نے این ایم ایل اے کی کھل کر مخالفت کی اور جہادی راستہ اپناتے ہوئے مالی کے بڑے شہروں ''گاؤ'' اور ''ٹمبکٹو'' پر یکے بعد دیگرے قبضہ کر لیا۔ان کی طاقت سے خائف ہو کر 'قومی تحریک برائے آزادی' کی تنظیم نے ان سے معاہدہ کر لینے میں ہی عافیت جانی اور اوزاد کو 'اسلامی امارتِ اوزاد' قرار دے دیا۔اسلامی شریعت کے باقاعدہ نفاذ سے یہاں جرائم کی شرح نہ ہونے کے برابر ہو گئی، صلیبی اور الحادی اس لئے انہیں افریقی طالبان کا نام دیتے ہیں۔بعد ازاں ۵۰ ہزار آبادی والے شہر 'کونا' پر بھی جماعت انصارالدین کے مجاہدین نے قبضہ حاصل کر کیا جو دارالحکومت سے سات کلومیٹر دور ہے اور جنوبی مالی کا گیٹ وے بھی ہے۔مالی کی امارتِ اسلامی میں اسلام کے اصولوں کے نفاذ سے وہاں کی مسلمان آبادی مسرور و مطمئن ہے مگر اسلام اور امت کے دشمنوں کو یہ بات راس نہ آئی۔

مالی۔۔۔القاعدہ کا شفیق چہرہ:

'القاعدہ برائے مغرب اسلامی' شمالی مالی میں کئی عشروں سے فعال ہے ۔انصارالدین مالی کی اسلامی اور عسکری جماعت ہے جو القاعدہ کے لئے ایسے ہی شفیق چہرہ ہے جیسے افغانستان میں طالبان القاعدہ قیادت کے لئے شفیق و مہربان بنے۔موریطانیہ کی اعلیٰ اسلامی شوریٰ کی جانب سے طبی امداد اور خوراک کے ٹرک لے کر جانے والے قافلے کے ارکان نے ان کی تقویٰ اور ایمان کی عمدہ تصویر کشی کی۔انہوں نے کہا کہ وہ ایک غمگسار گروہ کے ارکان ہیں جنہوں نے فقر اور جہاد کو اپنا رکھا ہے۔سادگی کے پیکر ہیں، عام لوگوں پر مہربان یہ تقویٰ کی مثال اور مؤمنین اور صالحین کی جماعت ہے۔

ان کی فیاضی بہت متاثر کن ہے، سادگی کا پیغام دیتے یہ سادہ لباسوں میں ملبوس بھائی جن کی آوازیں نرم اور پست ہوتی ہیں، انہوں نے ہمیں یہ احساس دیا کہ ہم بطور مسلمان ان کے لئے ہر چیز سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔

فرانس کا اسلامی امارت پر حملہ اور ظلم و ستم و لوٹ مار:

ابلیس کے ٹولے کی اسلام دشمنی، شکست، ذلت اور عبرت بھی کم نہیں کر پاتی افغانستان سے شرمناک شکست پانے والے یہ جہلا ہر آن فتنہ وفساد اور شر انگیزی کے تانے بانے میں اپنی توانائیاں صرف کرتے ہیں اور ہر نیا دن ان کی شیطانیت کا نیا فتنہ ظاہر کرتا ہے۔بالآخر شیطانوں نے سر جوڑ کر فیصلہ کیا اور مالی میں نافذ شریعت مطہرہ کو دہشت گردی قرار دیتے ہوئے اس کی بساط لپیٹ دینے کا فیصلہ کیا اور جنوری کے اوائل میں فضائی بمباری کا آغاز کر دیا۔دوسری طرف زمینی افواج بھی مالی میں داخل کرا دیں۔فضائی حملوں میں نہتے اور عام لوگوں کا جانی و مالی نقصان ہوا جب کہ مجاہدین پہلے ہی اس کے لئے پوری طرح تیار تھے اور محفوظ ٹھکانوں پر منتقل ہو چکے تھے۔

فرانس کے زمینی دستوں نے خاص طور پر دینی مدارس کے طلبہ اور علماء کرام کو نشانہ بنانا شروع کر دیا ہے۔اسلام دشمنی میں اندھے فرانسیسیوں نے مالی کے فوجیوں پر مشتمل باقاعدہ ایک خصوصی ٹیم تشکیل دی ہے جو اسلامی مدارس کے طلبہ اور علماء کو قتل کرنے کا کام کرے گی۔اس کے ساتھ ہی چھ سو ستانوے مدارس اور مساجد میں عربی زبان کی تعلیم اور درس قرآن پر بھی پابندی عائد کر دی گئی ہے۔مدارس کے ۳۰ طلبہ کو بغیر کسی جرم کے ماورائے عدالت پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔

انسانی حقوق کی بین الاقوامی تنظیم ایمنسٹی انٹرنیشنل نے حوالے سے بتایا کہ مالی میں جارح افواج نے درجنوں عام شہریوں کو قتل کر کے لاشیں گڑھوں میں پھینک دیں۔اس کے ساتھ ہی یہ افواج تورِیگ قبائل کو اور عرب تاجروں کو خصوصی طور پر نشانہ بنا رہی ہیں کیونکہ مالی کی زیادہ تر تجارت ان عربوں کے دم سے ہے۔لوٹ مار کے اس کام میں مالی کے عیسائی بھی بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں۔

گیارہ سو برس قدیم اسلامی لائبریری نذرِ آتش:

صلیبیوں کا زمانہ قدیم سے ہی یہ وطیرہ ہے کہ مسلمانوں کے علمی ذخائر پر حملہ کر کے وہاں کے علوم و فنون تباہ کر کے ملیامیٹ کرنا یا کسی طرح سے ہتھیا لینا

تا کہ مسلمان اپنے اسلاف کے علمی اور تہذیبی ورثے سے محروم ہو کر کسی بھی نئی تہذیب سے مغلوب و مرعوب ہو جائیں۔ علم دوستی و تعلیم یافتہ کہلانے والے نام نہاد مہذب، درحقیقت علم کے دشمن اور انسانیت کے بھی دشمن ہیں، یہ انسانی اخلاقیات واقدار سے بھی قطعی ناآشنا ہوس اور مادیت پرستوں کے بے ہنگم ہجوم ہیں۔

اسلام کے دشمن اس فرانسیسی صلیبی ٹولے کی پشت پناہی میں مالی کے تاریخی شہر ٹمبکٹو کی قدیم ترین اسلامی لائبریری نذرِ آتش کر دی گئی۔ اس لائبریری میں محفوظ سونے کے پانی سے لکھے گئے مسلم دور کے خطوط اور مکتوبات راکھ کا ڈھیر بن گئے، جن کی قیمت لاکھوں ڈالرز سے بھی زیادہ تھی۔ اموی اور عباسی دور کے خطوط بھی اس لائبریری میں موجود تھے۔ اس عظیم نقصان پر وہاں کی مقامی خواتین نے بھی سوگ منایا۔ مقامی لوگوں کو دیگر اسلامی لائبریریوں کے تحفظ پر بھی خدشات ہیں۔ غیر ملکی میڈیا نے اس کی ذمہ داری مجاہدین پر ڈالنے کی پوری کوشش کی مگر سچ عیاں ہو کر ہی رہتا ہے۔

مجاہدین کی جوابی حکمتِ عملی اور فرانس کی بوکھلاہٹ:

افغانستان کے زخم چاٹتے سورما، مالی میں اس خیال میں آئے کہ یہ مفلوک الحال لوگ ایک ہی حملے میں ہمت ہار جائیں گے مگر حقیقت اس کے برعکس نکلی ۔۔۔ وہ یہاں مزید زخم لینے کی صریح غلطی کا ارتکاب کر بیٹھے۔ فرانس نے نہتے لوگوں پر تو مظالم ڈھائے لیکن مجاہدین اس حملے کے لئے **پوری طرح** سے تیار تھے۔ وہ فضائی حملوں سے قبل ہی اپنے ساز و سامان کے ساتھ محفوظ مقامات پر منتقل ہو چکے تھے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے فرانسیسیوں اور ان کے اتحادیوں کی راہوں میں بارودی سرنگوں کے جال بچھا دئے۔ فرانس کی اندھا دھند بمباری سے ان کا ہی نقصان ہوا اور مجاہدین کے ان افواج پر جوابی حملوں نے دشمن کو حیرت و خوف کا شکار کر دیا۔

شروع میں غیر ملکی میڈیا نے مجاہدین کی شکست اور نقصانات کی دھوم مچائی مگر جلد ہی انہیں اس کی وضاحت دینا پڑی کہ وہاں جانے کے راستے محدود ہیں اور یہ فرانس کی افواج کوئی بھی علاقہ خالی نہیں کروا سکی ہیں۔ فرانس کے صدر نے بھی اپنی افواج کے مورال کی بلندی کے لئے وہاں کا دورہ کیا مگر بے سود ہی رہا۔ مجاہدین نے جاسوسی سے بچنے کے لئے ٹیلی فون سروس بھی معطل کر دی۔ بم باری اور نقصان سے بچنے کے لئے، حملہ کرو اور فوراً جگہ بدل دو، کی پالیسی اپنائی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جلد ہی فرانس کو یہ تسلیم کرنا پڑا کہ اگر اس نے مالی میں مزید کچھ وقت فوج رکھی تو وہ مجاہدین کے جال میں پھنس جائے گی اور مزید تباہی اور ہلاکت سے دوچار ہو گی۔ فرانس نے یہ تسلیم کیا ہے کہ "مالی کے جنگجو انتہائی تربیت یافتہ اور مضبوط تنظیم کے مالک ہیں، ان سے مالی کا قبضہ حاصل کرنا ہرگز آسان نہیں" مجاہدین کی طرف سے فدائی حملوں کا فرانس کے پاس کوئی توڑ نہیں اور یہی وہ خوف ہے جو ان کی واپسی کی وجہ ہے۔ فرانس نے بین الاقوامی امداد کی اپیل بھی کی اپنی غنڈہ گردی کو طول دینے کے لیے، لیکن وہاں بھی اسے مایوسی کا سامنا رہا اور کوئی خاطر خواہ امداد نہیں مل پائی۔

القاعدہ مجاہدین کے امارتِ اسلامی مالی میں تشکیلات

لیبیا، الجزائر اور نائجیریا سے مجاہدین مالی پہنچ گئے ہیں اور صلیبیوں کو سبق سکھانے کے لیے یہ مجاہدین جو افریقی صحراؤں سے بخوبی مانوس ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے مالی کے مجاہدین اور عام مسلمانوں کے لیے نصرت اور رحمت ہیں۔ ایک غزوہ میں رسول اللہ ﷺ نے سورج ڈھلنے کے بعد کھڑے ہو کر فرمایا:

"لوگوں دشمن کے مقابلے کی تمنا نہ کرو، اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگتے رہو لیکن دشمنوں سے مقابلہ ہو جائے تو استقلال رکھو۔ اور یقین مانو کہ جنت تلواروں کے سائے میں ہے"۔

پھر آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ " اے سچی کتاب کے نازل فرمانے والے، اے بادلوں کے چلانے والے اور لشکروں کو ہزیمت دینے والے اللہ! ان کافروں کو شکست دے اور ان پر ہماری مدد فرما"۔ (بخاری ومسلم)

جماعۃ القاعدۃ الجہاد برائے مغرب اسلامی کی امارتِ صحارا کے امیر یحیٰ ابو الھمام نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ: "مجاہدین نے جنگ کے لئے اپنی

صفوں کو منظم کرنے کی خاطر شہروں سے انخلا کیا ہے اور عنقریب وہ زیادہ غلبے اور طاقت کے ساتھ واپس آئیں گے۔ فرانسیسیوں نے حالات سے سبق حاصل نہیں کیا ہے اور آنے والے دنوں میں اسے بحرانوں کے دلدل میں دھنسادیں گے۔ ان شاء اللہ۔ اور مجاہدین ان تمام ممالک کو نشانہ بنائیں گے جو اس حملے میں شریک کار ہیں"۔

ادھر طالبان نے بھی جارح افواج کو خبر دار کیا ہے کہ مالی پر فرانسیسی جارحیت کے خطرناک نتائج بر آمد ہونگے۔

موریطانیہ کے عالم دین اور اصول فقہ کے پروفیسر شیخ اخیار بن عمر سیدی نے بھی اس جارحیت پر مسلمانوں کو جہاد پر تحریض دی ہے اور انہیں ان کے فرض کا احساس دلایا ہے۔ موریطانیہ کے ۳۹ جید علماء نے مالی پر ہونے والے فرانسیسی حملے کے خلاف اور مسلمانوں پر اس جہاد کے فرض عین ہونے کے وجوب کو ثابت کرنے کے لیے متفقہ فتوٰی جاری فرمایا ہے۔

امت کے وسائل پر نظر رکھنے والے دولت کے پجاری:

در حقیقت مالی پر اس جارحیت کے دو مقاصد ہیں، ایک تو اللہ کی شریعت کو دوام ملنے سے روکنا اور دوسرے مالی کی دولت کو ہڑپ کرنا۔ اور مفاد کی اس جنگ میں تمام ابلیسی طاقتیں ایک دوسرے کی بھی دشمن ہیں۔ اس جنگ میں کفر کا اصل ہتھیار امتِ مسلمہ کے ذہنی غلام حکمران ہیں، جو غلام ابن غلام ہیں اور غلامی کے اتنے خوگر ہو چکے ہیں کہ وہ اپنے آقاؤں کی مرضی ومنشا پر کسی جنبش کے بھی متحمل نہیں ہیں اور یہی غلام ہی تو ہیں جو اسلام اور ایمانوں کے ساتھ ساتھ تمام امت کا بھی سودا کیے بیٹھے ہیں، محض چند روزہ زندگی کے عیش وآرام کے مزے لوٹنے کے لیے۔

اس ساری حرص وہوس کی بنیادی وجہ تو صلیبی صہیونی ذہن کی اسلام دشمنی اور شریعت کی فرماں روائی کا خوف ہی ہے۔ لیکن امت مسلمہ کے وسائل کی لوٹ کھسوٹ اور مسلمانوں کی دولت اور اموال پر قبضہ بھی کفار کے پیش نظر رہتا ہے۔ مالی میں بے پناہ قیمتی ترین معدنی وسائل ہیں جو ابھی تک مالی کے عوام کی قسمت نہیں بدل پائے ہیں، مالی دنیا میں سونے کے ذخائر رکھنے والا آٹھواں بڑا ملک ہے۔ ۲۰۰۶ میں مالی میں موجود سونے کی کانوں سے ۸۵۴۱۱ کلوگرام سونا نکالا گیا۔ اس کے علاوہ وہاں یورینیم کے وسیع ذخائر کے ساتھ تیل، ہیرے اور دیگر قیمتی معدنیات ہیں۔

سیکولر ذہن کے حامل تجزیہ کار اور مالی پر صلیبی جارحیت:

سیکولر ذہن کے حامل مگر مسلمانوں جیسے نام رکھنے والے بے دین دانشور، صلیبیوں کے بے دام غلام، صلیبیوں کی ذلت وشکست سے ناواقف عقل وخرد کے یہ اندھے، بظاہر تعلیم یافتہ مگر جہلا کے گروپ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو شعور سے خالی ہے وہ جہلا کے زمرے میں آتا ہے۔ یہ نام نہاد دانشور اور تجزیہ کار ایک طرف تو مالی میں مذہبی تشخص کی موجودگی اور پسندیدگی کی حقیقت کو تسلیم کرتے نظر آتے ہیں اور مالی میں شریعت کے نفاذ میں اسلامی تشخص کی موجودگی کی گواہی بھی دیتے ہیں، تو دوسری طرف اسلامی احکامات اور تعزیرات کا بھی کھلے عام مذاق اور جبری سزاؤں سے اس کو تعبیر کر رہے ہیں۔ سمجھ سے بالاتر ہے کہ یہ کس قبیل کے لوگ ہیں اور کیا کہنا چاہتے ہیں؟

ان عقل رکھنے والے بے شعوروں کو افغانستان کے وہ بوسیدہ حال ولباس فقیر منش اللہ کے مقرب بندے بھول چکے ہیں جنہوں نے اس سیکولر دماغوں کے عالم پناہ امریکہ کو اپنی اسی سادگی اور فقر میں اللہ رب العزت کے حکم سے ہزیمت انگیز شکست سے دوچار کیا۔ ان مادہ پرست، دانش فروشوں، پر یہ حکم الٰہی صادق آتا ہے: وَمَن كَانَ فِي هَـٰذِهِۦٓ أَعۡمَىٰ فَهُوَ فِي ٱلۡأٓخِرَةِ أَعۡمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلٗا (بنی اسرائیل ، ۷۲) "اور جو کوئی اس دنیا میں اندھا بن کر رہا تو پس وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے اور راستہ پانے میں اندھوں سے بھی زیادہ ناکام"

یہ حاملینِ عقل وخرد مگر شعور میں "غافلین" میں شمار تجزیہ کار امریکہ اور اس کے ۱۵۰ اتحادیوں کی جدید ترین لاؤ لشکر سے لیس ۱۲ برس پر مشتمل ذلت ورسوائی کی داستان الم کو کھلی آنکھوں سے دیکھ کر بھی جاننے سے قاصر ہیں۔ یہ اللہ کے منکر، اللہ کی کبریائی کو کیا جانیں؟ یہ تو ظاہری آنکھ سے دیکھنے والے

صرف ظاہری طاقت پر نظر رکھتے ہیں ۔۔۔یہ اللہ کے دین کی سربلندی اور عظمت ورفعت کو کیا سمجھیں گے ؟صلیبیوں کے طریقہ تعلیم پر ''علم ''کی منازل طے کرنے والے صلیبیوں کے پجاری ،مغربی تقلید کے پیروکار قلم کار، کیا جانیں کہ بندہ مومن اللہ جل شانہ کی کن کن رحمتوں کے عظیم سائے میں فتح ونصرت کے علم بلند کرتا ہے۔ہر دور میں فراعنہ وقت کو اپنی قوت و شوکت پر بہت ناز ہوتا ہے مگر یہ غرور ہر بار ہی پیوندِ خاک غرق ونابود ہوتا ہے ۔مگر یہ کچھ بھی شعور نہیں رکھتے۔۔۔یہ پھر بھی وہی کلام کرینگے جو ان کے صلیبی آقا مناسب جانیں گے۔

کامیابی کا پیمانہ کیا ہے وہ اس مومن وصالح مجاہد کے الفاظ سے عیاں ہے جو مالی کے جہاد میں شریک ہے اور جسکا نام ابو محمد عطیۃ اللہ ہے:

''یہاں موجود مجاہدین کامیابی یا شہادت چاہتے ہیں اور یہ دونوں اچھائیوں میں سے ایک ہے ،ہم نے دنیا میں جو کچھ تھا وہ سب ان کے لیے چھوڑ دیا ہے اور اب یہ سب کیوں اس مبارک امارت کو ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں ؟کیا اس کا گناہ صرف اتنا ہے کہ یہ شریعت کا نفاذ چاہتی ہے ؟مسلمانوں پر یہ جنگ کیوں مسلط کی گئی ؟ہمارا دشمن کیا کرلے گا؟ہمیں قتل کیا جاتا ہے تو ہم شہید ہیں،اگر ہم گرفتار ہوگئے تو یہ ہماری سیاحت ہے ،اگر زندہ رہے تو جہاد کرتے ہوئے ہم غالب ہیں۔ان شاءاللہ ''حدود دانش کے لوگ اپنی دانش کے گھوڑے دوڑاتے ہیں اور پیش گوئیاں بھی کرتے ہیں اس سب سے قطع نظر ،وقت ،حالات اور واقعات کی ڈور اللہ واحد وقہار کے ہاتھ میں ہے ،اسی کی تدبیر اور اسی کی حکمت پر اگلا نقشہ اس کرہ ارض پر وقوع پذیر ہو گا۔

بقیہ چیدہ چیدہ

اس کمیٹی میں ایک مشہور کالم نگار انصار عباسی کے بقول پانچ ان خواتین کو شامل کیا گیا جن میں سے ہر ایک کسی غیر اخلاقی کاموں میں ملوث تھی ،ایک کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ ایئر پورٹ پر اس حالت میں پکڑی گئی کہ اس کے پاس شراب کی بوتلیں تھی۔آپ سوچیئے کہ ایسی کمیٹی فحاشی پر کیا قابو پالینگے !!!!

جب بات چلی تو صحافت کیساتھ سیاست کا بھی ذکر ہونا چاہئے ،سیاستدان اور انکی رنگارنگی سے تو ہر پاکستانی کسی حد تک باخبر ہے ،کیونکہ سیاستدانوں کی فحاشی ،عریانی اور بے حیائی پر تو مستقل مصنفات تحریر ہوئی ہیں۔گزشتہ دنوں مسلم لیگ قاف ثقافتی ونگ نے ایک ''ثقافتی میلہ '' کیا جس میں رقص وسرور و۔۔۔۔کی خوب نمائش کی گئی۔

بقیہ خبر نماازصفحہ ۴۴

ایک برطانوی ادارے ''برٹش کونسل '' نے اپنے ایک سروے میں کہا ہے کہ پاکستانی نوجوانوں کے ۹۴ فیصد نے جمہوریت کو مسترد کیا اور اس کی جگہ شریعت کا مطالبہ کیا ہے۔

پرویز مشرف نے اپنے ایک انٹرویو میں کہا کہ میں نے ڈرون حملوں کی اجازت دی تھی ،لیکن ساتھ یہ شرط لگائی تھی کہ ہدف اس وقت نشانہ بنایا جائے جب وہ اکیلا ہو تاکہ دوسرلوگوں کو نقصان نہ پہنچے۔

امن اور اقتصاد

مولانا گل محمد صاحب باجوڑی

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علیٰ سید الأنبیاء والمرسلین محمد والہ وأصحابہ أجمعین ،أمابعد : فأعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ''فلیعبدوا رب ھذاالبیت الذی أطعمھم من جوع وأمنھم من خوف '' (قریش)

ہر انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کو امن میسر آئے اور اس کا اقتصاد برابر ہو، چنانچہ اس کی حصول کیلئے وہ مختلف منصوبے اور تدابیر اختیار کرتا ہے اور طرح طرح کے اسباب بروئے کار لاتا ہے ، لیکن اکثر لوگ اس کے حصول میں کامیاب نہیں ہوپاتے کیونکہ وہ اسباب میں مادیات کو استعمال کرتے ہیں یعنی زوروطاقت ،فوج، پولیس،توپخانہ ،راکٹ، ٹینک ،اور جہاز تک استعمال کرتے ہیں، مگر امن پھر بھی نہیں لاسکتے تو جب تمام عالم کے سامنے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئ کہ ظاہری دنیاوی اسباب کے ذریعے امن قائم ہونااور اقتصاد کابہتر ہونا ممکن نہیں توچاہئے کہ لوگ اس کے حصول کیلئے وہ راہ اپنالیں جواللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن میں اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی احادیث مبارکہ میں بیان کیاہے، ذیل میں اسی سلسلے کے چند مباحث بیان کئے جارہے ہیں:

۱۔امن کا معنٰی اور مقصد

امن کامطلب یہ ہے کہ بندہ اس پر مطمئن ہو کہ اسے اچھی زندگی ملی ہے اوراس کے جان مال، دین ومذہب، عزت وآبرو سب محفوظ ہیں اور اسے اپنے دین پر چلنے اور عمل پیرا ہونے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے یہ امن کی پہلی قسم ہے اس قسم کوامن دنیوی سے تعبیر کرتے ہیں۔ دوسری قسم امن اخروی ہے اوروہ یہ ہے کہ انسان آخرت کے عذاب سے بچ کر فلاح سرمدی اور نعیم ابدی کا مستحق بنے،وقلیل ماھم۔

۲۔امن کے فوائد اور بدامنی کے نقصانات

جب کسی خطے میں امن ہوتووہاں کے لوگ خوشحال ہوتے ہیں، ہر طرف خوشی ہی خوشی ہوتی ہے ، خوشی کے پھول کھلنے لگتے ہیں ،ہر ذی روح خوش نظر آتا ہے ،اور جس خطے کا امن خراب ہو تووہاں ہر طرف بے چینی ،افراتفری ،قتل وغارت ،چوری، ڈاکے کابازار گرم ہوتاہے۔لوگوں کے کاروبار متاثر ہوتے ہیں فضا میں تعفن اور آلودگی ہوتی ہے ذی روح توکیا بے جان چیزیں بھی اس بد امنی کا شکار ہوتی ہیں ۔خوشی،امن وراحت اور چین وسکون کانام تک نہیں ہوتا۔

۳۔امن واقتصاد اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتیں ہیں

یوں تو انسان پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اتنی زیادہ ہیں کہ اس کو گننا یااس کااندازہ کرنا انسانی قدرت سے بالاتر ہے حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے: وَإِن تَعُدُّواْ نِعْمَتَ اللہِ لاَ تُحْصُوہا ۔۔۔الأیۃ ترجمہ :اور اگر اللہ کے احسان گننے لگو تو شمار نہ کر سکو (سورہ ابراہیم :۳۴) تاہم ان نعمتوں میں سے امن واقتصاد بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قریش پر اپنی انعامات کا ذکر کرتے ہوئے امن واقتصاد کاذکر کیاہے ،سورہ قریش ایت نمبر میں ہے :{الَّذِیْ أَطْعَمَہُم مِّن جُوعٍ وَآمَنَہُم مِّنْ خَوْفٍ }ترجمہ: جس نے ان کو بھوک میں کھانا کھلایااور خوف سے امن بخشا۔(سورہ قریش ایت ۴)

اسی طرح اللہ تعالیٰ قوم سبا پر اپنی نعمتوں کے سلسلے میں بیان فرماتے ہیں {لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِيْ مَسْكَنِہِمْ آيَۃٌ جَنَّتَانِ عَن يَمِيْنٍ وَشِمَالٍ ۔۔۔الأیۃ }ترجمہ :(اہلِ) سبا کیلئے اُن کے مقامِ بود وباش میں ایک نشانی تھی (یعنی) دو باغ (ایک) داہنی طرف اور (ایک) بائیں طرف۔(سورہ سبا آیت نمبر:۱۴)اس ایت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمت یعنی ان کو بہتر اقتصاد عطاکرنے کا ذکر کیاہے ایک اور ایت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کوپر امن ماحول عطاکرنے کا ذکر کیاہے چنانچہ ارشاد گرامی ہے : {سِیْرُوا

فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّاماً آمِنِينَ }رات دن بے خوف وخطر چلتے رہو۔(سورہ سبا آیت نمبر:۱۸)

۴۔مختلف وجوہات سے امن اور اقتصاد کی اہمیت

پہلے ہم یہ بات بیان کر چکے ہیں کہ تمام انسان امن اور اقتصاد کی بحالی چاہتے ہیں، خصوصاً امن کے لئے ،کیونکہ اقتصاد کا بھی زیادہ تعلق امن کیساتھ ہوتا ہے ،اور یہ اقتصاد سے بھی زیادہ ضروری ہے ،کیونکہ ہر انسان چاہتا ہے کہ وہ کسی ایسی جگہ میں زندگی گذارے جہاں امن ہو ،سکون ہو اور بدامنی نہ ہو اور یہ صرف انسان کی نہیں؛بلکہ دیگر زندہ سر بھی یہی خواہش رکھتے ہیں کہ وہ پرامن زندگی گزارے اور خطرات سے محفوظ ہوں اور ہر چیز اپنے بچاؤ اور حفاظت کے لئے کچھ نہ کچھ اختیار کرتا ہی ہے ،سو اگر یہ حق تمام جانداروں کو حاصل ہے تو کیا ہم بشری حقوق سے قطع نظر ایک جاندار ہونے کی حیثیت سے بھی اپنے دفاع کا حق محفوظ نہیں رکھتے ،کیونکہ ہر کوئی جانتا ہے کہ ہم جو جنگ لڑرہے ہیں وہ ایک دفاعی جنگ ہے ،اپنے دین کی دفاع کے لئے ،اسلام کی دفاع کے لئے، قرآن کی حفاظت کے لئے ،اپنے دینی اقدار کی دفاع کی جنگ ،اپنے اعراض کی دفاع کی جنگ اور پنے اموال اور حقوق کی لڑرہے ہیں، لہٰذا ہم یہ حق بہر حال محفوظ رکھتے ہیں۔

امن اور اقتصاد کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام نے دعائیں مانگی ہیں جیسے کہ قرآن پاک میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا نقل کہ ہے {رب اجعل هذا بلداً آمناً ورزُق اہلہ ُ من الثمراتِ }(البقرہ،۷۶)یعنی اے پروردگار اس شہر کو امن کا گہوارہ بنادے اور اسکے باشندگان کو میوہ جات عطا فرما۔اسی طرح نبی کریم ﷺ نے مدینہ طیبہ میں امن وامان کے لئے دعائیں کی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے انتہائی درجہ کی تاکید کیساتھ امن کی اہمیت بیان کی ہے جیسا کہ ایک جگہ منقول ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''من بات أمناً فی---معافیً فی بدنہ عندہ ُ قوتُ یومِہ فکأنما حیزت لہ ُالدنیابحذافیرھا'' کہ جو شخص امن وامان کیساتھ اپنے وطن میں ایک رات گزارے تو گویا کہ اسے پوری دنیا دی گئی۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ''المسلم من سلم المسلمون ِ من لسانہ ویدہ والمومن ُ من امنہ الناس ُ علیٰ دمائھم و اموالھم ''(الترمذی ،والنسائی ،مشکوٰۃ)یعنی حقیقی مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے اور مسلمان محفوظ ہوں،اور حقیقی مومن وہ ہے جسے لوگ اپنے جان اور اموال کے بارے میں امین سمجھے۔

قرآن وسنت میں کسی مسلمان کے قتل پر سخت عذاب کی وعیدیں بیان کی گئی ہیں،اور یہ تمام اس لئے کہ دنیا میں امن وامان ہو اور مسلمان کی جان ومال محفوظ ہو۔

شریعتِ اسلامیہ نے حدود وقصاص اور تعزیرات مقرر کی ہیں،اور ان میں فلسفہ یہ ہے کہ دنیا میں ان وامان ہو۔لوگوں کے اموال اعراض اور اذہان مفسد اشیاء سے محفوظ رہیں۔

۵۔امن اور اقتصاد کی بحالی کے اسباب

پوری دنیا امن واقتصاد کی بہتری چاہتی ہے، لیکن امن اور اقتصاد کے اسباب سمجھنے میں غلطی کرتے ہیں ،اللہ جل شانہ اور رسول کریم ﷺ نے امن کے کچھ اسباب ذکر فرمائے ہیں۔

ارشاد ربّانی ہے {الذین آمنو ا ولم یلبسو ا ایمانھم اوُلئک لھم الامن ُ وھم مھتدون}(سورۃ الانعام ،۸۲)۔اس آیت کریمہ میں امن کے دو سبب ذکر کئے گئے ہیں (۱)ایمان(۲)شرک سے اجتناب۔ جبکہ سورۃ نور میں امن کے تین اسباب ذکر کئے گئے ہیں(۱)ایمان(۲) عملِ صالح (۳)ایک اللہ کی اطاعت کرنا

اسی طرح باری تعالیٰ نے اقتصاد کے اسباب بھی ذکر فرمائے ہیں جیسے کہ ارشاد ہے{ولو انھم اَقامو التوٰرۃ والانجیل َ وما اُنز ِلَ الیھم من رّبھم لاکلوا من فوقھم ومن تحتِ اَرجُلھم }(سورۃ المائدہ ،۶۶)ترجمہ:اگر یہ لوگ تورات انجیل اور اس کتاب پر عمل کریں جو انکی طرف بھیجی گئی ہے تو یقینایہ لوگ رزق پائینگے اپنے اوپر کی جانب سے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے بھی۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اقتصاد کا ایک سبب ذکر فرمایاہے یعنی اللہ تعالیٰ کی کتاب پر عمل کرنا،ایک دوسری آیتِ کریمہ میں ارشاد ہے {ولو اَن ٓاھل القُرٰی آمنو ا واتّقو ا لفتحنا علیھم برکات ٍ من السماء والارض }(سورہ اعراف،۹۶)ترجمہ :اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور تقوٰی اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اورزمین کی طرف سے اپنی برکتیں نازل کر لیتے۔اس آیت کریمہ میں اقتصاد کی دو علّتیں ذکر کی گئی ہیں (۱)ایمان(۲)تقوٰی

سورہ نور میں بھی اقتصاد کی بہتری کا ایک سبب ذکر کیا گیاہے اور وہ ہے استغفار،جس سے اقتصاد میں بہتری آتی ہے۔

انصاف اور شرعی نظام میں جانوروں کے لئے بھی امن ہے

شرعی نظام میں جس طرح انسانوں کو امن وامان حاصل ہوتا ہے ،اسی جانور اور دیگر چرند وپرند بھی اس نظام کے برکات سے محروم نہیں ہوتے ،تاریخ کی کتابوں میں محمد بن عیینہ چرواہے کا قصہ نقل ہے ۔یہ شخص عمر بن عبد العزیز کے زمانے میں بھیڑ بکریاں چراتا تھا،اور تمام مویشی جنگلی جانوروں کے ساتھ اکٹھے چرتے تھے ،ایک دن کسی بھیڑیے نے ایک بھیڑ پر حملہ کردیا ،اس پر موسیٰ بن ایمن نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا،اور دل میں خیال آیا کہ شاید وہ نیک انسان وفات پاچکا ہے جس کا دور امن کا دور تھا،بعد میں جب اس نے حساب کرکے معلوم کیا تو واقعی اسی دن عمر بن عبدلعزیز رحمہ اللہ کی وفات ہوچکی تھی۔(البدایہ والنھایہ)

جب مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا تو اس وقت چونکہ اسلامی نظام ، عدل وانصاف کا دور دورہ ہوگا اس وجہ سے پوری دنیامیں امن وامان ہوگا،اور طرف رزق کی فراوانی ہوگی اوراتنی عیش عشرت ہوگی کہ جولوگ اس وقت زندہ ہونگے وہ یہ خواہش ظاہر کرینگے کہ کاش!ہمارے جو آباؤ اجداد پہلے وفات پاچکے ہیں وہ آج زندہ ہوتیں ،ایک حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ ‘‘فیملأ بہ الارض ُ قسطاً و عدلاً ’’یعنی زمین عدل وانصاف سے بھر دی جائیگی اور ایک روایت میں اس طرح کے الفاظ ہیں ‘‘فیرضی عنہ ساکن الارض و ساکن السماءِ ’’کہ زمیں و آسمان کے ساکنین ان سے راضی ہونگے۔(رواہ الحاکم وقال صحیح مشکوٰۃ جلد ،۲ صفحہ ۴۷۱)

اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بھی امن واقتصاد کی حالت بہت اچھی ہوگی ،اور اللہ تعالیٰ بہت برکتیں نازل فرمائینگے ،اور انسانوں کے دلوں سے بغض وعداوت نکل جائیگی ، صحیح مسلم کی کتاب الفتن میں ایک روایت ہے ‘‘لیس بین اثنین عداوۃ’’یعنی لوگوں کی آپس میں بغض وعداوت ختم ہوجائیگی۔جبکہ بخاری شریف اور مسند احمد میں ایک روایت اس طرح بھی ہے کہ جو زہریلے جاندار ہونگے ان کے زہر کی خاصیت ختم ہو جائیگی ،سانپ ،بچھو وغیرہ لوگوں کو ڈسنا چھوڑدیں گے چھوٹا بچہ بڑے سانپ کیساتھ کھیلے گا،چھوٹی بچی شیر کو نقصان پہنچا سکے گی اوروہ اس کو نقصان نہیں پہنچاسکے گا،بھیڑیا بھیڑ ، بکریوں کوکوئی نقصان نہیں پہنچائے گا،روئے زمین پر ایک اللہ کی عبادت ہوگی، جنگیں ختم ہوجائیں گی ، پھلوں میں اتنی برکت ہوگی کہ انار کے ایک دانے سے پوری جماعت کھائے گی ،اوراس کے چھلکے تلے ان کو سایہ ملے گا،دودھ میں برکت ہوگی ایک اونٹنی کادودھ کئی جماعتوں کیلئے کافی ہوگا،اسی طرح

ایک گائے کا دودھ پورے قبیلے کیلئے کافی ہو گا ، ایک بھیڑ کا دودھ ایک خاندان کیلئے کافی ہو گا ، اموال میں اتنی برکت ہو گی کہ کوئی صدقہ لینے والا نہیں بچے گا۔

برکات نازل ہونے کے اسباب

ان برکات کے نازل ہونے کی وجہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے یہ بیان کی ہے کہ :وماذلک الا ببرکۃ تنفیذ شریعۃ محمد ﷺ فکلما أقیم العدل کثرت البرکات والخیر(ابن کثیر صفحہ :۶۹۳ ،جلد :۳)

ترجمہ :"یہ سب کچھ محمد ﷺ کی شریعت نافذ کرنے کی برکت سے ہو گا، کیونکہ جب زمین میں عدل قائم ہوتا ہے تو خیر وبرکت بڑھ جاتی ہے۔"

حاصل یہ کہ یہ تمام برکتیں اور رحمتیں جو نازل ہو نگی یہ نتیجہ ہو گا نفاذ شریعتِ محمدی کا، کہ پوری دنیا میں امن وامان ہو گا اور فیصلے شریعت کے مطابق ہونگے ، کفری نظاموں کا خاتمہ ہو چکا ہو گا اور صرف اور صرف ایک ہی اسلامی نظام دنیا میں متعارف ہو گا ، امریکہ اور برطانیہ اور دیگر کفار ملکوں کی اجارہ داری ختم ہو چکی ہو گی۔

امن اور اقتصاد کے لئے مضر امور

اللہ جل شانہ تعالیٰ نے امن اور اقتصاد کے لئے مضر اشیاء بھی جگہ جگہ بیان کی ہیں ، جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے {وَضَرَبَ اللهُ مَثَلاً قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَداً مِّن كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللهِ فَأَذَاقَهَا اللهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُواْ يَصْنَعُونَ}(سورۃ نحل ،۱۱۲)ترجمہ :۔ اور اللہ ایک بستی کی مثال بیان فرماتا ہے کہ (ہر طرح) امن چین سے بستی تھی ہر طرف سے رزق بافراغت چلا آتا تھا مگر ان لوگوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ نے ان کے اعمال کے سبب ان کو بھوک اور خوف کا لباس پہنا کر (ناشکری کا) مزہ چکھا دیا۔ اس آیت کریمہ میں یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری ہے تو پھر بجائے امن کے خوف اور فراخی رزق کے بدلے انہیں تنگی میں مبتلاء کیے گئے۔

سو اس آیت میں اقتصاد اور امن کی بربادی کا ایک سبب ذکر کیا گیا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی ناشکری ہے۔ قرآن کریم نے قوم سبا کے واقعات بھی جزوی طور پر ذکر کی ہیں ، اور انکی شادابی و سیرابی کے ایام کا مختصر تذکرہ کیا ہے اور پھر انکی ناشکری اور اعراض کو اقوام عالم کے لئے بطور عبرت کے ذکر کیا ہے، قرآن انکی ہلاکت کے اسباب کو ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہے {فاعرضو} کہ انہوں نے اعراض کیا یعنی رسولوں کی بات ماننے سے انکار کیا{فقا لوا ربّنا باعد بین اسفارنا }انہوں نے کہا کہ ہمارے ان اسفار کو دور کر کہ ہمیں تھکاوٹ محسوس ہو۔

خلاصۂ کلام یہ کہ امن کی بحالی اور اقتصاد کی بہتری کا دار و مدار شریعت کے عملی نفاذ پر ہے کہ جب انصاف ارزاں ہو اور تمام فیصلے شریعت کے مطابق ہوں تو پھر اللہ تعالیٰ زمین والوں کی مشکلات کو ختم فرما دیتے ہیں اور انکی مصیبتیں دور فرماتے ہیں۔

خبر نما

طاہر القادری کی سیکورٹی پر ماہانہ بیس لاکھ روپے خرچ ہوتے ہیں۔

وزیر اعظم کا دورہ برطانیہ، تمام شرکاء نے خوب مے نوشی کی، موصوف کے رشتہ داروں کا فوج ظفر موج نے ایک مہنگے ہوٹل میں دو درجن کے قریب کمرے بک کئے، اس سے پہلے تمام رشتہ داروں نے سرکاری خرچ پر لندن کے مہنگے شاپنگ سنٹرز میں خوب الے تللے کئے۔

مسئلہ کشمیر کا حل الطاف حسین کے پاس ہے۔ فاروق ستار

زرداری نے لاہور میں نیا محل تعمیر کیا، لاگت چھ ارب روپے بتائی جاتی ہے۔ نام وہی پرانا بلاول ہاؤس ہے، لاہور میں آنے جانے کے لئے ہیلی کاپٹر استعمال ہوتی ہے۔

الیکشن کمیشن آف پاکستان نے مذہب کے نام پر ووٹ مانگنے پر پابندی عائد، (یہ ہے حقیقی جمہوریت)

وزیر اعلیٰ خیبر پختونخوا فدائی حملے میں بال بال بچ گئے۔

اے۔ این۔ پی پانچ سال تک امریکہ کی دم چھلا بنی رہی۔ منور حسن

(CITY BANK) پاکستان میں کام کرنے والی امریکی سٹی بینک

نے اپنے پندرہ میں سے بارہ شاخوں کو سیکورٹی اور کم منافع جیسے وجوہات کی وجہ سے بند کیا HSBS ہے۔ واضح رہے کہ اس سے پہلے بھی رویال بینک آف اسکاٹ لینڈ اور بینک نے کام بند کیا تھا، بینک آف اسکاٹ لینڈ کے پاکستان میں کل ۷۹ شاخیں تھیں۔ چونکہ ملک میں سیکورٹی خدشات کی وجہ سے بیرونی سرمایہ کار پاکستان میں سرمایہ کاری کرنے سے احتراز کرتے ہیں۔

ارکان پارلیمنٹ میں سے ۲۹۳افراد کے تعلیمی اسناد جعلی ہیں۔

الحمرا ہال ۲ میں منعقدہ ایک ٹیبلیو میں ایک پولیس افسر سٹیج پر نمودار ہوا اور ہال میں موجود بچوں سے پوچھا، ملک میں سب سے بڑا ڈاکو کون ہے؟ اس پر تمام بچوں نے یک زبان ہو کر بیساختہ کہا، زرداری، زرداری۔ واضح رہے کہ ان بچوں کیساتھ کوئی بڑا نہیں تھا اور نہ یہ جواب پہلے سے انہیں سمجھایا گیا تھا۔

پاکستانی فوجیوں سے بھری ایک بس گہری کھائی میں گر گئی، ۲۴ فوجی ہلاک، ٦ زخمی، یہ فوجی سوات میں مجاہدین کے خلاف کاروائیوں میں مصروف تھے۔

تین فوجیوں پر برفانی تودہ گرنے سے ہلاک ہو گئے۔

کامرہ میں تباہ ہونے والے اواکس طیارے کی مالیت ۲۵ ارب روپے تھی۔

شیخ محمدی گرڈ اسٹیشن میں (۸۰) کروڑ روپے کا نقصان ہوا۔

پرویز مشرف کا نام ای۔ سی۔ یو میں شامل کر لیا گیا۔

اقوام متحدہ کے ادارہ برائے انسانی وسائل نے رپورٹ دی ہے کہ پاکستان صحت اور تعلیم کے شعبے میں افریقی ملک کانگو سے بھی پیچھے ہے۔

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کے اردو کے نصاب سے سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں مضامین نکال لئے گئے۔

صوبہ بلوچستان کے سابق وزیر اعلیٰ نواب اسلم رئیسانی نے کہا ہے کہ اس ملک میں سیاست کرنے سے نسوار بیچنا بہتر ہے۔

اپریل کو نیویارک میں ڈرون حملوں کے خلاف مظاہرہ ہوا۔

اے۔ این۔ پی سے تعلق رکھنے والے سابق صوبائی وزیر عاقل شاہ جعلی ڈگری استعمال کرنے کے جرم میں گرفتار، ایک سال قید سزا۔

امریکی اخبار نیویارک ٹائمز نے ایک صحافی کے کتاب کا حوالہ دیکر کہا ہے کہ ڈرون حملے ۲۰۰۴ء میں پاکستانی فوج کی مرضی اور مشورے سے شروع ہوئے تھے۔ (بقیہ صفحہ 39 پر)

مجھے جہاد نے یوں سکھایا۔۔۔۔

زیر نظر مضمون امام شہید عبداللہ عزام رحمہ اللہ کے مضمون ھکذا علمني الجهاد کا اردو ترجمہ ہے جو مفتی ابوذر عزام حفظہ اللہ نے ترتیب دیا ہے، بعض کردار ایسے ہیں جو جہاد کی راہ سے اللہ نے نکال باہر کیے ہیں (نعوذ باللہ) لہٰذا ان کے نام حذف کیے ہیں۔

الحمد للہ والصلوٰۃ علیٰ رسول اللہ امابعد :

ہر سمجھدار شخص کو پتہ ہے کہ افغانستان کا اسلامی جہاد ایک ایسا مدرسہ ہے جہاں پوری دنیائے اسلام سے لوگ آ آ کر جہاد سیکھ رہے ہیں اس چشمے سے سیراب ہونے کی سعادت اللہ نے مجھے بھی نصیب کی اب جب کہ مجھے اس جہاد میں چھ سال ہو چکے ہیں کہ یہ عظیم سعادت مجھے حاصل ہے چند موٹی موٹی باتیں لکھ دیتاہوں جو افغانستان و فلسطین میں مجھے معلوم ہوئیں۔

پہلی بات

تقدیر و قضا کا عقیدہ جیسے میدان جہاد میں انسانی طبیعت پر واضح ہو تا ہے ایسا اور کہیں نہیں ہو تا اللہ پر توکل و بھروسہ کا عقیدہ جس طرح میدانِ کارزار میں زندہ ہو تا دکھائی دیتاہے اس طرح اور کہیں نہیں ہو تا، خاص طور پر رزق اور موت جو انسانی زندگی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں جس کا تذکرہ قرآن کریم میں یوں آیا ہے " وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَن تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ ٱللَّهِ كِتَـٰبًا مُّؤَجَّلًا ۗ " (آلِ عمران ۱۴۴) یعنی موت اللہ کی مقررہ وقت پر ہی آئے گی، اوروفی السماء رزقكم وما تو عدون اور تمہارا ارزق اوروہ چیزیں جس کا وعدہ کیا جاتا ہے آسمان میں ہیں۔ (الذاریات ۲۲) لوگوں کاعقیدہ یہ رکھنا کہ رزق اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے توحید ربوبیت ہے جسے توحید علمی بھی کہا جا تا ہے لیکن توحید ربوبیت سے توحید الوہیت (عملی توحید) کا طویل سفر جہاد کے میدان میں پورا ہو تا ہے، الفاظ اعمال میں بدل جاتے ہیں پھر ایسا توکل سامنے آتا ہے کہ جان ومال خطرے میں پڑ جائے تب بھی کمزوری دکھائی نہیں دیتی، اس وقت بندہ مؤمن ایک ایسے بلند وبالا پہاڑ کی مانند نظر آتا ہے کہ پوری روئے زمین دہل جائے تو بھی وہ غیر متزلزل حوصلے اور عزم سے کام لیتاہے۔

ہم نے جہاد افغانستان میں ایسے قابل عمل نمونے دیکھے ہیں کہ موت کو گلے لگانے کیلئے مقابلے کیا کرتے اور جنگ میں سے روک دیا جائے تو رو یا کرتے تھے ، صفی اللہ افضل جو معرکہ ئے جہاد میں آٹھ سال تک ہر وقت صفِ اول میں رہے ساتھیوں نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ کو موت سے ڈر نہیں لگتا تو انہوں نے کہا؛ کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں ہے کہ یعنی جب موت کا وقت آ جائے تو ایک لحظہ بھی آگے پیچھے نہیں ہو تا۔۔۔

فریاب کے قوماندان سید علاء الدین کہا کرتے تھے " جنگ نیست خواب نمیشود "یعنی جنگ نہیں تو نیند نہیں آتی۔۔۔۔۔

عزمی شاعر کہتاہے کہ "میرے کانوں کو تلوار کی جھنکار بھلی معلوم ہوتی ہے اور خون کی بہتی نالیوں سے میری طبیعت خوش ہوتی ہے"۔

رزق کے معاملے میں افغانوں کے توکل کو دیکھ کر آپ کو حیرت ہو گی، ایک دفعہ سیاف نے مجھ سے کہا کہ " بعض مورچوں کے انتظامات رسد وخوراک کے نظام کو مرتب کرلینے کیلئے سوچنے بیٹھتاہوں تو حیران رہ جاتاہوں اور بعض مشکلات کو حل نہیں کرپاتا تو رب العالمین کے حوالے کردیتاہوں کہ وہی منظم کرے گا وہی سنبھالے گا اللہ پر بھروسے اور توکل کا جو عقیدہ جہادِ افغانستان نے بنایا امریکہ اسے مسلمانوں کے دلوں سے متزلزل کرنا چاہتاہے۔

سب سے بڑی گمراہی

داعیوں کی زندگیوں میں جو سب سے بڑی گرہ ہوئی وہ خوف کی گرہ ہوتی ہے ۔رزق اور موت کا خوف اگر یہ گرہ کھل گئی تو تمام گرہیں کھل جاتی ہیں، اس زمانے میں خفیہ اداروں کی گرہ ایسی ہے جس نے دعوت اور حرکت کو خفیہ

اشارات اور حل نہ ہونے والی پہیلیوں میں بدل کر رکھ دیا ہے اس لیے کہ خفیہ اداروں کی سرگرمیوں نے داعیوں کی نیندیں حرام کر ڈالی ہیں یہ وہ رزق اور موت کا خوف ہے جبکہ جہاد ان تمام گرہوں سے آزادی کا نام ہے الحمد للہ اللہ نے ہم پر یہ احسان کیا ہے کہ ہمیں ان گرہوں سے آزاد کر دیا ہے ------جب کوئی یہ کہتا ہے کہ فلاں آدمی خفیہ ادارے کا اہلکار ہے تو مجھے یںا معلوم ہوتا ہے جیسے کہہ رہا ہوں: ابو تمام شاعر نے معتصم بادشاہ کی تعریف کی ہو یعنی کوئی اہمیت اندیشہ یا کوئی خوف ہمارے دلوں میں پیدا ہی نہیں ہوتا -----

دوسری بات

عزت، جہاد نے مجھے یہ سکھایا ہے کہ مسلمان دنیا کی سب سے زیادہ عزت مند مخلوق ہے اگر وہ مجاہد ہو! کیونکہ انسان کے پاس سب سے قیمتی چیز اس کی روح ہے اور وہ اسے ہر روز ہتھیلیوں پر لیے خطروں میں کود پڑتا ہے تا کہ اللہ کو حوالے کر دے، ایسے انسان کیلئے کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنا سر یا گردن کسی انسان کے سامنے جھکائے، اللہ نے سچ فرمایا" ولا تهنوولا تهزنو انتم الأ علون وان كنتم مؤمنين " اور سستی نہ کرو اور غم مت کرو اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم ایمان والے ہو۔"(ال عمران ۱۳۹ (

عزمی شاعر کہتا ہے:" عزت گھوڑے کی پیٹھ پر سواری میں ہے اور راتوں کو چلنے اور جاگنے کا نتیجہ عزت و شرافت ہے۔"

عزت کا سبق مجھے ایک افغانی بوڑھے نے ناصر باغ کیمپ میں سکھایا ہے ---جب امریکی صدر نیکسن اس سے مصافحہ کرنے آگے بڑھا تو اس نے کہا کہ میں اس سے ہاتھ نہیں ملاتا۔ اگرچہ امریکہ کا صدر ہی کیوں نہ ہو! کیونکہ کافر ہے۔

اور یہ سبق مجھے (-----) نے سکھایا---جب امریکی صدر ریگن نے ان سے ملاقات کی درخواست کی تو (----) نے انکار کر دیا۔-

تیسری بات

دنیا کی بے وقعتی مجاہد کی نظر میں جیسے کہ صحیح حدیث میں آتا ہے کہ "اگر دنیا کی حیثیت اللہ کے ہاں مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو اللہ تعالیٰ کافر کو پانی کا ایک گھونٹ تک نہ دیتے۔ " یہ بات مجھے مجاہد کی فطرت اور طبیعت کے عین موافق ہے یا کہ وہ اسلام کے کوہان یعنی چوٹی پر (جہاد) بیٹھا ہوا ہے اور دھندلی دکھائی دیتی ہیں-----

(----) نے ایک حاکم کے بیٹے کو کہا "تمہارے باپ کے تخت کی مانند سو تخت میں جہاد میں گزرے ایک لمحہ کے برابر نہیں سمجھتا۔

چوتھی بات

میں نے یہاں یہ سکھایا ہے کہ حقیقی زندگی تو جہاد اور مجاہد کی زندگی ہے، اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ میری عمر اس وقت سات سال ہے جو میں نے جہاد میں گزاری ہے چھ سال افغانستان میں اور ایک سال چند ماہ فلسطین میں۔

بعض مفسرین کی رائے بھی سورۃ الانفال کی آیت میں اسی طرح ہے "یا ايهاالذين أمنو استجيبو الله و للرسول اذدعا كم لما يحييكم" حیاۃ سے انہوں نے یہاں "جہاد" مراد لیا ہے۔

پانچویں بات

جہاد نے مجھے یہ سکھایا ہے کہ شجرِ اسلام خون سے سیراب ہوتا ہے، جب خون سوکھ جاتا ہے تو اسلام کی جڑیں سبھی سوکھ جاتی ہیں پھر یہ کمزور اور ناتواں ہو جاتا ہے۔

چھٹی بات

جہاد سے یہ بات مجھے یقینی طور پر معلوم ہوئی کہ جہاد اسلامی انقلاب کیلئے بے حد ضروری ہے اور اسلامی انقلابی تحریکیں جہاد کی آگ بھڑکانے اور قائدین جہاد کے حوصلوں کو طاقت دینے کیلئے انتہائی لازم ہے اور عوام کی حمایت جہادی تحریکوں کیلئے ضروری ہے تا کہ اس ایندھن کے ذریعے ہمارا جہاد جاری رہے، عوام جہاد کو جاری رکھنے کیلئے ایندھن کی حیثیت رکھتی ہے، اگر انقلابی تحریکیں جہاد نہ کریں تو آپس میں مشغول ہو کر ایک دوسرے کو کھا جائیں، ان

میں فتنے بڑھ جائیں گے پھر وہ ٹھوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائیں گے اس لیے کہ فراغت فرد اور معاشرے کیلئے ہلاکت ہے۔اسلامی تحریک پٹاخی کی طرح ہے جو ٹنوں بارود کو پچھاڑتی ہے، عوام بارودی مواد ہیں اسلامی تحریک خواہ کتنی ہی منظم اور اچھے اوصاف کی حامل کیوں نہ ہو ایک طویل مدتی جنگ نہیں کر سکتا ہے ایک چھوٹے سے ملک کے خلاف کیوں نہ ہو اچہ جائیکہ بڑے بڑے ملکوں کے سامنے سالہا سال کی ڈٹ جائیں۔جو تحریکیں عوام سے کٹ جائیں اس نے موت کا فیصلہ خود کر لیا ہے، اس نے اپنا گلا اپنے ہی ہاتھوں گھونٹ لیا ہے، جیسے ٹہنی درخت سے ٹوٹنے کے بعد چاہے کتنی ہی موٹی اور جاندار کیوں نہ ہو مرجھا جانا اس کا مقدر ہے۔

کسی بھی اسلامی تحریک کیلئے غیر جہادی سرگرمیوں کی بہتات و کثرت انتہائی نقصان دہ ثابت ہوتی ہیں، اس سے دلوں میں سختی اور جھگڑوں میں اضافہ ہو جا تا ہے۔

ساتویں بات

یہ دین اس وقت سمجھ میں آتا ہے جب اسے زمین میں نافذ کرنے کیلئے جہاد کیا جائے، جو لوگ کتابوں کے صفحات اور فقہی کتابوں کی روگردانی میں زندگی گزارتے ہیں وہ کبھی بھی اس دین کے فطرت کو نہیں سمجھ سکتے جب تک کہ اس دین کے غلبہ کیلئے جہاد نہ کریں، اس دین کے اسرار کو گھر بیٹھا فقیہ و مفتی نہیں سمجھ سکتا۔اس دین کی فطرت سے ناواقفیت کا انتہائی درجہ یہ ہے کہ یہ تصور کرے کہ وہ ٹھنڈے ٹھنڈے کاغذوں کی ورق گردانی دین کا فقہ و فہم حاصل کر سکتا ہے، دین کی سمجھ اس کے جامد سانچوں سے حاصل ہوتی، دین کی سمجھ تو بھرپور زندگی کے بہاؤ میں حاصل ہوتی ہے اور اس دین کیلئے حقیقی معنوں میں کوششیں کرنے سے حاصل ہوتی ہے پیدا ہے (سید قطب شہید فی ج۳) حضرت حسن بصریؒ، امام طبریؒ اور ابن عباسؓ سبھی اس طرح کے معنی منقول ہیں، سورۃ التوبۃ ۱۲۲ کے تحت فلولا نفر کل من فرقۃ وہ گروہ جو دین کی سمجھ حاصل کرتا ہے جہاد کیلئے نکلنے والا گرہ ہے یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کو جب کسی مسئلے میں مشکل پیش آتی وہ کہا کرتے تھے کہ اسے جہاد میں سنگر میں مصروف رہنے والوں کو پیش کرو نیز حقیقت بھی یہی ہے کہ حق و باطل کے درمیان فرق صرف متقیوں ہی کو نصیب ہوتی ہے صرف اللہ سے ڈرنے والے ہی حق و باطل کے درمیان فرق کر سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ " يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِن تَتَّقُواْ ٱللَّهَ يَجۡعَل لَّكُمۡ فُرۡقَانٗا وَيُكَفِّرۡ عَنكُمۡ سَيِّـَٔاتِكُمۡ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡۗ وَٱللَّهُ ذُو ٱلۡفَضۡلِ ٱلۡعَظِيمِ " یعنی اے مسلمانو! اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں حق و باطل کے درمیان تمیز کی صلاحیت عطا کرے گا۔(آیت ۲۹، انفال)

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ " ضروری ہے کہ جہادی معاملات میں ان علماء کی رائے کا اعتبار کیا جائے جو صحیح علم والے ہوں اور زمینی حقائق سے واقف ہو ں نہ کہ وہ علماء جن پر ظاہر نصوص میں تفکر غالب ہو پس ان کی رائے پر عمل نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی ان علماء کی رائے لی جائے گی جو زمینی حقائق اور دنیاوی معاملات سے واقف نہیں یعنی جہادی مسائل فقط مجاہد علماء ہی سے پو چھے جائیں۔

اس دین کے ساتھ تعلق ہی نے اسلامی معاشرے کو وجود بخشا اور اسلامی معاشرے نے زمینی حقائق کے مطابق کوششیں کر کے فقہ دین کی سمجھ کو وجود عطا کیا۔

آٹھویں بات

مجھے جہاد نے یہ سبق سکھایا ہے کہ اسلامی ملک ایک طویل عوامی جہاد کے ذریعے وجود میں آتا ہے، ج میں مختلف مراتب کے لوگ ہوں گے، اور کوئی کسی کی کردار کشی نہ کرے بلکہ لوگوں کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھایا جائے، اس طریقے سے وہ کردار وجود میں آئیں گے جو شجاعت و ایثار کے نمونے ہوں گے ، ان کا خلیفہ بھی انہی مجاہدین میں ایک ہو، صحابہ کرامؓ کے ہاں معیارِ فضیلت وہ جنگیں اور معرکے ہو اکرتے جسمیں انہوں نے شرکت کی، اسی وجہ سے حضرت ابو بکر کی خلاف پر اتفاق کیلئے کسی کی صفائی کی ضرورت پیش آئی اور نہ

ہی انتخابی مہم کی کوئی حاجت اافغانوں کے ہاں بھی آج معیارِ فضیلت یہ ہے کہ کتنے سال جہاد میں گزارے ہیں چنانچہ آج خواہ وہ کوئی بھی ہو جلال الدین حقانی ،احمد شاہ مسعود(؟؟؟) مولوی ارسلان ،فرید ،انجنئیر بشیر احمد ،انجنئیر ضیاء قمندان امیر قندوزی لالا ملنگ قندھاری اور آرین لور بدخشانی کے جہاد کا انکار نہیں کر سکتا۔

نویں بات

اور جہاد نے مجھے یہ سکھایا کہ جو ملک جہاد کے ذریعے وجود میں آئے اسے فوجی انقلاب کے ذریعے ختم نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ تمام لوگوں کے پاس اسلحہ موجود ہے اور کیونکہ یہاں قیادت کا معیار ان قائدین کی قربانیوں ،صبر واستقامت اور وہ کارنامے جو انہوں نے پیش کئے۔

اور کیونکہ یہاں تختِ اقتدار تک پہنچنے والے کسی سازش کے نتیجے میں نہیں آئے بلکہ روزِ روشن میں سورج کی طرح اقتدار تک پہنچے ہیں اور قیادت لوگوں میں مضبوط ترین، نسلی اعتبار سے صاف ستھرے، سچی زبان اور ساری زندگی گزارنے والے افراد کے ہاتھ میں رہے اور اس قیادت نے ملک کو قائم کرنے کیلئے بہت بڑی قیمت چکائی تو وہ ملک و قوم کو تباہ نہیں کر سکتے اور وہ قیادت جسے جہاد نے ابھارا ہے مجاہدین ہی کے ساتھ زاہدانہ زندگی بسر کی ہے اور اسی طریقے پر آئندہ زندگی بھی گزار سکتی ہے۔جو شخص(-----)،یونس خالص یا ربانی کے گھر داخل ہو تو اسے حضرت عمر بن خطابؓ اور عمر بن عبد العزیزؒ کا زہد بیسویں صدی کے امیر المؤمنین کے گھر دکھائی دے گا۔

دسویں بات

مجھے جہاد نے یہ سکھایا ہے کہ انسانی نفس کی تربیت کیلئے بہترین بات ،چیز علاج جہاد ہے اس لیے خطرہ فطرت انسانی کو اپنے خالق کی طرف متوجہ کرتا ہے اور دل میں تعلق مع اللہ کا احساس اجاگر کرتا ہے اس وقت آزمائش کی اور تجربہ زندگی کی تلخی اکٹھی ہو جاتی ہیں تو نفس میں حرارت پیدا ہوتی جس کے نتیجے میں نرم پڑ جاتا ہے اور امرِ الٰہی کی تعمیل واطاعت میں کوشاں ہو جاتا ہے جیسے لوہا گرم ہو جاتا ہے تو امر قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے جس طرف چاہو موڑ دو پس جہاد نفس کے زنگ کو دور کرتا ہے اور روح کی گندگیوں کو صاف کرتا ہے انسانی طبیعت میں خوف وخشیت پیدا کرتا ہے، جہاد سے ہوشیاری اور بیداری پیدا ہوتی ہے ،جہاد اسے مراقبۂ موت یعنی ہر وقت موت کیلئے تیاری کا جذبہ زندہ ہوتا ہے،وہ غفلت جو ناز ونعم اور عیش پرستی کے نتیجے میں وجود میں آتی ہے جہاد اسے دور کرتا ہے یہ بات میں نے ننگرہار کے ساز نور کے اس عمل سے سیکھی جب وہ غنیمت کے کھانے سے پہلے اس کی قیمت جمع کرا دیا کرتا تھا۔

یہ تو مسلمانوں کی حالت ہے کہ جہاد انہیں اپنے رب کی طرف متوجہ کرتا اور موت کی تیاری کیلئے آمادہ رکھتا ہے۔حتیٰ کہ کفار تک سخت حالات میں اللہ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

تقریباً ایک ہفتہ پہلے پاکستانی علاقے چترال میں دو روسی طیارے اترے تھے ان کے ایک روسی پائلٹ نے کہا ہمیں اکثر اسٹنگر میزائل کا خطرہ لاحق ہو رہتا ہے۔لیکن ہم نے مقدس کتاب قرآن کی بعض آیتوں کو پڑھ کر دعا مانگتے یہ آیتیں ہمیں افغان کمیونسٹوں)نے سکھائی تھی واضح رہے کہ روسی کمیونسٹ ہیں جو خدا کے وجود کا انکار کرتے ہیں نعوذ باللہ لیکن جہاد انہیں بھی خدا یاد دلاتا ہے(مسلمان تو پھر مسلمان ہے اس کا ایمان کیسے میدانِ جہاد میں نہیں بن سکتا)

گیارہویں بات

جہاد سے میں نے یہ سیکھا ہے کہ جہاد امت کے اتحاد کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، جہاد امت کے انتشار وافراق کو ختم کرنے کا سب سے مؤثر طریقہ ہے آج امت سامنے سب سے بڑا مسئلہ مسئلہ افغانستان ہے جس نے مسلمانوں کو اس غم میں یکجا کر دیا ہے ،اس کا احساس ہمیں ان خطوط سے ہوتا ہے جو ہمارے پاس پوری دنیا سے آتے ہیں۔

بارہویں بات

مجھے جہاد نے یہ سکھایا ہے کہ ذمہ داریاں سچے اور مخلص لوگوں کو دی جائیں یہی لوگ لوگوں کی جان مال اور عزت کے حقیقی رکھوالے اور محافظ ہوتے ہیں۔

تیرہویں بات

جہاد سے میں نے یہ سبق سیکھا کہ اسلحہ اٹھانے سے پہلے اخلاقی تربیت ضروری ہے وہ لوگ جو بغیر تربیت کے اسلحہ اٹھاتے ہیں وہ مسلح گروہوں کی مانند لوگوں کی نیندیں حرام کرتے، ان کے امن کو تباہ کرتے اور انہیں ڈراتے دھمکاتے پھرتے ہیں، آپ کو اس کا اندازہ اس وقت ہوگا جب آپ دو کمانڈروں میں موازنہ کریں گے ایک کی تربیت کسی اسلامی تحریک میں ہوئی ہو اور دوسرے نے تربیت حاصل نہ کی ہو اول الذکر کے علاقے میں آپ لوگوں کو پرسکون پائیں گے جبکہ ثانی الذکر کے علاقے میں لوگوں کی شکایتیں ختم ہونے کا نام نہیں لیتیں۔

چودہویں بات

میں نے یہ سبق سیکھا ہے کہ صبر جہاد کا ستون ہے بلکہ اس دین کی بنیاد ہے بغیر صبر کے جہاد نہیں ہو سکتا، اس بات کو سمجھنے کیلئے آپ ان لوگوں سے مل سکتے ہیں جنہیں دس سالہ عرصے میں بھوک، بیماری اور برھنگی نے لاچار کر کے رکھ دیا ہو۔۔۔فاریاب کے قلعہ مار کے فتح کا واقعہ آپ کو دہشت زدہ کر کے رکھ دے گا۔۔یہ ایک چٹیل میدان میں واقع ہے جہاں مجاہدین درختوں وغیرہ کے نہ ہونے کی وجہ سے نزدیک نہ ہوسکتے تھے، چناچہ مجاہدین نے ایک سرنگ کھودی جس میں سوار شخص بھی نظر نہیں آتا تھا، اس سرنگ کی لمبائی دس کلومیٹر ہے جس کی کھدائی میں ڈیڑھ سال یعنی اٹھارہ ماہ لگے۔۔۔مجاہدین اللہ کے شیر اللہ کے فضل سے زمین کے نیچے سے اس قلعہ تک پہنچنے اور اسے فتح کرنے میں کامیاب ہوگئے (کیا بے صبرے لوگ ایسے کام کرسکتے ہیں)

پندرہویں بات

مجھے جہاد نے یہ سکھایا ہے کہ امریکہ اور روس کا ایک رعب اور خوف جوان کے بارے میں ذہنوں میں بنا ہوا ہے یہ سب اللہ رب العالمین کی طاقت اور مسلمانوں کے جہاد میں اللہ کی مدد کے سامنے کچھ بھی نہیں۔۔۔۔

میری بات میں جس کسی کو بھی شک ہو تو وہ روس سے جا کر پوچھ لے کہ وہ افغان مجاہدین سے اس قدر بوکھلایا ہوا ہے، یقینا جہاد افغانستان نے روسی طلسم کے پرخچے اڑا کر رکھ دیے ہیں۔

موقع کی مناسبت سے بات کرنا:

جب کفارِ مکہ نے مسلمانوں پر مظالم ڈھانے شروع کئے تو رسول اللہ ﷺ کے حکم پر صحابہ کی ایک جماعت حبشہ (ایتھوپیا) ہجرت کر کے چلی گئی۔ حبشہ کا بادشاہ ایک عادل عیسائی تھا، جنکو نجاشی کہا جاتا تھا۔ جب کفارِ مکہ کو اس بات کی اطلاع ملی تو انہوں نے اپنا ایک وفد نجاشی کے دربار میں بھیجا کہ وہ نجاشی سے بات کر کے انکے باغیوں کو حبشہ سے نکالنے پر مجبور کر دے۔ چنانچہ اس وفد نے حبشہ پہنچ کر نجاشی کو کہا کہ ہمارے کچھ باغی، جنھوں نے ایک نیا دین ایجاد کیا ہے اور بھائی کو بھائی سے لڑایا ہے، انہوں نے تمہارے ملک میں آکر پناہ لی ہے آپ انکو ہمارے حوالے کر دیجئے یا انکو اپنے ہاں سے نکالدیجئے۔

یہ سن کر نجاشی نے مسلمانوں کو دربار میں بلا بھیجا، مسلمانوں کو جب اس معاملہ کی اطلاع ہوئی تو سب بہت پریشان ہوئے کہ اگر ہمیں کفارِ مکہ کے حوالے کر دیا تو ہمارے اوپر تو پہلے سے بھی زیادہ مظالم ڈھائے جائیں گے۔ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی ان مہاجرین میں موجود تھے، آپ نے فرمایا کہ پریشان نہ ہو، اور جیسا میں کہتا ہوں اس پر عمل کرو۔ آپ نے فرمایا کہ جب نجاشی کوئی سوال کرے تو کوئی مسلمان نہ بولے صرف میں بولونگا۔

مسلمان نجاشی کے دربار میں پہنچے تو نجاشی نے کفارِ مکہ کی بات دہرائی کہ یہ وفد سردارانِ قریش کی طرف سے آیا ہے اور تم لوگوں کے بارے میں ایسا ایسا کہتا ہے؟

جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: اے بادشاہ ہم جاہل و گنوار تھے، نہ کسی رشتہ کا پاس تھا نہ کسی تعلق کا خیال، شرک و بت پرستی اور گمراہی میں مبتلا تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان فرمایا، ہماری ہدایت کے لئے ہم ہی میں سے اپنا رسول بنا کر ایک ایسے شخص کو بھیجا جسکے حسب و نسب اور خاندانی شرافت کی گواہی سارا عرب دیتا ہے، اس نوجوان نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، اس نے ہمیں آکر بتایا کہ اللہ کون ہے، دین کیا ہے۔

تقریر کے بعد نجاشی نے پوچھا کہ جو قرآن تمہارے نبی کو دیکر بھیجا گیا ہے اس میں سے ہمیں کچھ سناؤ۔ جعفر رضی اللہ عنہ نے جو آیات تلاوت فرمائی وہ اہلِ مجلس کے مزاج کے مطابق تھیں اور ان پر اثر ڈالنے والی تھیں۔ چونکہ یہ لوگ عیسائی تھے، اسلئے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے سورہ مریم کی ابتدائی آیات تلاوت فرمائیں، جن کو سن کر نجاشی آنسوں سے رونے لگے۔ اور مسلمانو ں کو کافروں کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔

کفارِ مکہ نے جب یہ دیکھا تو انہونے مکاری سے کام لیتے ہوئے دوسرے انداز میں نجاشی کے کان بھرے اور کہا کہ یہ مسلمان تو اپنے علاوہ سب کو غلط کہتے ہیں آپ ان سے اپنے بارے میں پوچھئے۔

دوسرے دن نجاشی نے پھر ان حضرات کو بلوایا، اور پوچھا کہ آپ لوگ حضرت مسیح کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

مسلمانوں کے لئے یہ مرحلہ انتہائی دشوار تھا، نہ تو حق کو چھپایا جاسکتا تھا، اور نہ ہی اس کو اس انداز میں بیان کیا جاسکتا تھا جس سے مسلمانوں کے لئے اس زمین پر رہنا مشکل ہو جائے، چنانچہ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرمایا: ہم انکے بارے میں وہی بات کہتے ہیں جو ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں تعلیم دی ہے، وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) اللہ کے بندے، اسکے رسول ہیں اور اس کی روح اور کلمہ ہیں جو اس نے کنواری پاکباز مریم پر القا کیا"

یہ سن کر نجاشی نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور ایک تنکا اٹھایا اور کہا کہ "خدا کی قسم جو کچھ تم نے بیان کیا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس تنکے کے برابر بھی زیادہ بیان نہیں کیا"۔

اسکے بعد نجاشی نے قریش کے نمائندوں کو دوٹوک انداز میں جواب دیدیا کہ میں ان لوگوں کو تمہارے حوالے ہرگز نہیں کرونگا۔ ()

فائدہ: نجاشی کے سوال کے جواب میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے ایسا جواب دیا جو قرآن سے تھا لیکن انجیل میں بھی وہی مذکور تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس مرحلہ پر ایسا جواب نہیں دیا جسے سن کر نجاشی اور اہلِ حبشہ مسلمانوں کے مخالف ہو جائیں اور انکو کفار مکہ کے حوالے کر دیں۔ نیز اس واقعہ سے ہمیں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ایسے موقعے پر کسی ایسے بولنے والے کا

انتخاب کرنا چاہئے جو اچھے انداز میں اپنے موقف کو پیش کرے اور مجلس و موقع کی نزاکت کو مد نظر رکھتے ہوئے گفتگو کرے۔

مخالفین کی بات کو بھی بغور سنناچاہئے: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جب عتبہ نمائندہ بن کر آتا تو آپ ﷺ اسکی بات کو پوری طرح سنتے، پھر جب وہ بول کر خاموش ہو جاتا تو آپ ﷺ مختصراً اپنی گفتگو فرماتے۔

مخصوص اہم افراد پر محنت کرنا:

نبی کریم ﷺ کی سیرت ہمیں یہ بھی سکھاتی ہے کہ معاشرے کہ ایسے مؤثر افراد جنکا تعاون آپ کی تحریک کو زیادہ مضبوط کر سکتا ہے، ان پر خصوصی محنت کرنی چاہیے، انکے لئے دعا اور اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ جیسا کہ امام الانبیا ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ اے اللہ! عمر بن خطاب یا ابو جہل میں سے کوئی ایک ہمیں عطا فرما۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ کو دے دئے گئے جس سے اسلام مضبوط ہوا اور مکہ میں کھلے عام دین کی دعوت دی جانے لگی۔

عام دعوت اور خاص دعوت: عام دعوت کا مواد خاص دعوت سے مختلف ہونا چاہئے۔ عام دعوت میں گفتگو انتہائی محتاط اور نپی تلی ہوتی ہے، جس میں مخاطب کے تمام طبقات کا خیال رکھا جاتا ہے، اس دعوت میں ان نکات کو زیادہ بیان کرنا چاہئے جو آپ کے اور آپ کے مخاطب کے مابین مشترک ہوں۔

اسکے بر خلاف خاص دعوت میں آپ کھل کر بات کر سکتے ہیں۔

موضوع جملوں اور مناسب الفاظ کا انتخاب: دعوت میں اچھے جملے اور مناسب الفاظ آپ کی دعوت کو چار چاند لگا سکتے ہیں۔ اور انہی میں بے احتیاطی آپ کی دعوت کو غیر مؤثر بنا سکتی ہے۔ قرآن کریم کا تو یہ معجزہ ہے کہ اسکی آیات اسکے الفاظ اور انکی ترتیب اتنی جامع اور مکمل ہے کہ انسان اسکی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اوتیت بجوامع الکلم کہ مجھے جامع کلمات دی کر بھیجا گیا ہے۔

شیخ اسامہؒ نے اہلِ یورپ سے ایک بار خطاب کیا، اس خطاب کا خلاصہ یہ تھا کہ اہلِ یورپ کو سمجھایا گیا تھا کہ تم لوگ یہودیوں کے غلام ہو۔ لیکن شیخؒ نے اس تقریر میں لفظ یہود کے بجائے ملٹی نیشنل کا لفظ استعمال فرمایا۔ کیونکہ یورپ میں اگر یہود کے خلاف بات کی جاتی ہے تو اسکو "یہود مخالف" (Anti semetic) کہکر کوڑے کی ٹوکری میں پھینک دیا جاتا ہے۔ لہٰذا شیخ نے ایک ایسے لفظ کے استعمال سے گریز فرمایا جو انکی پوری محنت کو رائیگاں کر دیتا اور اسکے مقابلہ میں اسکا متبادل لفظ استعمال فرمایا جس سے انکی دعوت میں چار چاند لگ گئے۔ کیونکہ ملٹی نیشنل کے ظلم کی چکی میں پستی یوروپین عوام کے لئے اس تقریر میں بڑی کشش تھی، جو انکے جذبات کی ترجمانی کر رہی تھی۔ بی بی سی نے اس تقریر پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ ایسا لگتا ہے کہ یہ تقریر انتہائی مہارت سے لکھی گئی ہے۔

ان بحثوں سے دامن کو بچانا جو دعوت میں رکاوٹ بن جائیں: احیاء خلافت کے دشمن آپ کو ایسی بحثوں میں الجھانا چاہیں گے جس میں الجھ کر آپ اپنے مقصد سے ہٹ جائیں اور کہیں اور ہی الجھ کر رہجائیں، مثلاً اختلافی نظریاتی بحثیں، مسلکی اختلافات وغیرہ۔ لہٰذا ہمیشہ ان بحثوں سے بچنا ہے جو آپ کی دعوت کا رخ کسی اور جانب موڑ کر رکھدیں۔ ذمہ داران پر لازم ہے کہ وہ ان افراد کو ایسا کرنے سے سختی سے روکدیں۔

داعیوں کو چاہئے کہ وہ دعوت دیتے وقت اس دکاندار کی طرح ہو جائیں جو اپنا سودا بیچتے وقت اپنے سامنے اسکے علاوہ کوئی اور مقصد نہیں رکھتا کہ کسی طرح اپنا سودا گاہک کو بیچ دے۔ وہ اپنے سودے کو گاہک کے سامنے اس انداز میں پیش کرتا ہے گویا یہ سامان بنا ہی اسکے گاہک کے لئے ہے، اور اس گاہک سے زیادہ اس سودے کا حقدار دنیا میں کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ آپ سے کسی اور بحث میں نہیں الجھے گا، آپ کی باتوں کو غور سے سنے گا، آپ کی موافقت کرے گا، اور گھوم پھر کر واپس اپنے سودے کی تعریف و توصیف بیان کرنا شروع کر دے گا۔

بحث میں مدلل جواب کے بجائے الزامی جواب دینا: بعض مرتبہ داعی کو اپنے مخالفین کے جواب دینا ناگزیر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس مختصر وقت میں آپ اس کو مدلل جواب کے بجائے الزامی جواب یعنی جو باتیں وہ آپ کی تحریک کے بارے میں کہہ رہا ہے آپ اس کو آئینہ دکھادیں اور اسکی بولتی بند کر دیں۔ قرآن کریم میں اسکی مثالیں جابجا موجود ہیں مثلاً یہود نے آپ ﷺ کے بارے میں فرمایا: وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا نُؤْمِنُ بِمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا

جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو نازل کیا ہے اس پر ایمان لے آؤ کہتے ہیں ہم ایمان لاتے ہیں اس پر جو ہم پر نازل کیا گیا ہے۔

آگے اللہ تعالیٰ انکو منہ بند کر دیتے ہیں؛ قل فلم تقتلون انبیاء اللہ تو پھر تم (جو انبیاء تم ہی میں سے آئے ان) انبیاء کو قتل کیوں کرتے رہے ہو۔

یہود کہتے ہم اللہ کے محبوب اور اسکے بیٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا محبوب تو اپنے حبیب سے ملاقات کی تمنا کرتے ہیں سو تم موت کی تمنا کرو اگر تم واقعی سچے ہو۔

آپ کے پاس اگر وقت کم ہے اور اعتراض کرنے والے کا مقصد اصلاح نہیں بلکہ صرف تنقید ہے تو اس کے ساتھ بحث میں الجھنا اور علمی دلائل دینا آپ کو مصیبت میں ڈال سکتا ہے، لہٰذا ایسے وقت میں الٹے اس پر اعتراض اور اسکو آئینہ دکھانا چاہئے کہ تم اعتراض کرنے والے اپنی اوقات تو دیکھو کہ تمہارا اپنا کردار کیا ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے تاریخ اسلام کا پہلا سریہ مکہ کی جانب روانہ کیا، عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کا اسکا امیر بنایا، اس سریہ میں صحابہ سے ایک کافر مارا گیا، حرم والے مہینہ میں واقعہ ہوا، صحابہ سمجھ رہے تھے کہ ابھی حرمت والا مہینہ شروع نہیں ہوا ہے۔اس وقت چار مہنیوں (رجب، ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم) میں قتال کی اجازت نہیں تھی۔ کفارِ مکہ نے آسمان سر پر اٹھالیا کہنے لگے دیکھو محمد کے ساتھی تو اب ان مہینوں کا بھی احترام نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے خود ان کفار کو جواب دیا، کہ تم جو ایک قتل پر اتنا شور مچاتے ہو، اور اب اخلاق و شرافت کی بات کر رہے ہو، تم اپنی اوقات تو دیکھو کہ تم نے اللہ کو ماننے سے انکار کر دیا، دوسروں کو بھی اللہ کے راستے سے روکتے ہو، تمہاری شرافت کا یہ عالم ہے کہ مسجدِ حرام سے بھی تم نے مسلمانوں کو روکدیا، اور انکو وہاں سے نکالدیا جو کسی بھی شریف انسان کے لئے انتہائی عار کی بات ہے، لہٰذا تمہارا کفر اور یہ کرتوت فتنہ ہیں اور قتل کے مقابلے میں فتنہ زیادہ برا ہے۔

ایک اعتراض کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ان کفار کی اتنی برائیاں بیان فرمائیں کہ انکو خاموش ہونا پڑا۔ اس واقعے میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو یہ بھی بتایا ہے کہ جب کفار مسلمانوں پر اعتراض کریں، تو اہلِ ایمان کو انکے ساتھ ان کافروں کی بولی نہیں بولنی چاہئے بلکہ ایسے وقت میں مسلمانوں کا دفاع کرنا چاہئے۔البتہ جہاں تک اصلاح کی بات ہے وہ آپسمیں ایکدوسرے کی کرنی چاہئے، لیکن کسی مسلمان کے لئے کافروں اور زندیق قادیانیوں کے ساتھ مل کر جہاد و مجاہدین پر اعتراض نہیں کرنے چاہئیں۔جو ایسا کرے گا وہ قادیانی کی روح کو خوش کرتا ہے اور محمد ﷺ اور انکے رب کو تکلیف پہنچاتا ہے۔

عزمِ مصمم:

میدانِ دعوت میں جن احتیاطوں کا اوپر ذکر کیا گیا اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ دعوت میں کمزوری کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ نہیں بلکہ آپ ﷺ نے جرأت و استقامت کے ساتھ دعوت کو لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ چنانچہ کفارِ مکہ کا دوسرا وفد جب ابو طالب کے پاس آیا اور دعوت کو نہ روکنے کی صورت میں جنگ کی دھمکی دے گیا تو چچا نے آپ ﷺ کو بلایا اور صورتِ حال کی نزاکت کا احساس دلایا، جس کو سن کر امامِ انسانیت، رحمۃ للعالمین ﷺ نے یہ الفاظ بیان فرمائے:

اے چچا! اگر یہ لوگ میرے داہنے ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند رکھدیں تاکہ میں اس دعوت کو چھوڑ دوں تو بھی میں اس کو نہیں چھوڑ سکتا، یا تو اللہ اس اسلام کو غالب کریگا یا میں نہ رہونگا اور قتل کر دیا جاؤنگا()

دعوت میں آزمائشیں:

دین کی دعوت اور آزمائشیں ایک دوسرے کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا کہ کونسا داعی افضل ہے؟ کیا وہ جسکو ابتدا ہی میں غلبہ حاصل ہوگیا، یا وہ افضل ہے جس کو مصائب و پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا، اسکے بعد اسکو غلبہ حاصل ہوا؟

امام صاحب رحمہ اللہ نے جواب دیا: لا يمكن حتى يبتلى والله تعالى ابتلى اولى العزم من الرسل فلما صبروامكنهم (السيرة الحلبية ج:١ ص: ٢٨١)

ترجمہ: آزمائشیں آئے بغیر غلبہ حاصل ہونا ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اولو العزم انبیاء کو آزمائشوں میں مبتلاء فرمایا، سو جب انہوں نے (ان اذیتوں پر) ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے انکو غلبہ عطا فرمادیا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ مقامِ ابراہیم کے پاس نماز ادا کر رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط اٹھ کر آپ کے پاس آیا اور آپ

کی چادر کو آپ کے گلے میں لپیٹا اور اتنی سختی سے کھینچا کہ آپ ﷺ گھٹنوں کے بل گر پڑے، لوگ چیخ وپکار کرنے لگے ان کا خیال تھا کہ آپ قتل کر دئے گئے، اچانک ابو بکر رضی اللہ عنہ غصے سے بھرے ہوئے آئے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بازؤں سے پکڑ کر اٹھایا اور کہا "کیا تم اس آدمی کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔" اسکے بعد لوگ آپ سے الگ ہوگئے، اور آپ ﷺ دوبارہ نماز میں مشغول ہوگئے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ قریش کے سرداروں کو قریب سے گذرے، جو بیت اللہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے اور فرمایا: اے گروہ قریش! قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، مجھے تمہاری طرف (تمہیں) ذبح کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے، آپ ﷺ نے حلق کی طرف اشارہ کیا (مصنف ابن ابی شیبہ، فتح الباری باب مالقی النبی ﷺ واصحابہ من المشرکین بمکۃ)

یہی بدبخت عقبہ بن ابی معیط تھا، جس نے آپ ﷺ کے اوپر اونٹ کی اجڑھی ڈالدی تھی، جب آپ حرم میں سجدے کی حالت میں تھے۔ حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہ اس وقت چار پانچ سال کی تھیں، وہ دوڑی ہوئی آئیں اور آپ ﷺ کے اوپر سے اوجھڑی ہٹادی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو فرمایا: فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِنْ قَبْلِكَ

ترجمہ: سو اگر وہ آپ کو جھٹلادیں تو آپ سے پہلے والے رسولوں کو بھی جھٹلایا گیا ہے۔

لَتُبْلَوُنَّ فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ (186)

ترجمہ: تمہیں تمہاری جانوں اور مالوں کے بارے میں ضرور آزمایا جائے گا، اور تمہیں اہل کتاب اور مشرکین کی جانب سے زیادہ تکلیف دہ باتیں ضرور سننی پڑینگی، اور اگر تم (ان تکالیف اور سخت باتوں کے مقابلے) ڈٹے رہے، اور اتقویٰ اختیار کئے رہے تو یہ پختہ کاری میں سے ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے جانثار صحابہ نے اس دین کو دنیا میں غالب کرنے کے لئے اپنے جسموں کو لہولہان کرایا، دہکتے انگاروں کو اپنے جسم کی چربی سے ٹھنڈا کیا، اسلامی نظام کو غالب کرنے کے لئے اپنے گھر بار کو چھوڑا، آپ ﷺ اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم قتال فی سبیل اللہ کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے اپنے دین کو غالب کر دیا۔

آج اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ اسلامی انقلاب کی دعوت دینے والے افراد رسول اللہ ﷺ کی سنت کو اختیار کرتے ہوئے، دعوت وقتال کو ساتھ لے کر چلیں دن رات ایک کریں، اور اسی راستے میں اپنی جانیں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کردیں، کہ جہاد کے راستے میں شہادت کے پیچھے دوڑنا اور اسکو پالینا بہت بڑی کامیابی ہے۔

جمہوریت اپنی اصل پر آرہی ہے

الیکشن کمیشن آف پاکستان نے فیصلہ کیا ہے کہ مذہب کے نام پر ووٹ لینا قابل سزا جرم ہے، یعنی اگر کسی نے کہا کہ ہمیں ووٹ دو تا کہ ہم اس ملک میں اسلامی نظام نافذ کریں تو ایسے شخص کو پکڑ کر جیل میں ڈالا جائیگا۔

پاکستان میں چونکہ پہلی بار ایک جمہوری عمل کے ذریعے حکومت کا انتخاب ہوتا ہے جبکہ اس سے پہلے اکثر غیر جمہوری طریقے استعمال ہوئے ہیں، لہذا اب آہستہ آہستہ جمہوریت اپنے اصل پر آرہی ہے، جس میں اسلام اور شریعت کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اگر کوئی جمہوریت کا حامی ہو تو اسے یہ احکامات تسلیم کرنا چاہیے کیونکہ جمہوریت اور مذہب کا کسی طرح سے اجتماع نہیں ہو سکتا ہے۔

یہ آئین کسی طرح اسلامی نہیں ہو سکتا

مفتی محمود رحمہ اللہ نے فرمایا:

”یہ بھی کہا گیا ہے کہ قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بن سکے گا۔ یہ بات بھی میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک دھوکہ ہے، اس لئے کہ بنیادی حقوق کی دفعات اس کی نفی کرتی ہیں۔ مثلاً ان دفعات میں مذہبی آزادی کے عنوان میں یہ وضاحت سے کہا گیا ہے، کہ پاکستان کے ہر شہری کو یہ حق حاصل ہے، کہ وہ جو مذہب اور عقیدہ چاہے قبول کر سکتا ہے۔ اس میں گویا مسلمان کو عیسائی، یہودی، ہندو اور مرزائی بننے کا حق دیا گیا ہے۔ اور مرتد ہونے کی اجازت دی گئی ہے، مگر اسلامی قانون کہتا ہے ”من بدل دینہ فاقتلوہ“ (جس مسلمان نے اپنا دین تبدیل کیا یعنی مرتد ہوا اسے قتل کر دو) اسلامی قانون کے تحت اگر اس ہاؤس میں ہم قانون سازی کا کام شروع کریں تو ایسے شخص کے لیے قتل مرتد کی سزا تجویز کریں گے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے {{إِنَّمَا جَزَٰٓؤُاْ ٱلَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَسْعَوْنَ فِى ٱلْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوٓاْ أَوْ يُصَلَّبُوٓاْ أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَٰفٍ }} اسی طرح حدیث میں ہے ”من بدل دینہُ فاقتلوہُ“ جس نے اپنا دین بدل دیا اسے قتل کر دو۔

قرآن و سنت کی اس تصریح کے باوجود ہم اس کے لئے یہ سزا تجویز نہیں کر سکتے اس لئے کہ آپ نے آزادی مذہب کے نام سے اسے آئین میں اس چیز کا حق دے دیا ہے۔ اور مسلمان کے لئے سب سے عظیم جرم ارتداد ہے، زنا، شراب خوری، سود خوری اور ڈاکہ زنی کا جرم اس سے کم ہے، جب بڑے سے بڑے جرم پر سزا نہیں ہو سکتی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ آئین کسی طرح اسلامی نہیں ہو سکتا“ (آذان سحر صفحہ ۱۰۷، بحوالہ جمہوریت عقل و نقل کے آئینے میں)

آپ کا شرعی فریضہ

”اگر ہم یہ تسلیم کر بھی لیں کہ تمام تر بگاڑ و فساد کا سبب محض حکومت پر قابض حکمران طبقہ ہے تو بھی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حکمرانوں کے خلاف خروج کرنے والوں کی مدد نہیں کی تھی، حالانکہ وہ حکمران ان پاکستانی حکمرانوں سے ہزار گنا بہتر تھے؟ کیا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے امام زید بن علی رحمہ اللہ اور پھر محمد نفس زکیہ اور انکے بھائی ابراہیم رحمہم اللہ کی مالی امداد نہیں کی تھی؟ خروج کی یہ تحریکیں تو ایسے حکمرانوں کے خلاف تھیں جو جہاد بھی کرتے تھے، نماز بھی قائم کرتے تھے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر بھی عامل تھے، شریعت کی حاکمیت اور شرعی نظام قضاء بھی قائم کرر کھا تھا۔ ان کا قصور تو صرف یہ تھا کہ انہوں نے اختیارات پر ناجائز قبضہ کرر کھا تھا اور لوگوں کا مال باطل طریقے سے کھاتے تھے۔۔۔ لیکن اس کے باوجود بھی امام صاحب رحمہ اللہ نے ان کی تائید و نصرت کی۔

پس اگر آپ کھلی طور پر ہماری موافقت بھی نہ کریں، تو اتنا تو کر ہی سکتے ہیں کہ جرأت ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہمارے فقہی موقف کی درستی تسلیم کریں اور ان ظالم و فاجر لوگوں کی صفوں میں شامل ہونے سے انکار کر دیں جو دشمنان دین کے ساتھی بن کر ہمارے مقابل کھڑے ہیں۔ آپ کو تو اللہ تعالیٰ نے صادقین سے جا ملنے کا حکم دیا ہے، اہل حق کا ساتھی بن کر باطل پرستوں سے بھڑ جانے، نیکی کا حکم دینے، برائی سے روکنے اور لوگوں کو اسی کی طرف دعوت دینے کی ہدایت کی ہے۔ پس قبائل میں بر سر پیکار مجاہدین کی حمایت کرنا آپ کا شرعی فریضہ ہے۔ آخر یہی تو وہ فی سبیل اللہ مجاہدین ہیں جو نہ صرف امریکہ اور عالمی صلیبی طاقتوں کے مدمقابل ڈٹے ہوئے ہیں، بلکہ اس صلیبی اتحاد کے اساسی رکن۔۔۔ پاکستان۔۔۔ کی فوج کے مظالم بھی ثابت قدمی سے برداشت کر رہے ہیں۔ لہٰذا ان حالات میں شریعت کا کم سے کم تقاضا بھی یہ ہے کہ امریکہ کی وفادار اور اسلام سے غدار حکومتوں کے خلاف خروج کرنے والوں کی مخالفت نہ کی جائے“۔

(کیا ہمارا آئین اسلامی ہے؟ صفحہ ۱۹۲ و ۱۹۳، از شیخ الحدیث مولانا نور الہدیٰ صاحب)